بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

____

Sunday, the 14th June, 2026

____

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 2
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. LEAVE OF ABSENCE 2
6. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 3
7. POINTS OF ORDER 33
8. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 34
9. POINT OF ORDER 96
10. FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27 – *(CONTINUED)* 96

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

——————————

Sunday, the 14th June, 2026

——————————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 11:05 a.m with the honourable Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

——————————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ
بَصِيْرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿١٢٦﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ
رَبِّهٖ ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿١٢٧﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیات: 124تا127)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اُس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی، اور قیامت کے دن ہم اُسے اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: "یارَبِّ! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا، حالانکہ میں تو آنکھوں والا تھا؟" اللہ کہے گا: "اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئی تھیں، مگر تو نے اُنہیں بھلا دیا۔ اور آج اُسی طرح تجھے بھلا دیا جائے گا۔" اور جو شخص حد سے گزر جاتا ہے، اور اپنے پروردگار کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتا، اُسے ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں، اور آخرت کا عذاب واقعی زیادہ سخت اور زیادہ دیر رہنے والا ہے۔]

RECITATION OF HADITH

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ، مَا شَيْءٌ أَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيءَ۔

[ترجمہ: حضرت ابوالدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاق حسنہ سے بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ بے حیاء بدزبان سے نفرت کرتا ہے۔]

RECITATION OF NAAT

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر

ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں

خود انہی کو پکاریں گے ہم دور سے

راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا

بندگی کا قرینہ بدل جائے گا

سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے

خود ہی آنکھوں سے سجدے ٹپک جائیں گے

NATIONAL ANTHEM

جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔Leave applications سے نام پڑھ دیتا ہوں، leave اکٹھے grant کردیں گے۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Leave applications.

Mr. Speaker: Mr. Faisal Amin Khan has requested for the grant of leave for 13th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Irfan Ali Leghari has requested for the grant of leave for 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Makhdoom Tahir Rashid Ud Din has requested for the grant of leave for 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Arshad Sahi has requested for the grant of leave for 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Munaza Hassan has requested for the grant of leave for 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Chaudhry Tariq Bashir Cheema has requested for the grant of leave for 13thJune, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Mujahid Ali has requested for the grant of leave from 13th to 15th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Khan Muhammad Saddique Khan Balooch has requested for the grant of leave for 13th and 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Ali Zahid has requested for the grant of leave for 13th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Shazia Marri has requested for the grant of leave for 13th and 14th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

Mr. Speaker: Further discussion on the budget. Jamal Khan Kakar Sahib.

حاجی جمال شاہ کاکڑ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ان حالات میں بہت بہترین بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ پاکستان کی معیشت کا حجم 752 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر کبھی 4 ارب ڈالر تھے اب 17 ارب ڈالر سے تجاوز کر چکے ہیں۔ مہنگائی % 23.5 سے single digit پر لانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ملازمین کی تنخواؤں سے پرانا surcharge ختم کرنا اور انکم ٹیکس کم کرنا شہباز شریف صاحب کا تاریخی فیصلہ ہے۔ جناب سپیکر! بلوچستان کے حوالے سے میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں کیونکہ بلوچستان آج جس حال میں جی رہا ہے جب تک بلوچستان خوشحال نہیں ہو سکتا تو پورا ملک خوشحال نہیں ہو سکتا۔ جب بلوچستان ترقی کرے گا تو پاکستان بھی ترقی کرے گا۔اس وقت بلوچستان میں % 90 عوام محب وطن ہے۔ لیکن وہ تکلیف سے زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ خود سوچیں جب راستے بند ہوں کوئی بائی روڈ سفر نہ کر سکے۔ ٹرینیں بند ہوں، ہسپتال بند ہوں، mobile network بند ہو تو وہاں لوگ کیا کریں گے۔ ایک ہی airline بچتی ہے اور وہ بھی blackmailing شروع کر دیتی ہے کہ 30000 کا ٹکٹ 100000 روپے میں کوئٹہ اسلام آباد فروخت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ تو لہٰذا میں

شہباز شریف صاحب، Finance Minister صاحب سے، احسن اقبال صاحب سے request کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں بلوچستان کو ترجیح دی جائے۔ جناب سپیکر! یہ خوشی کی بات ہے کہ کراچی چمن شاہراہ کے لیے فنڈ مختص کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جمال شاہ صاحب اپنا فون مجھے بھجوا دیں۔ بگٹی صاحب یہ فون مجھے لے کر دے دیں۔ آپ گھر بات کر کے آیا کریں ناں۔ اگر یہاں آنا ہوتا ہے۔ آپ اجازت لیے بغیر آ گئے ہیں۔

حاجی جمال شاہ کاکڑ: کوئٹہ بلوچستان کا capital ہے 30 لاکھ آبادی والا شہر ہے۔ تمام بلوچستان کے اضلاع کی نمائندگی وہاں پر موجود ہے۔ میں نے تجویز یہ دی ہے کہ کوئٹہ package کے نام پر وزیر اگر ایک package رکھ لیں تاکہ کوئٹہ کو ہم خوبصورت بنا سکیں۔ کیونکہ کوئٹہ چہرہ ہے بلوچستان کا تاکہ دنیا کو پتہ چل سکے کہ کوئٹہ میں بھی کام ہو رہا ہے۔ ساتھ ہی کوئٹہ میں پینے کے پانی کا بہت بڑا problem ہے۔ منگی ڈیم ہے اور ایک اور ڈیم ہے ان کے لیے کچھ رقم مختص کی جائے تاکہ کوئٹہ کے پانی کا مسئلہ حل ہو جائے۔ کوئٹہ میں جو بجلی کا نظام ہے۔ اکثر فیڈر خستہ حالت میں ہیں ان کے لیے بھی کچھ پیسے رکھے جائیں۔ کچلاک ژوب روڈ جس کا نواز شریف صاحب نے افتتاح کیا تھا پچھلے تین چار سال سے اس پر کام نہ ہونے کے برابر ہے۔ N-50 جس کی total لمبائی 305 kilometers ہے۔ اس کے لیے funds نہ ہونے کے برابر ہے۔ لہٰذا اس روڈ کے لیے فنڈز کی allocations کی جائے۔ سگوٹ ڈیرہ اسماعیل خان روڈ اور یارک سگوٹ ژوب روڈ پر تین سے چار سال ہو گئے ہیں اس پر کام نہ ہونے کے برابر ہے تو ان روڈ کو بھی ترجیح دی جائے اور ان کے لیے بھی fund رکھا جائے۔ اس کے ساتھ ژوب bypass اسی N-50 کا حصہ ہے اور اس پر بھی کام بند پڑا ہوا ہے۔ میختر مرغہ کبزئی روڈ کے لیے بھی فنڈ رکھا جائے اور ژوب قمرالدین روڈ جو بارڈر تک جاتا ہے اس کے لیے بھی فنڈ رکھا جائے۔ ساتھ ہی جناب سپیکر! ایک بادینی گیٹ وے جو منظور ہو چکا ہے۔ اس کا افتتاح نہیں ہوا اس کے لیے بھی funds رکھے جائیں۔ جناب سپیکر! اگر بلوچستان کی law and order صورتحال پر ترجیح دی جائے اور بلوچستان میں اس وقت law and order کی position یہ ہے کہ کوئی road محفوظ نہیں ہے Transporter، تاجروں، دکانداروں اور Chamber of Commerce نے پچھلے دنوں احتجاج کیا تھا اور پورے بلوچستان کو بند کیا تھا۔ وہ صرف ایک بات کرتے ہیں کہ ہمیں امن دیں۔ وہاں پہ ہسپتال بند ہے کیونکہ ڈاکٹرز نے ہڑتال کی ہوئی ہے، کیونکہ وہاں پہ ایک لیڈی ڈاکٹر ماہ نور ناصر پہ تیزاب پھینکا گیا ہے۔ تو عوام اسی لیے پریشان ہے کہ وہ ہسپتال بند ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہیئے۔

جناب سپیکر: میں کانوں سے سنتا ہوں، فکر نہ کریں۔

حاجی جمال شاہ کاکڑ: مہربانی۔ تو جتنی بھی شاہراہیں ہیں اور ایک ٹرین انگریز کے وقت سے چل رہی تھی، بلوچستان تا ژوب۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم ترقی کرتے، لیکن ہماری وہ پٹڑیاں بھی اکھاڑ دی گئی ہیں۔ اگر Quetta سے Zhob اور Zhob سے Kotla Jam تک Railway Line بچھائی جائے، تو Peshawar اور Islamabad کے لیے short cut train کا route بن جائے گا۔ اس تجویز کو بھی نوٹ کیا جائے اور بہت کم فاصلے پہ Islamabad آجائے گا۔ جناب سپیکر! وہاں پہ بے روزگاری ہے۔ اگر Chaman Border

اور Taftan Border کھولے جائیں اور وہاں پہ باقاعدہ custom کے offices بنائے جائیں تو خزانے میں بھی پیسے آئیں گے، لوگ بھی مصروف ہو جائیں گے، اور کاروبار بھی start ہو جائے گا۔ یہ ایک اچھا فیصلہ ہو گا۔ بہت مہربانی سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ختم ہو گئی۔ عامر ڈوگر صاحب۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر! شاہد خٹک صاحب پہلے کر لیں۔

جناب سپیکر: شاہد خٹک صاحب۔

جناب شاہد احمد: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے اس بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ یہ موجودہ حکومت کا پانچواں بجٹ ہے۔ پانچواں بجٹ کا مطلب یہ ہوا کہ ایک tenure اس موجودہ regime نے پاکستان کو rule کیا۔ جناب سپیکر! جو 9 اپریل کی رات مجھے آج بھی یاد ہے، عامر ڈوگر صاحب بھی موجود ہیں، تو میں آخری chair کے اوپر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ میری آخری والی کرسی تھی، جب تک ہم اس Assembly کا حصہ تھے۔ عمران خان صاحب ادھر وزیراعظم تھے، تو اس 9 اپریل کی رات کو ایک سازش کے تحت ایک جھوٹا بیانیہ بنا کے ہمارے اور تحریک انصاف کے خلاف، عمران خان کے خلاف ایک سازش ہوئی اور سازش کیوں ہوئی؟ کہ ایک مردِ مجاہد، مردِ قلندر عمران خان صاحب نے آپ لوگوں کے بیرونی آقاؤں کو absolutely not بولا، جو ان کے مزاج کو ناگوار گزرا۔ اور اس absolutely not کے نتیجے میں ایک دھمکی آمیز cypher موصول ہوتا ہے اور cypher میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اگر عمران خان اور اس کی حکومت کو نہ ہٹایا گیا تو آپ کو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد ہوتا کیا ہے؟ کہ ایک PDM نامی 13 جماعتی اتحاد بنتا ہے اور اس اتحاد کے نتیجے میں اس ملک کے اوپر اس regime کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اس regime کے مسلط ہونے کے بعد پاکستان جو ترقی کی راہ کے اوپر گامزن تھا، ایک بہتر پاکستان بن رہا تھا، جہاں پہ کاروبار، جہاں پہ foreign remittances، جہاں پہ آپ کی مہنگائی control تھی، جہاں پہ petrol کی قیمتیں کم، جہاں پہ COVID جیسے مشکل حالات میں جب پوری دنیا collapse کر گئی، لیکن الحمدللہ عمران خان صاحب اور تحریک انصاف نے ان مشکل حالات میں نہ صرف پاکستان کو بچایا، پاکستان کی middle class اور lower middle class کو بھی بچایا۔ عمران خان صاحب کو ہٹانے کے بعد، جو پاکستان ترقی کی راہ کے اوپر گامزن تھا، directly پاکستان کا وہ ترقی کا جہاز crash کر گیا۔ اس کے بعد جس شہباز speed کا دعویٰ کیا گیا تھا، اس شہباز speed کے نتیجے میں پاکستان ہر طرف سے مسائل کے اندر گھر گیا۔ مجھے یاد ہے کہ شہباز شریف جب opposition کی chair پہ کھڑے تھے تو بڑے اس انداز میں بتا رہے تھے قوم کو کہ 20 ہزار روپے میں غریب کیسے گزارہ کریں گے، دس ہزار روپے تو gas اور بجلی کا bill آجاتا ہے۔ آج پاکستانی قوم کو آٹھ، ساڑھے آٹھ ہزار روپے تنخواہ کی آپ صفات بیان کر رہے ہیں کہ 9 ہزار روپے میں جیسے commercial plaza بن جائے گا، 9 ہزار روپے میں جیسے غریب عیاشی کرے گا۔ سپیکر صاحب! ایسا نہیں ہے۔

ہمارے دورِ حکومت میں پیٹرول 152 روپے لیٹر آپ کو مہنگا نظر آرہا تھا، آج 473 روپے لیٹر diesel اور petrol آپ کو مہنگا نظر نہیں آرہا۔ مہنگائی کی آڑ میں جو تحریک انصاف اور عمران خان صاحب کے خلاف سازش ہوئی، اس کا نقصان کس کو ہوا؟ پاکستان کو اور پاکستانی قوم کو ہوا۔ اس کے بعد غیر قانونی طور پہ وہ کام پاکستان کے اندر ہوئے جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ ہمارے کارکنان کو، ہماری قیادت کو، ہماری خواتین workers کو، ہمارے overseas کو، ہمارے social media activists کو نشانہ بنایا گیا۔ اور تو چھوڑیں۔ عمران خان صاحب کی زوجہ بشریٰ بی بی صاحبہ، جن کا سیاست سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، وہ ایک گھریلو خاتون، ان کو بھی پچھلے ڈھائی، تین سال سے جیل کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ عمران خان صاحب کی غیر سیاسی بہنیں، جن کے اوپر اڈیالہ جیل کے سامنے کبھی پانی پھینکا جاتا ہے، کبھی ان پر لاٹھیاں برسائی جاتی ہیں اور قصور کیا ہوتا ہے کہ ہم نے بھائی سے ملاقات کرنی ہے عمران خان صاحب کو قید کر کے آپ کو تسلی نہیں ہوئی۔ پچھلے 8 مہینے سے عمران خان صاحب کو isolation میں رکھا ہوا ہے۔ عمران خان صاحب کو قیدِ تنہائی میں بند کیا ہوا ہے۔ قیدِ تنہائی میں بند کرنا تو اب چھوڑ دیں بیماری کی حالت میں عمران خان صاحب سابقہ وزیر اعظم ہے، وہ اس opposition کے benches پر بیٹھا ہوا ایک Member ہے، 2002 سے اس ایوان کا Member ہے اور 8 فروری کو پاکستانی قوم نے متفقہ طور پہ، پنجابی، پشتون، سندھی اور بلوچی نے مل کے ایک لیڈر کو منتخب کیا، اس کا نام عمران خان تھا۔ 8 فروری کو پاکستانی قوم نے ایک خاموش انقلاب برپا کیا ووٹ کے ذریعے اور آپ نے اس کے اوپر ڈاکہ ڈال دیا، اس کو فارم 47 کے ذریعے تبدیل کر دیا۔ جناب سپیکر! عمران خان صاحب ہمارا لیڈر ہے، شاید آپ کے لیے وہ سیاسی مخالف ہو، لیکن کیا اس کا حق نہیں بنتا کہ وہ بیماری کی حالت میں پڑا ہے جیل کے اندر، اس کی آنکھ ضائع کر دی ہے آپ لوگوں نے۔ کیا حق نہیں بنتا اس کا کہ آپ اس کو اس کی مرضی کے doctors دیں؟ کیا اس کا حق نہیں بنتا کہ اس کی فیملی جا کے اس سے ملے؟ کیا حق نہیں بنتا کہ اس کی پارٹی جا کے اس سے ملے؟ کیا حق نہیں بنتا کہ عمران خان صاحب سے اُن کے وکلا ملیں؟ یہ کیسا قیدی ہے کہ اس کے لیے پاکستان کے تمام حقوق معطل کر دیے ہیں۔ پچھلے دنوں میڈیا کے اوپر خبر چلتی ہے کہ عمران خان صاحب کو پمز ہسپتال لے جایا جا رہا ہے، پھر خبر چلائی گئی کہ نہیں، شفا انٹر نیشنل ہسپتال لے جایا جا رہا ہے۔ ہم جب ادھر گئے تو وہاں پہ عمران خان صاحب نہیں تھے۔ خدانخواستہ اس کو آپ کدھر لے گئے، ہمیں نہیں پتہ کہ وہ جیل کے اندر ہے کیونکہ اس سے کسی کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ وہ کس حالت میں پڑا ہوا ہے، اس کی آنکھ کیسی ہے، اس کی صحت کیسی ہے، نہ اس کے ٹیسٹ کرائے گئے ہیں۔

اس ملک کے اندر ہم نے platelets گرتے بھی دیکھے، یہاں پہ ہم نے نواز شریف جب بیمار ہوا تو علاج کے لیے لندن جاتے ہوئے ان کو دیکھا۔ عمران خان صاحب لندن نہیں جا رہا، عمران خان صاحب امریکہ نہیں جا رہا، عمران خان صاحب شفا انٹر نیشنل ہسپتال، فیملی اور ان کے ذاتی معالج کی موجودگی میں اگر ان کا علاج ہو گا تو کیا ہو گا؟ اس سے کیا پاکستان کا کوئی نقصان ہو گا؟ اگر عمران خان صاحب کو خدانخواستہ جیل کے اندر کچھ ہوا، اللہ نہ کرے، لیکن قوم آپ کا نہ اس موجودہ regime کا پیچھا چھوڑے گی۔ آپ کی گلیوں میں، گھر گھر جا کے، آپ کے محلوں میں جا کے یہ پاکستانی قوم آپ کا پیچھا کرے گی۔ میں آپ کو خبردار کر رہا ہوں، اگر عمران خان صاحب کو خدانخواستہ کچھ بھی ہوتا ہے جیل کے اندر۔ آپ کے پاس power ہے،

آپ Ruling دیں۔ میں پارلیمانی پارٹی کا لیڈر رہوں تحریک انصاف کا، اور میں آپ کی اصلاح کے لیے کہ آپ نے میرے ایک notification میں کیا ہے کہ یہ گروپ لیڈر رہے۔ جناب سپیکر! میں گروپ لیڈر نہیں ہوں، یہ عمران خان صاحب کے جانثار بیٹھے ہوئے ہیں۔ ادھر جو تحریک انصاف ہے، یہ کوئی گروپ نہیں ہے، یہ عمران خان صاحب کے ووٹوں سے آئے ہوئے ممبران ہیں، 72 MNA ہیں۔

جناب سپیکر: شاہد صاحب اگر ہمیں الیکشن کمیشن لکھ دے گا، پارٹی کا نام لکھ دے گا تو ہم پارٹی کا نام لکھ دیں گے کیونکہ آپ لوگ اب independent تصور ہو رہے ہیں، تو اس لیے گروپ لیڈر لکھا ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

جناب شاہد احمد: جناب سپیکر! cipher جس کا آپ نے مذاق اڑایا، جس کو پاکستان کے نام نہاد صحافیوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر cipher حقیقت ہوا تو ہم صحافت چھوڑ دیں گے، اور cipher جب international media نے leak کیا، international media کے اوپر جب cipher آیا، اس کے بعد نہ ان نام نہاد صحافیوں نے استعفیٰ دیا اور نہ دیں استعفیٰ کیونکہ یہ ان کا career ہے۔ ہم کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ آپ جذبات میں آ کے، اگر آپ نے کوئی statement دی ہے، آپ اس کے اوپر عمل کریں، لیکن کم از کم یہ تو تسلیم کریں کہ جس cipher کے اوپر اس وقت کے سپیکر نے آپ سب کو بلا کے کہا کہ آئیں دیکھیں، cipher ایک حقیقت ہے، اور الحمدللہ عمران خان کو دوبارہ اللہ تعالیٰ نے سرخرو کیا۔ جس cipher کو آپ جھوٹا ثابت کرنے میں لگے ہوئے تھے، وہی cipher الحمدللہ پھر سچ ثابت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے عمران خان صاحب کو دوبارہ سرخرو کیا۔

جناب سپیکر! جب سے آپ لوگوں کی یہ حکومت، جس کو پانچ سال ہو چکے ہیں، اگر اس کا میں مختصر آپ کے سامنے رکھوں کہ کاروبار بند، کسی کے کاروبار نہیں چل رہے، سب کا جینا حرام۔ اس وقت جو عام middle class، غریب طبقے ہیں، آپ نے ان کی روزمرہ کی سنتالیس چیزیں مہنگی کر دی ہیں جو ایک عام غریب بندے کو directly affect کرے گا۔ آپ دعویٰ تو کر رہے ہیں کہ ہم تنخواہ دار طبقے کو relief دے رہے ہیں۔ لیکن جو پچاس ہزار سے کم آمدنی والے لوگ ہیں جو محنت مزدوری کرتے ہیں، ان کو آپ نے کیا دیا ہے؟ ان کے اوپر تو آپ نے وہ ساری taxation ڈال دی ہے، وہ سارے taxes لگا دیے ہیں جس سے ان کا وہ کاروبار جو ہے، ان کی زندگی جو ہے، وہ affect ہو گی۔

جناب سپیکر! میں امن و امان کی بات بھی کرنا چاہوں گا۔ عمران خان صاحب کا دور ایک سنہرا دور تھا جہاں مہنگائی control تھی، جہاں عام لوگوں کی زندگیاں سکون میں تھیں۔ پاکستان ایک امن کا گہوارہ تھا۔ جناب سپیکر! آپ خیبر پختونخوا چلے جائیں، آپ کسی سے بھی پوچھیں کہ آپ نے جو سب سے بہترین امن کا دور دیکھا وہ کون سا تھا، تو آپ کو جواب ملے گا کہ وہ تحریک انصاف اور عمران خان صاحب کا دور تھا۔ ایک بھی خودکش حملہ، ایک بھی drone، ایک بھی وہاں پہ blast الحمدللہ نہیں ہوا۔ جو terrorism کا سفر شروع ہوا تھا خیبر پختونخوا میں، وہ tourism کی طرف چلا گیا۔ پندرہ لاکھ سے زیادہ لوگ سالانہ پنجاب سے خیبر پختونخوا، گلیات اور سوات اور ان areas کا visit کرتے تھے۔ لیکن جب یہ regime change ہوا، اس کے بعد جب آپ کی policy change ہوئی، جب آپ کا policy shift آیا، اس کے نتیجے میں آج خیبر

پختونخوامیں دوبارہ دہشت گردی عروج پر پہنچ چکی ہے۔ کوئی بھی اس وقت خیبر پختونخوامیں خود کو محفوظ نہیں سمجھ رہا۔ باوجود اس کے کہ خیبر پختونخوا نے 32 ارب روپے سے زیادہ وہاں کی پولیس کے اوپر لگائے تاکہ ان کی capacity building ہوسکے، تاکہ پولیس جو ہے وہ دہشت گردی کو control کرسکے۔ ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھیں امن کے مسئلے کے اوپر، ہم آپ کو formula دیں گے۔ جس سے امن آئے گا۔ جب امن ہوگا خیبر پختونخوامیں، دوبارہ tourism ہوگی، وہاں پہ دوبارہ سیاحت ہوگی۔ یہ کوئی لڑائی جھگڑے اور ضد کی بات نہیں ہے کہ کوئی بھی آکے اس پہ اڑ جائے کہ جیسے خدانخواستہ ہم اس پاکستان کے خلاف ہیں اور ہم اس کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ہمارا ملک ہے، ہمارے آباؤاجداد نے اپنے خون پسینے سے پاکستان کو بنایا ہے، اس میں ہمارے آباؤاجداد کا خون شامل ہے۔ لیکن جب خیبر پختونخوامیں جرگہ ہوا، جس میں تمام جماعتیں، اس میں آپ کی مسلم لیگ (ن) خیبر پختونخوا کی جماعت کے لوگ وہاں پہ بیٹھے، پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ بیٹھے، بارہ جماعتوں کے لوگوں کو بلایا گیا، سترہ جماعتوں کے لوگ آ گئے، اس چھت تلے کچھ فیصلے ہوئے جن میں امن کی بحالی کے لیے وہ اقدامات تھے، لیکن اس کو sabotage کیا گیا، اس کو خراب کر دیا گیا۔ اگر امن کے لیے تمام political جماعتیں اپنا اپنا vision دیتی ہیں تو اس میں کیا غلط ہے؟ political تو vision لوگ ہی دیتے ہیں، political لوگوں کو پتہ ہوتا ہے کہ آگے کیسے چلنا ہے۔

لیکن بدقسمتی سے آج میرے خیبر پختونخوامیں ہم بار بار کہہ رہے ہیں، ہم کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ آپ دہشت گردی کے خلاف کارروائی نہ کریں۔ ہم یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ اگر کوئی دہشت گردی میں ملوث ہے تو آپ اس کے خلاف action نہ لیں۔ لیکن جس چیز کو ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ نہ کریں، اس سے collateral damages ہوتی ہیں۔ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اگر بے گناہ بندہ وہاں سے، جس کا کوئی قصور نہ ہو، اس کے اوپر ڈرون گر جائے اور وہ شہید ہو جائے، مر جائے، وہ اپنا لہو کہاں تلاش کرے؟ اس کے والدین کس کے پاس جا کے فریاد کریں؟ جناب سپیکر! اس مسئلے کے اوپر بڑا seriously بیٹھ کر اس کا ہمیں حل نکالنا ہوگا، بصورت دیگر ہم ادھر پہنچ جائیں گے کہ شاید اس نقصان کی پھر تلافی نہ ہوسکے۔ ابھی بھی وقت ہے کہ آپ امن وامان کے مسئلے کے اوپر سیاست سے بالاتر ہو کے، سیاسی جماعتوں سے بالاتر ہو کے، پاکستان کے لیے، خیبر پختونخوا کے لیے صوبائی حکومت سے آپ ان کی recommendation لیں اور سپیکر صاحب! اگر ادھر شہباز شریف نے جو بجٹ پیش کیا۔ کیا انہوں نے نواز شریف سے مشاورت نہیں کی ہوگی؟ کیا مریم نواز جو Chief Minister ہے کیا وہ نواز شریف اور شہباز شریف سے مشاورت نہیں کرے گی؟ کیا سندھ کے Chief Minister بلاول بھٹو اور آصف علی زرداری کے ساتھ مشاورت نہیں کریں گے؟

تو ایک صوبے کے Chief Minister اس وقت اگر کوئی elected ہے وہ صرف اور صرف سہیل آفریدی ہیں۔ باقی جتنے ہیں سارے form-47 کے ہیں۔ لیکن اس کی بھی آپ نے ملاقات بند کی ہوئی ہیں، ان کو بھی آپ نہیں جانے دے رہے۔ کیا وہ اب جا کے اپنے لیڈر سے بجٹ کے اوپر مشاورت نہ کرے۔ کیوں؟ کوئی ایک وجہ مجھے بتادیں کہ وہ اپنے لیڈر کے ساتھ جا کے مشاورت نہیں کر سکتا۔ ایک وجہ بتادیں کہ وہ عمران خان صاحب کے ساتھ نہیں مل سکتا۔

سپیکر صاحب ! Serious لیں۔ وہاں پہ خیبر پختونخوا کی جو اسمبلی ہے وہ بھی اپنے موٗقف کے اوپر ڈٹی ہوئی ہے۔ آپ تو چاہتے ہیں کہ وہاں پہ گورنر راج لگ جائے گا، ایمرجنسی لگ جائے گی تو برداشت کیسے کروگے؟ آپ کو نہیں پتہ خیبر پختونخوا کی عوام کا کہ پھر وہ کیسے حساب برابر کرتے ہیں؟ آپ allow کریں ہمارے Chief Minister کو۔ وزیر اعظم نے commit کیا meeting کے اندر کہ ہاں ملاقات ہم آپ کی کرائیں گے۔ لیکن ابھی پھر مُکر گئے۔ لیکن ایک ملاقات نہ کرانا اور وہ بھی اس لیڈر سے جس نے Covid میں آپ سے ملک کو بہتر چلایا۔ جس نے مہنگائی آپ سے زیادہ کنٹرول میں رکھی، جس کی governance سب سے بہتر، جس کی development آپ سے بہتر، جس نے internationally پاکستان کا مقدمہ لڑا۔

اس لیڈر کے ساتھ جا کے ملنا چاہ رہا ہے تاکہ خیبر پختونخوا میں عمران خان صاحب کی جو guidance ہے، ان کا جو vision ہے، جو خیبر پختونخوا کی عوام کے اوپر investment کرنا چاہتے ہیں، ہمیشہ سے عمران خان صاحب کا ایک ہی ان کے ذہن میں رہا ہے، ہمیشہ سے ایک ہی ان کی خواہش رہی ہے کہ آپ human development کریں، آپ انسانوں کے اوپر پیسہ لگائیں۔ تو اس میں کیا ہو گا؟ کوئی وہاں پہ جا کے انہوں نے atom bomb کا formula discuss کرنا ہے۔ آپ نہیں ملنے دے رہے، آپ وزیر اعلیٰ کا کبھی راستہ روکتے ہیں کبھی آپ parliamentarians کے اوپر آپ ڈنڈے برساتے ہیں۔ آپ ان کے Minister کے ہاتھ توڑتے ہیں، ان کی انگلیاں توڑتے ہیں۔ یہ آپ کیا چھوڑ کے جا رہے ہیں؟ وقت بدلتے دیر نہیں لگتی سپیکر صاحب؟ جب وقت بدلے گا۔ ہماری جگہ آپ آئیں گے اور ہم ادھر ہوں گے پھر یہ فریادیں نہ کرنا کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ آپ خود ہی ایک benchmark set کر کے جا رہے ہیں۔ آپ خود ہی گھروں کی چادر اور چار دیواریوں کی عزت کی پامالیوں کا precedent چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ آپ MPAs کے اوپر ڈنڈے برسانے کا precedent چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ آپ MNAs کو roads کے اوپر گھسیٹنے کا precedent چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ یہ جو روایت آپ لوگ ڈال رہے ہیں کہ کل کو آپ کے گلے پڑے گی میں آپ کو خبردار ہی کر سکتا ہوں۔ ہم شاید نہ ہوں اس اسمبلی کے اندر اور اس اسمبلی کے اندر بیٹھنے کا تو اب دل ہی نہیں کرتا۔ یہ کیا ہے اسمبلی ہے؟ آپ اپنے ممبر سے پوچھ لیں ان میں سے اگر ایک کو بھی اس بجٹ کا پتہ ہو۔ میں یہاں سے چلا جاؤں گا چھوڑ کے کیونکہ ان کو پتہ ہی نہیں ہے۔

(مداخلت)

Mr. Speaker: No cross talk.

جناب شاہد احمد: ان کو پتہ ہی نہیں ہے۔ ان کو بجٹ کی کاپیاں دے دی ہیں اور اس کے بعد AYES and NOS کا یہاں پہ vote ڈال کے چلے جائیں گے۔ ان کو کیا پتہ کہ اس بجٹ کے اندر کیا آپ بربادی لا رہے ہیں؟ آپ غریبوں کا جینا حرام کر رہے ہیں، آپ مہنگائی لا رہے ہیں۔ آپ petrol مزید مہنگا کریں گے، آپ کی ہر وہ چیز جو غریب بندے کو affect کرے گی وہ اس کو آپ جا کے دے رہے ہیں۔

سپیکر صاحب ایک اور بس میں ابھی ختم کر رہا ہوں۔ کل میں ایک چیز دیکھ رہا تھا چیئرمین صاحب کہ شہباز شریف کے tweet کو Trump نے re-tweet کیا یا forward وہ بھی ایک نیا جو ہے forward کر دیا ہے اور بڑا جشن منایا جا رہا تھا۔

لیکن مجھے بڑا افسوس ہو رہا تھا مجھے مریم نواز اور آپ کی قیادت کی وہ تمام تقاریریں یاد آ رہی تھی کہ اسی Trump کو آپ کی جماعت کی جانب سے ذہنی مریض کہا گیا۔ اس کا موازنہ اس کے خلاف تقریریں، اس کے خلاف پوری campaign ہوئی جب Joe Biden آیا، جب Jeo Biden administration کو آپ خوش کر رہے تھے۔ لیکن آگے ایسا نہ ہو کہ Trump اس وقت اتنا غیر مقبول ہو گیا ہے امریکہ کے اندر، ایسا نہ ہو کہ دوبارہ آپ کو Trump کے خلاف پھر tweets کرنے پڑیں اور کوئی دوسرے پارٹی سے کوئی بندہ آ جائے پھر آپ کو اس کی تعریفیں کرنی پڑیں۔ اتنا نہ بنیں غلام، اتنا نہ بنواں لوگوں کا غلام۔ عمران خان صاحب نے تو absolutely not بول کے خود کو آزاد کر دیا، پوری قوم کو آزاد کر دیا۔ آپ کیوں اس کی غلامی کر رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ کسی کے ساتھ دشمنی کریں۔ عمران خان صاحب بڑے واضح تھے اس معاملے میں کہ ہم دوستی ساری دنیا کے ساتھ چاہتے ہیں۔ لیکن غلامی ہم کسی کی قبول نہیں کریں گے۔

اگر عمران خان غلامی نامنظور کرے گا، اگر عمران خان غلامی قبول نہیں کرے گا۔ تو ان شاءاللہ پاکستانی قوم نے بھی تہیہ کیا ہوا ہے کہ ہم کسی کے بھی غلام نہیں بنیں گے، ہم کسی کی بھی غلامی قبول نہیں کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: سید حسین طارق صاحب۔

سید حسین طارق: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب کہ آپ نے مجھے آج بجٹ 27-2026 پہ بات کرنے کا موقع دیا ہے سر۔ جوشِ خطابت میں میرے بھائی یہ بتانا بھی بھول گئے کہ زرداری صاحب کے ساتھ بھی کچھ اسی طرح آپ کے دورے حکومت میں ہوا تھا کہ بغیر کسی وجہ کے ان کو بھی arrest کیا گیا تھا اور آپ کے دور حکومت میں تھا۔ ہماری بہن فریال ٹالپور صاحبہ جو کہ بیمار تھیں، ہاسپٹل میں تھیں، ان کو بھی چاند رات پہ عید سے ایک دن پہلے arrest کر کے جیل بھیجا گیا تھا اور یہ بھی آپ ہی کے دور حکومت میں ہوا تھا اور جہاں تک بجٹ کی بات ہے تو inflation بھی 33, 34 percent آپ ہی کے دور حکومت میں تھا سر۔ جس کو بڑی مشکل سے نیچے لایا گیا ہے ابھی 8 percent پہ۔

بہر حال سر! اس بجٹ پہ بات کرتے ہوئے میں سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو I am lucky کہ آج آپ خود House میں موجود ہیں، آپ بیٹھ کے سن رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ہمارے Finance Minister اور باقی ہمارے Deputy Prime Minister اور کافی سارے importance Ministers یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو I hope کہ جو تجاویز ہوں گی کیونکہ میں point scoring پہ یہ speech نہیں کروں گا سر، میں specifically.

جناب سپیکر: طارق صاحب Finance Minister Sahib بھی تشریف رکھتے ہیں، Minister of State for Finance بھی تشریف رکھتے ہیں، Parliamentary Secretary بھی تشریف رکھتے ہیں، تو things will be noted

Insha Allah. آپ کی suggestions جو ہیں اور سب officers بھی پیچھے بیٹھے ہیں اور رانا تنویر صاحب کی موجودگی میں تو کوئی چیز نہیں رہ سکتی، وہ آپ کی کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں۔ جی۔

سید حسین طارق: ان کی بات پہ میں ابھی آنے لگا تھا۔ لیکن seriously یہ بہت اچھی چیز ہے کیونکہ last budget کے Sessions میں ہم ہر بار اٹھ کے یہ بات کرتے رہے کہ ہم ادھر speeches کرتے ہیں لیکن سننے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ اس بار ماشاءاللہ پوری کی پوری Cabinet اور بڑے senior Ministers یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں .I appreciate that

سر! بجٹ کے اوپر بات کرتے ہوئے، بجٹ میں صرف figures کی بات نہیں ہوتی، definitely ہمیں debit اور credit کو تو balance کرنا ہی ہے۔ اس ملک کے جو اخراجات ہیں اس کے بارے میں بات کرنا ضروری ہے۔ لیکن بجٹ جو ہے وہ 24 کروڑ عوام کو ایک financial direction دینے کی بات ہوتی ہے۔ پورے ملک کو ایک سال کے لیے یا ایک long term direction دینے کی بات ہوتی ہے۔

میں آج پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے کھڑا ہوں سر۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس بات کو سمجھتی ہے سر کہ ہمیں بجٹ پہ بات کرنا ہے facts and figures پہ بات کرنا ہے۔ لیکن پاکستان پیپلز پارٹی نے ہمیشہ اس بات پہ زیادہ زور دیا ہے سپیکر صاحب! کہ اس بجٹ کا ایک عام آدمی پہ کتنا impact آئے گا، ایک مزدور پہ کتنا impact آئے گا، ایک ہاری پہ، ایک کسان پہ کتنا impact آئے گا، ایک نوجوان پہ کتنا impact آئے گا، وہ خاتون جو اپنے گھر کو چلانے کے لیے ایک چھوٹا سا بجٹ ہفتے کا یا مہینے کا بناتی ہے اس کے اوپر کتنا impact آئے گا۔ اگر ان کو بہتری ملتی ہے تو پھر بجٹ بہترین ہے۔ لیکن اگر ہم بجٹ میں کچھ ایسے اقدامات کرتے ہیں کہ اس میں مہنگائی بڑھتی ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی اور ہم اس چیز کو سمجھتے ہیں کہ پھر اس بجٹ کو change کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے کافی ٹائم تک پاکستان پیپلز پارٹی اور ہماری جو حکومت کی پارٹی ہیں اس کے بیچ میں یہ discussions ہوتی رہی ہیں۔

سپیکر صاحب! میں FBR کے targets پہ تھوڑا بات کروں گا 14.131 trillion کا ٹارگٹ رکھا گیا تھا last year and obviously ایف بی آر نے خود وہ ٹارگٹ سیٹ کیا تھا، لیکن ہر سال کی طرح وہ ٹارگٹ achieve نہیں ہو سکا، اس لیے revise کر کے 12.983 trillion کا وہ ٹارگٹ revise کر کے reduce کیا گیا۔ اس کے بعد اس سال سر ایک بڑا ambitious ٹارگٹ پندرہ ہزار دو سو چونسٹھ بلین کا رکھا گیا ہے، 15.264 trillion کا، جو کہ تقریباً 17%extra ہے، in addition ہے from last year۔ اب اس میں سے 8% تو سر مجھے نظر آرہا ہے کہ اس میں adjust ہو جاتا ہے inflation میں، لیکن آٹھ سے دس percent سے اوپر والا جو amount ہے، وہ کہاں سے adjust ہو گا، وہ مجھے سپیکر صاحب! اس میں نظر نہیں آتا۔

جس طرح ہمارے honourable Chairman Bilawal صاحب نے بات کی کہ ہر بار ایف بی آر اپنے ٹارگٹ سیٹ کرتا ہے، اور ہر بار جب ایف بی آر اپنے ٹارگٹ پورے نہیں کر سکتا تو obviously cash کی shortages ہو جاتی ہیں، اور پھر ایک tug of war اور ایک tussle شروع ہو جاتی ہے وفاق اور provinces کے بیچ میں۔ اسی لیے ہمارے Chairman Bilawal صاحب نے ایک تجویز دی تھی کہ اگر ایف بی آر یہ کام نہیں کر سکتا تو ہمارے provincial boards کو یہ کام دے دیا جائے تاکہ وہ اس کام کو کریں، اور ہم اپنے ٹارگٹ پورے کر کے وفاق کو دے سکتے ہیں۔ تو یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے۔ ہم لوگ as usual اپنے budgets کو اسی طرح discuss کر رہے ہوتے ہیں پچھلے سال کی طرح direct tax جو 6.9 trillion کا ایک figure رکھا گیا تھا، جس میں سے ہم صرف revise کر کے 6.4 trillion پہ لائے۔ اب اس کو پھر سے 7.6 trillion کر کے 18.75% اس کو پھر سے بڑھا دیا گیا ہے۔ اب یہ again ایک بہت ambitious ٹارگٹ ہے جو کہ مجھے نظر نہیں آتا کہ ہم لوگ اس کو achieve کر سکیں گے۔ Finance Minister صاحب اور Deputy Finance Minister صاحب بیٹھے ہیں۔ I hope کہ وہ اس چیز کو note کر رہے ہوں گے اور مجھے اس کا جواب ضرور دیں گے۔

ایک چیز جس کے اوپر ہم ہمیشہ بات کرتے ہیں، اور یہاں پہ سارے کے سارے Members اس پہ بات کرتے ہیں، وہ ہے regressive taxation and indirect taxes. Indirect taxes جو کہ ہم سب اس کو برا بھی سمجھتے ہیں، اس کو regressive taxes بھی سمجھتے ہیں، وہ last time 7.3 trillion کا سیٹ کیا گیا تھا، سپیکر صاحب! اس میں سے 6.5 trillion کا revised target کیا گیا، اور اس بار پھر اس کو 7.6 trillion کر کے 17% کی اس میں پھر addition کر دی گئی ہے۔ مگر مجھے نظر نہیں آتا کہ یہ کس طرح سے ہم اس target کو achieve کر سکیں گے۔

سب سے زیادہ important جو مجھے نظر آتا ہے اس میں، وہ ہے Sensitive Price Indicator Sir. Sensitive Price Indicator year on year 14.75% بڑھا ہے۔ یہ وہ indicator ہے، سپیکر صاحب، جو غریب کے اوپر مہنگائی کا impact بتاتا ہے۔ 51 Items اس میں add ہوتے ہیں جو غریب سے غریب انسان استعمال کرتا ہے۔ میں بہت زیادہ زور سے اس لیے بول رہا ہوں تاکہ میں اپنے سپیکر صاحب! کو توجہ دلا سکوں۔ سپیکر صاحب! Sensitive Price Indicator year on year 14.75% بڑھا ہے۔ 4 June کے figures ہیں یہ وہ figures ہیں جس میں 51 Items ہوتے ہیں جو کہ غریب سے غریب تر انسان استعمال کرتا ہے۔ بالکل میں اس بات سے agree کرتا ہوں کہ 8% inflation ہے اس ملک میں، لیکن جو دوسری sub-inflations ہیں، اس کا تخمینہ بہت بڑھتا جا رہا ہے۔ اور میں آج اس لیے یہ figures رکھ رہا ہوں کہ I hope کہ ہمارے Finance Minister صاحب اس کے اوپر مجھے جواب ضرور دیں گے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جنگ کے حالات کی وجہ سے، transport کیونکہ petrol اور diesel کا ریٹ بڑھ گیا ہے، transport کی inflation 36.8% year on year بڑھی ہے، لیکن وہ understandable ہے کیونکہ diesel اور petrol بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اس کی وجہ سے transport کی inflation تو بڑھی ہے، لیکن electricity کی جو inflation ہے، وہ پچھلے سال کے اس مہینے سے لے کے اس سال کے اس مہینے تک 54% بڑھی ہے۔ سپیکر صاحب! 54% اگر electricity inflation کے اوپر بڑھتی ہے تو مجھے یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ اگر ایک بندہ جو چالیس پینتالیس ہزار روپے کماتا ہے، minimum wage پہ کام کر رہا ہے، اگر اس کی پچیس تیس ہزار روپے بجلی کا بل آتا ہے تو وہ کس طرح سے پچیس اور تیس ہزار روپے بھر سکتا ہے؟

سپیکر صاحب! میں آپ سے اور اس house سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں ان کی تعریف کرنے لگا تھا، 54% last year سے اس سال electricity inflation آئی ہے، اگر بیس سے پچیس ہزار روپے کسی کا بل آتا ہے اور اس کی تنخواہ چالیس ہزار روپے ہے، وہ کس طرح بھر سکتا ہے؟ Obviously اس کے پاس اتنے resources نہیں ہیں کہ وہ اس طرح بھر سکے۔ ہوتا کیا ہے؟ اس کی light کٹ جاتی ہے۔ اب ہمارے پاس سندھ میں ابھی تقریباً forty-seven سے fifty degrees تک temperature چل رہا ہے۔ اب اگر اس کی light کٹ جاتی ہے، وہ غریب بندہ تب بھی مرتا ہے۔ اگر وہ bill بھرتا ہے تو اس کے پاس اتنے پیسے نہیں بچتے کہ وہ اپنے بچوں کے لیے کھانا، school اور باقی چیزیں پوری کر سکے، تب بھی وہ پستا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جس کے اوپر ہمیں بات کرنی ہے، سپیکر صاحب! ہم نے ان کو اس طرح نہیں چھوڑ دینا اپنی عوام کو کہ ٹھیک ہے جی، کیونکہ جنگ ہو گئی ہے اس لیے۔ ہم بالکل مانتے ہیں جنگ ہوئی ہے، بالکل مانتے ہیں کہ اس کی وجہ سے petrol، diesel اور باقی چیزوں پر impact آیا ہے۔ بالکل میں مانتا ہوں کہ اس کی وجہ سے impact آیا ہے، لیکن ہم یہاں پہ بیٹھ کے، سپیکر صاحب! انہی چیزوں کو deal کرنے آئے ہیں۔ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی عوام کے مسئلے حل کریں۔ ہم ان کو اس طرح نہیں چھوڑ سکتے کہ جنگ چھڑ گئی ہے Iran اور America کے بیچ میں یا Israel کے بیچ میں، تو ہونے دیں، بھلے پچاس ہزار روپے کا bill آئے غریب کے لیے جس کی تنخواہ ہی پینتالیس ہزار۔ ان چیزوں پر ہمیں discuss کرنا بہت ضروری ہے۔

یہ Budget ایک بار پھر میں دیکھ رہا ہوں کہ، اس میں صرف اخراجات کی بات ہو رہی ہے۔ Budget تو وہ ہوتا ہے جس میں ہم کوئی ایسی policy دیں جس میں کوئی financial directions ہوں۔ اس میں مجھے نہیں نظر آ رہا۔ مجھے بہت دکھ ہوا ہے کہ اس میں کون سی financial directions دی ہوئی ہیں جس سے ہم اگلے دو تین سال میں، جو ہمارے بچے ہیں، ہمارے جو نوجوان ہیں جن کو نوکریوں کی ضرورت ہے، ہم نے کون سی ایسی financial directions اس میں سیٹ کی ہیں جس کی وجہ سے وہ jobs create ہوں اور ہم اپنے لوگوں کو نوکریاں دے سکیں۔ اس میں مجھے نہیں نظر آتا کہ ہم لوگ کہاں پہ اس طرح کی financial directions یا اس میں کوئی policies ہوں، long term or short term، جس سے ہم اپنی بے روزگاری کو ختم کر سکیں۔ Seriously، ہمارا budget جو

ہے، یہ اس basis پہ ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے Pakistan کے مسئلے long term میں اور short term میں کس طرح حل کریں گے۔ صرف یہ نہیں کہ ہمیں IMF نے کہہ دیا کہ جی اتنے پیسے ہمیں چاہیئے اور اتنا ہم نے قرضہ لینا ہے۔

سپیکر صاحب! اب Agriculture پہ تھوڑی بات کروں گا۔ میں appreciate کرتا ہوں Minister رانا تنویر صاحب کو کیونکہ انہوں نے واقعی National Food Security میں بہت محنت کی ہے۔ یقین کریں، اس وقت ہم GMO کی race میں پیچھے رہ چکے تھے۔ ہم لوگ GMO کا فائدہ نہیں لے سکے، لیکن اب Gene Editing کی جو policy ہے، اس کے اوپر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ Food Security کی Ministry نے بہت محنت کی ہے۔ اس کے بعد ہماری Standing Committee میں یہ پوری کی پوری policy لے کر آئے تھے Gene Editing کی۔ اس کے اوپر ہم نے vetting کی، اس میں ہم نے changes کیں، اور وہ ہم نے Prime Minister صاحب تک بھجوا دی۔ میں چاہوں گا، Prime Minister صاحب تو ابھی موجود نہیں ہیں، لیکن مجھے پتا ہے ان کے office کے لوگ یہاں پر موجود ہیں۔ میں چاہوں گا کہ Gene Editing کے اوپر جتنی محنت انہوں نے کی ہے، Food Security نے کی ہے، اور جو policy تیار ہوئی ہے، اس policy کو implement کر دیں جلد از جلد، اس سے ہماری Agriculture کے لیے بہت بڑا کام ہو گا۔

آپ کو خود پتا ہے کہ یہاں پہ، کافی سارے ہمارے MNA Agriculture سے وابستہ ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کچھ time پہلے ہمارے پاس tractors تھے۔ میرے پاس روسی ٹریکٹر ہے، آپ کے پاس بھی شاید روسی ٹریکٹر ہے، Massey تھا، اور 1992 and 1993 ماڈل کے ہم نے tractors رکھے ہیں۔

ایک تو یہ ہماری heritage بن گئی ہے، جی ہمارے پاس اتنے پرانے tractors ہیں، لیکن ایک اور وجہ بھی ہے کہ Agriculture میں سے ہمیں اتنا منافع، اور فائدہ نہیں ہوتا کہ ہم مہنگے مہنگے نئے tractors یا نئے implements خرید سکیں۔ Agriculture sector میں fifty percent اپنے labour کو share دے دیتے ہیں۔ ایسی کوئی industry نہیں ہے دنیا میں جو اپنے labour کو fifty percent profit کا margin دے دے۔ Agriculture دیتا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ اس کے باوجود بھی ہمارا seed کتنا مہنگا ہے، ہمارے جو implements and inputs ہیں وہ کتنے مہنگے ہیں۔ اس دن ہمارے Finance Minister صاحب نے کھڑے ہو کے جو speech کی، last year کی speech میں Agriculture کو بہت importance دی گئی تھی۔ میرے خیال سے تقریباً کوئی چالیس پچاس بار last year کی speech میں Agriculture کو، National Food Security کو mention کیا گیا تھا۔ اس بار مجھے افسوس ہوا کہ بہت ہی limited Agriculture کے اوپر

discussion ہوئی۔Finance Minister صاحب نے بہت limited National Food Security پر discussion کی، بہت ہی limited agriculture پر discussion ہوئی۔

Grant 117 کے تحت سر، مجھے بڑا دکھ ہوا کہ چار ارب روپے صرف agriculture کے لیے رکھے ہیں، جس کو ہم کہتے ہیں کہ وہ backbone ہے، ہماری اس پوری economy کا۔ سپیکر صاحب! چار ارب روپے صرف رکھے گئے ہیں agriculture کے لیے، جو ہم کہتے ہیں کہ Pakistan کا backbone ہے۔اس agriculture کے لیے جس کو ہم کہتے ہیں کہ یہ اگر Pakistan کی معیشت کو کوئی سدھار سکتا ہے، تو وہ agriculture sector ہے۔اس کے لیے ہم نے صرف چار ارب روپے رکھے ہیں۔ چار ارب روپے میں بھی اکثر 99% تو میرے خیال سے اس میں، سپیکر صاحب، صرف salaries ہیں۔ ان مسئلوں کا حل میرے حساب سے ایک long term policy ہے جس میں ہم modernization کی طرف جائیں جس میں ہم اپنے businesses کو economically viable بنائیں۔ اور modernization کا جو process ہے، وہ ایک continued exploration ہے اور اس کے بعد ایک gradual accumulation ہے۔ یہ process جس سے ہم long term policies بناتے ہیں۔- Modernization of agriculture, modernization of services sector, modernization of industry. ڈپٹی سپیکر صاحب! ہے، وہ بات کرتا Pakistan People's Party نے جو Constitution دیا، اس کے اندر جو Article 156، ہے balanced development اور regional equity پر۔۔۔۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

سید حسین طارق: ڈپٹی سپیکر صاحب! اگر اس کی آپ depths میں جائیں، تو balanced development کا مطلب ہے across the board سارے کے سارے sectors میں invest کرنا، اور اس کو اوپر لے کر آنا۔ جب سارے کے سارے sectors اوپر آئیں گے تو Pakistan ترقی کرے گا۔

ہم جب regional equity کی بات کرتے ہیں، تو اس کا مطلب provincial level پر equity کے حساب سے اس پر invest کرنا اس کو اوپر لانا۔ لیکن صرف provinces تک نہیں، district level تک، even شہروں تک، towns تک، ہمیں وہاں پر اس کو strengthen کرنا ہے اور ہمیں invest کرنا ہے۔ تب ہی جا کے ہم اس ملک کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔

ہمارے پاس بڑے بڑے projects ہیں، جس طرح Motorway کا project ہے، پچھلے تین چار سال سے، پانچ سال سے دیکھ رہے ہیں کہ Hyderabad اور Sukkur تک کا جو project ہے، ہر سال اس پہ پیسے تو رکھ دیے جاتے ہیں، لیکن اس کے اوپر کام کوئی نہیں ہوتا۔ آج چوتھا سال ہے، ابھی بھی ہم نے سنا ہے کہ شاید second یا third quarter میں پیسے رکھے جائیں گے۔ K-iv کا اتنا بڑا

project ہے، Karachi کے اتنے بڑے مسئلے ہیں، اس کے اوپر بہت سارے پیسے یہاں پہ budget میں تو show کر دیے جاتے ہیں، لیکن end of the day ان کے اوپر پیسے release نہیں ہوتے اور وہ کام نہیں ہوتا۔ یہ ڈپٹی سپیکر صاحب! اس گاڑی کی طرح ہے جس پر ہم سارے پیسے ایک tyre پر لگا دیں، اور اگر اس کے باقی تینوں tyres پھٹے پرانے ہیں تو وہ کس طرح گاڑی چلے گی، یہ جو world کی معیشت ہے، اس میں وہ race کر سکتی ہے؟ یہ possible ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

سید حسین طارق: نہیں سر، شکریہ نہیں، دو منٹ مجھے اور دے دے، میں wind up کر رہا ہوں۔ اس کی modernization کے علاوہ جو ایک اور چیز ہے، جسے ہمیں ensure کرنا ہے، وہ ہے ہم کو ease of business دینا ہے۔ ہم نے اپنے کاشتکار کو، اپنے businessman کو اور اپنے جوانوں کو ایک confidence دینا ہے، ہم یہاں بیٹھ کے ان کے لیے long term policies بنائیں، جس کے اندر وہ بھلے ڈٹ کے کام کریں، ان کے ساتھ کچھ نہیں ہو گا۔ اگلے بیس سال تک یہ taxation کا figure ہے، یہ taxation کی line and length ہے، اس کے بعد یہ یہ policies ہیں۔ یہ پندرہ بیس سال تک آپ کام کرتے رہو، اس میں کوئی مسئلہ نہیں۔ آپ جو کام کرو، آرام سے کام کرو، legal ہو، within their limits ہو۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ budget، صرف ایک منٹ اور لوں گا، میں سمجھتا ہوں ہمارا یہ جو budget ہے یہ بڑے مشکل حالات میں بنایا گیا، اور میں appreciate کرتا ہوں Government کو کہ جس طرح انہوں نے اس پہ کام کیا ہے۔ بہت سارے issues ہیں۔ National Defence, National Security یہ ایک بہت بڑا matter ہے۔ ابھی کچھ time پہلے under the false flag Pakistan پر حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی، اور الحمدللہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری فوج نے، پاک افواج نے، ان کو منہ توڑ جواب دیا۔ اس طرح کا جواب دیا کہ الحمدللہ ان کو پتہ چل گیا کہ Pakistan کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، اب آخری بات ہو گئی ہے ناں double time ہو گیا، آخری بات کریں، ایک ایک منٹ کر کے آپ نے چار منٹ لے لیے۔ جی، مائیک کھولیں۔

سید حسین طارق: ہم یہاں پہ کافی دیر سے سن رہے ہیں، آپ ہماری بات please ختم ہونے دیں، thank you۔ ہمیں ابھی اس چیز کو make sure کرنا ہے کہ ہم مل کے اپنی پاک فوج کے ساتھ کھڑے ہیں، اور ہم نے budget میں بھی پیسے اس لیے بڑھا کر رکھے کیونکہ وہ جو لوگ ہیں سامنے سے، جو دشمن ہے، وہ باتیں کرتا ہے Sindoor 2.0 کی۔ ہمیں make sure کرنا ہے کہ ہم اپنی طرف سے اپنا کام کریں، اور ہم اپنے Pakistan کی defence کو مضبوط کریں۔ اس کے لیے جو ہماری requirements ہیں، وہ ہم پوری کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ عثمان بادینی صاحب۔

جناب محمد عثمان بادینی: شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ نے موقع دیا۔ Budget پر اگر ہم بات کرتے ہیں، تو اس ملک میں budget تو ہر مہینے آ رہا ہے، بلکہ ہر ہفتے petrol کی شکل میں budget کو change کرنے کا، اور لوگوں کے گھروں پہ جو ایک عذاب آ رہا ہوتا ہے، جس کی calculation ہم ایک مہینے کے لیے نہیں کر سکتے ہیں، چہ جائیکہ اب اس وقت، اس budget میں، اس سودی budget میں، جس کی بنیاد ہی سود پہ رکھی ہوئی ہو، اس سے ہم کہاں کہہ سکتے ہیں کہ آنے والا سال اچھا ہو گا، آخرت ہماری اچھی ہو گی۔

میں بات کروں گا Balochistan کی، اور اس budget کے حوالے سے۔ کہتے ہیں کہ جی ہمارے پاس ایک corridor ہے Mining section کا، جیسے District Chaghi ہے، Kharan ہے، Washuk ہے، Nushki ہے، اور ان سارے districts میں سے یہ امید ہے کہ mining میں ہمیں اتنا ملے گا کہ ہم پورے Pakistan کے قرضے ختم کریں گے۔ لیکن آج بھی Reko Diq میں رہنے والا بچہ، اس کے پاؤں میں جوتے نہیں ہیں۔ آج بھی چاغی کا بچہ صحت کے لیے محتاج ہے۔ آج بھی Washuk میں Antimony کا جو اتنا بڑا deposit ہے، اس deposit پہ کام کرنے کے لیے تو plannings ہو رہی ہیں، لیکن وہاں کے رہنے والے بچے کے لیے کوئی policy نہیں ہے۔ اور دو چار دفعہ میں یہاں کہہ چکا ہوں کہ ہمارے ہاں جتنے banks ہیں وہ سارے جل چکے ہیں۔ جب banking نظام ہی نہیں ہے تو اس budget کے اثرات وہاں تک کیسے پہنچیں گے؟

دوسری جانب budget میں اکثر ہم نے یہی suggestions دی کہ خدارا ہمیں Basima Kharan road دیں، اور ہر بار اس کے لیے پچاس لاکھ روپے رکھا جاتا ہے۔ چوتھی مرتبہ بھی budget میں اس کے لیے پچاس لاکھ ہی رکھے، کمال کی بات ہے کہ چار budgets میں پچاس لاکھ خرچ ہی نہیں ہو رہے ہیں، ground پہ جانے کو تیار ہی نہیں ہیں۔

دوسری جانب ہم دیکھتے ہیں کہ گوادر کے لیے کہا جاتا ہے کہ Gwadar Port کو ہم اٹھائیں گے، Gwadar Port سے ہم export کریں گے، لیکن Gwadar Port پہ کام شروع ہوئے آج پچیس سال ہو گئے۔ پچیس سال میں ہم نے Gwadar کے بچے کو پانی نہیں دیا، ہم نے Gwadar کے مچھیرے کو آج تک ایک گھر بنا کے نہیں دے سکے۔ سمندر بھی اس کا، کشتی بھی اس کی، لیکن وہ اپنی کشتی پہ کام نہیں کر سکتا، اور illegal trawling وہاں سے روزانہ کی بنیاد پہ جاری ہے۔

آج کہتے ہیں کہ جی ان علاقوں میں حالات اچھے نہیں، اس لیے ہم کام نہیں کر رہے ہیں، لیکن انہی علاقوں میں، جہاں آپ کہہ رہے ہیں حالات اچھے نہیں، وہاں سارے projects پہ کام چل رہا ہے، ماسوائے ان کاموں کے جو public کے لیے ہوں، جو پڑھے لکھے بچوں کے لیے ہوں۔ آج بلوچستان کا بچہ پڑھ لکھ گیا ہے۔ بلوچستان کے بچے کو اس کا حق پتہ ہے۔ آج بلوچستان کا بچہ اپنے حق کے لیے رو رہا ہے، اور مزے کی بات ہے کہ یہاں سے ہم نے اپنے کانوں میں روئیاں پھنسائی ہوئی ہیں کہ ہم نہیں سن رہے ہیں۔ ہماری اپنی policies ہیں، ہم اپنے طریقے سے کام کریں گے۔ کام آپ کرتے رہے ہیں، کام اور ترقی سے کوئی بھی قوم ایسا نہیں ہے جو اپنی ترقی نہیں چاہتا ہو، لیکن کمال ہے، کہتے ہیں کہ ہم چاہ رہے ہیں کہ ترقی

ہو۔ بھئی آپ چاہ رہے ہو تو جو Nushki Women University کے لیے بارہا کہہ چکے ہیں کہ ہم اسے PSDP میں ڈالیں گے، لیکن آپ PSDP کی book check کریں، اس میں وہ نہیں ہے۔ کہا گیا کہ تفتان اور چمن border سے، جہاں سے ہم export اور import کا کام کریں، ہم legal کام چاہتے ہیں، ہم یہ نہیں کہہ رہے ہیں، ہم بلوچستان کی بات کرتے ہیں ہمیں جواب ملتا ہے کہ شاید یہ smuggling کی بات کرتے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی 7 ,5 ایسے points ہیں جہاں سے border trade ہوتا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس border trade کو continue کیا جائے۔

ایران کے ساتھ ہمارے تعلقات اچھے ہیں۔ ایران کے ساتھ ہمارا border area 700 kilometers کا ہے، اُس 700 kilometres پر رہنے والے لوگوں کی زندگی کیوں اس بات کی محتاج ہے کہ وہاں سے پاکستان کی ایک tablet بھی نہیں پہنچ سکتی؟ ایران وہاں سے 5 kilometre وہاں سے اسے مل جاتی ہے، لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہم نے border نہیں کھولنا، ہم نے border بند ہی رکھنا ہے۔ اب جب petrol کی shortage ہوئی، بلوچستان میں رہنے والے سارے Member یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، اِن سے پوچھیں کہ جب petrol کی shortage یہاں سے ہوئی، کوئٹہ شہر میں یا باقی علاقوں میں، انہیں ایک لیٹر petrol بھی ملا؟ نہیں ملا۔ border بھی بند ہے اور petrol بھی نہیں مل رہا۔ اب لوگ کہتے تھے کہ بڑی گاڑیاں اور چھوٹی گاڑیاں، اب لوگ گاڑیوں سے بیزار ہیں، اب لوگ سائیکلوں پر آ گئے ہیں۔

جہاں ہم electricity کی بات کرتے ہیں، اس دور میں بھی یہاں تو میں حیران ہوتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ دو گھنٹے بجلی گئی ہے۔ او بھائی! چوبیس گھنٹے میں صرف وہاں دو گھنٹے بجلی آتی ہے، اور ہمارے کچھ ایسے علاقے ہیں جہاں ہفتے میں دو گھنٹے بجلی آتی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کو برابری کے حساب سے دے رہے ہیں۔

اس budget میں بہت کچھ ہے، لیکن صرف وہ چیز نہیں ہے کہ بچے کا پیٹ اس سے کیسے بھرا جا سکتا ہے۔ بچے کو کیسے feed کر سکتے ہیں، اس بچے کا ہم کیسے علاج کرا سکتے ہیں۔ دوسری جانب ملک privatization کی طرف جا رہا ہے۔ ہمارے مدارس سب کے سب private ہیں، ان اداروں کو بند کرنے کے پیچھے پڑے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم privatization کی طرف جا رہے ہیں۔ اللہ کے ان ناموں کے نیچے یہاں کئی دفعہ لوگوں نے قسمیں کھائی ہیں۔ مجھے کہنا پڑے گا کہ جھوٹی قسمیں کھائی ہیں کہ ہم سودی نظام کو اس ملک سے ختم کریں گے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، آج بھی budget سودی نظام سے بھرا ہوا ہے، وہ نظام جس کی بنیاد ہی سود پر ہو بخدا اس میں ترقی اور برکت نہیں ہو سکتی، یہاں ہم سب مسلمان بیٹھے ہیں۔ اگر ہم دیکھیں تو بلوچستان میں roads بند ہیں۔ کوئٹہ کے flats کا کرایہ ڈیڑھ لاکھ سے 2 لاکھ روپے ہے۔ میرے حلقے میں 5 airports ہیں، جس میں سے main airport دالبندین کا ہے، اور دالبندین airport پچھلے 20 سال سے بند ہے اور لوگ تنخواہیں لے رہے ہیں۔ اس staff کو کیوں سزا میں رکھا ہوا ہے، واپس کریں۔ شمسی airport پہ لوگ بیٹھے رہے ہیں، سیندک کے airport پہ بیٹھے رہے

ہیں۔ ہمارے ہاں جو projects چل رہے ہیں، ان projects کا CSR وہاں کے لوگوں پہ خرچ ہونا چاہیئے۔ وہ چاغی اور رخشان کے بچوں پہ خرچ ہونا چاہیئے۔

ریکوڈک ہے، سینڈک ہے، سیادک ہے، اِن سب کے ہوتے ہوئے بھی اگر بلوچستان کا بچہ ننگے پاؤں ہے، اگر بلوچستان کے بچے کو صحت کی سہولیات نہیں ملتیں، اگر بلوچستان کے بچوں کا دو وقت کا کھانا اس سے پورا نہیں ہو رہا، تو جو بجلی کا نظام ہے وہ بجلی دینے میں ناکام ہے۔ آپ solarization کی طرف چلے جائیں، ٹھیک ہے۔ Government نے ایک بڑا step اٹھایا۔ جو ہمارے tube wells تھے اُن سب کو solarization کی طرف لے گئے۔ تو اس ایک tube well پہ آج 50 بندے اپنی زندگی عزت کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ تو باقی طرف بھی ایسے چلے جائیں۔ یہاں لوگوں نے کہا کہ private schools کی کوشش کریں کہ solarization پہ لے جائیں، اور اس سے اُن کے بجلی کے نرخ کم ہوں۔ میں تو کہتا ہوں، اس نظام میں مسجد کا bill لے رہے ہیں، جس مسجد میں گڑگڑانے کے لیے بار بار جاتے ہیں، اُس بجلی کا بھی یہ bill لیتے ہیں، اور اس میں TV کا bill بھی شامل کیا ہوا ہے۔

بہر حال باتیں بھی کافی ہیں، باتیں اور بھی ہیں، لیکن میں Finance Minister صاحب سے ایک request کروں گا کہ ہمارے علاقوں میں جتنے banks جل گئے ہیں، بند ہیں، ان کو کھولنا بھی آپ ہی کی ذمہ داری ہے۔ ہمارے ہاں جو pensioners ہیں، ان کی pension اتنی نہیں بنتی کہ اس pension کو لینے کے لیے وہ 600 kilometre کا سفر کر کے کوئٹہ تک جا سکیں۔

آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک بات اور کہوں گا کہ کوئٹہ کراچی section پر جو کام چل رہا ہے dual carriage way، بڑا بہترین ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ چمن تک رسائی ہوگی، اس کے فائدے بلوچستان کو ملیں گے، اس کے فائدے پاکستان کو ملیں گے لیکن اس بات کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ N-40، جو کوئٹہ سے لے کر تفتان تک کا section ہے، جس پہ ہزاروں زائرین سفر کرتے ہیں، اور جب سے یہ projects شروع ہوئے ہیں، ان projects کے لیے heavy machinery یہاں سے گزر رہی ہے۔ روزانہ کی بنیاد پر یہاں accidents ہوتے ہیں، اور ہمیں ہر دوسرے چوتھے دن 10 اور 12 لاشیں اٹھانی پڑتی ہیں۔

Law and order کے بارے میں یہ کہوں گا، میرے خیال سے ہم fail ہو چکے ہیں، کیونکہ ہمارے جو businessmen ہیں اُن کی گاڑیاں جل رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں please۔

جناب محمد عثمان بادینی: میں نے repeat نہیں کیا، میں اپنے time پہ ہی بات کر رہا ہوں، معذرت کے ساتھ please، مہربانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Time کی پابندی کریں۔

جناب محمد عثمان بادینی: ہمارے لوگوں کی گاڑیاں جل رہی ہیں، اور جب گاڑیاں جلتی ہیں، اس میں یہ نہیں ہوتا کہ کوئی کہے کہ پشتون کی گاڑی ہے، بلوچ کی گاڑی ہے، سندھی کی گاڑی ہے یا پنجابی کی گاڑی ہے۔ پچھلے ایک مہینے میں N-40 پر 45 گاڑیاں جل چکی ہیں اور ایک گاڑی کی value اس وقت 7 کروڑ ہے۔ اب businessman اگر road پہ کام نہیں کرے گا تو کہاں کام کرے گا؟ گزرے گا نہیں تو کہاں جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ چلیں آخری بات کریں۔ Thank you۔ عطا تارڑ صاحب، ذرا عطاء تارڑ صاحب کی Chair کی طرف توجہ دلائیے۔ عطاء تارڑ صاحب یہ rule کی خلاف ورزی ہے کہ آپ phone پہ بات کر رہے ہیں۔

وزیر برائے اطلاعات ونشریات (جناب عطاء اللہ تارڑ): سر! ذرا budget کے حوالے سے ایک issue آ گیا تھا، اس پہ رائے لے رہا تھا۔ سر! بہت شکریہ، میں بڑا مشکور ہوں۔ یہاں پر بھی جو تقاریر ہوئیں، بہت اچھے مشورے آئے، مگر جو کل وزیر اعظم نے بات کی میں اُس پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس side پر تھے تب بھی ہم نے میثاقِ معیشت اور میثاق جمہوریت کی بات کی۔ آج ہم اس side پر ہیں تب بھی میثاقِ جمہوریت اور میثاقِ معیشت کی بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ جمہوری روایات ہیں جس کا یہ House امین ہے، اور اس House نے ہمیشہ ان روایات کو فروغ دیا ہے۔ میں یہ ضرور point out کرنا چاہوں گا کہ کل Leader of the Opposition نے جس ماحول میں speech کی، ہم بھی Opposition میں تھے اور ہم نے انہی Desk سے کتابیں چلتی دیکھی، papers پھینکے جاتے رہے۔ Government کی طرف سے جب budget speech کی جاتی ہے تو احتجاج Opposition کا حق ہے، اور ہر Opposition احتجاج کرتی ہے، اور یہ روایت چلی آ رہی ہے۔ ابھی میرے بھائی شاہد خٹک صاحب بڑی اچھی تقریر کر رہے تھے، مگر یہ پہلی دفعہ ہوا کہ Government Benches سے Opposition Benches کی طرف احتجاج بھی کیا گیا اور کتابیں بھی پھینکی گئیں۔ اور جب یہ کہتے ہیں کہ وقت ایک سا نہیں رہتا، اور یہ وقت کا دھارا ہے، اُدھر والے اِدھر ہوتے ہیں، اِدھر والے اُدھر ہوتے ہیں، تو یہ بھول جاتے ہیں کہ جب ہم وہاں تھے تب بھی بات چیت کے لیے پیشکش کی، اور آج جب ہم یہاں ہیں تو ہم یہاں بھی بات چیت کی پیشکش کر رہے ہیں۔

رویوں کا فرق ہے، نیت کا فرق ہے، اور اگر effort دیکھی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس budget کے اوپر پوری دنیا معترف ہے، تمام media معترف ہے opinion makers, economists ہر بندہ اس budget پر positive بات کر رہا ہے۔ اور میں Opposition کے چند Members کو سراہنا بھی چاہتا ہوں کہ بڑی اچھی تجاویز آتی ہیں۔ بہت سارے لوگ اس پر بہت home work کرتے ہیں۔ specially یہاں پہ میں دیکھتا ہوں، مبین جٹ صاحب ہیں، اویس حیدر جھکڑ صاحب ہیں، ان کے ساتھ اسامہ میلہ صاحب ہیں۔ بہت محنت کر کے آتے ہیں، پڑھ کے آتے ہیں، اور Finance بھی ان کی چیزوں کو note کرتا ہے کیونکہ وہ صحیح تجاویز ہوتی ہیں، وہ sectoral issues پہ بات کرتے ہیں۔ مگر اس بجٹ کے حوالے سے میں چاہوں گا کہ جہاں پہ سیاسی بات کرنا اپوزیشن کا حق ہے، وہیں پر اس بجٹ کو لے کر جو مثبت اقدامات کیے گئے ہیں، ان کی تعریف ضرور ہونی چاہیئے۔ اور ابھی تنخواہ دار طبقے کی بات ہو رہی تھی، جناب سپیکر! تنخواہ دار طبقے کو جو

خاطر خواہ relief دیا گیا ہے، وہ تمام تنخواہ دار لوگوں کے لیے ہے جن کی ماہانہ تنخواہ پچاس ہزار اور اس سے نیچے ہے۔ اس پر کوئی tax لاگو نہیں ہے۔ اور یہ جو لوگ تنقید کر رہے ہیں کہ جی آپ نے لاکھوں روپے تنخواہ والوں کو relief دیا ہے، میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچاس ہزار تک تنخواہ لینے والوں پر کوئی tax نہیں ہے۔ جس کی تنخواہ پچاس ہزار سے ایک لاکھ روپے ہے، اس پہ one percent tax ہے، اور چھ لاکھ سے اوپر آپ نے دیکھ ہی لیا کہ جو professionals کی، تنخواہ دار لوگوں کی demand تھی، اس کو پورا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلوانا چاہتا ہوں کہ ایسا دور آیا تھا کہ جب سیاسی لیڈر، جو ان کی جماعت کے سربراہ ہیں، ان کے بیانات on record موجود ہیں کہ پاکستان default ہونے جا رہا ہے۔ یہ ایک مہینے کی بات ہے، یہ دو مہینے کی بات ہے، اور Pakistan default آج ہوا، کل ہوا۔ اور پاکستان میں کوئی investment نہ کرے، پاکستان میں economic activity ختم ہونے لگی ہے، اور شرطیں لگی ہوئی تھیں، یہ شرطیں لگا رہے تھے ملک کے default ہونے پر۔ مگر اس ربِ ذوالجلال کو کچھ اور منظور تھا۔ ایسے وقت میں جب ملک کی معیشت کو کوئی ہاتھ لگانے کو تیار نہیں تھا، مسلم لیگ (ن) کے وزیر اعظم شہباز شریف صاحب نے ہمت باندھی اور حوصلہ پکڑا۔ اور مجھے یاد ہے، بہت سارے ہمارے کئی افسران وہ چھٹی لے کر چلے گئے تھے کہ پتہ نہیں کیا بنتا ہے۔ ایسے وقت میں نہ صرف حکومت کو سنبھالا، معیشت کو سنبھالا دیا، ریاست کی بقا کے لیے اپنی سیاست قربان کی میاں شہباز شریف نے۔ اور یہ سیاست یہی رہ جاتی ہے، تاریخ اس قدم کو یاد رکھے گی جب وزیر اعظم شہباز شریف نے یہ نعرہ لگایا کہ میں ریاست کو بچاؤں گا، مجھے سیاست کی پرواہ نہیں ہے۔ اور یہ وہ وقت تھا جب Paris کے اندر ایک meeting ہوئی اور IMF کے ساتھ معاملات طے پائے۔ وہ اگر meeting نہ ہوتی، شہباز شریف صاحب effort نہ کرتے اور IMF کے program میں ہم نہ جاتے، تو آج جو خوشحالی آئی ہے، یہ ممکن نہ ہو پاتی۔

آج اگر آپ اس دور سے compare کریں تو یہ ذکر کرنا بہت ضروری ہے کہ حالات کیا تھے پاکستان کے اندر، exchange rate اس طرح fluctuate ہوتا تھا جیسے پنکھا چلتا ہے۔ صبح dollar کا rate اور تھا، دوپہر اور تھا، شام اور تھا۔ ذرا کاروباری طبقے سے پوچھئے، جناب والا، کہ LC نہیں کھلتی تھی، ان کے exporters کا مال port پر پڑا ہوتا تھا، وہ export نہیں ہو سکتا تھا۔ Exchange rate کی fluctuation تھی، مہنگائی اڑتیس فیصد کے اوپر تھی، interest rate بائیس فیصد کے اوپر تھا، کاروباری طبقہ پس کے رہ گیا تھا۔ کاش اس وقت آپ نے میثاقِ معیشت کی بات مانی ہوتی، جب شہباز شریف صاحب نے اسی House میں کھڑے ہو کے کہا تھا کہ میں Opposition میں ہوں، میری پوری جماعت جیلوں کے اندر ہے، ہم مقدمات بھگت رہے ہیں، مگر میں پھر بھی پاکستان کی خاطر کھڑے ہو کے کہتا ہوں کہ آؤ میثاقِ معیشت کریں، اس ملک کی عوام کو بچائیں۔ آپ نے اس وقت اس کشتی میں بیٹھنے سے انکار کیا۔ آپ نے کہا نہیں۔ میں یہ بھی آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں، ہماری یادداشت بہت چھوٹی ہے۔ ہم آج کی بات کرتے ہیں، کل کی بات نہیں کرتے۔ مگر میں کچھ چیزیں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ یہ تو وہ حساب ہے کہ:

سورج پہ لگے دھبہ قدرت کے کرشمے ہیں

بت ہم کو کہے کافر اللہ کی مرضی ہے

ان لوگوں نے IMF کو letter لکھے کہ پاکستان کو programme نہ دیا جائے۔ان کے وزرائے خزانہ نے اس وقت IMF کو جو letter لکھے، میں وہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں۔جب آپ نے IMF کو letter لکھے تو آپ چاہتے تھے کہ یہ ملک default کرے۔

میں آج اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے نیچے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے کوئی اچھا کام کیا economy کے لیے، ہم اس کی تعریف کریں گے، مگر ہمیں یہ گوارا نہیں ہے کہ ہم اپنی سیاست کی خاطر پاکستان کے خلاف سازش کریں، جس طرح انہوں نے اپنے دور میں IMF کو letter لکھے تھے۔اور نہ صرف اس پر بیانیہ بنایا گیا، پوری campaign چلائی گئی۔ IMF کو خطوط جو لکھے گئے تھے، وہ record کا حصہ ہیں، تاریخ میں ہمیشہ وہ یاد رکھا جائے گا۔ایک طرف وزیراعظم شہباز شریف Paris میں meeting کر کے معاملات کو جوڑ رہے تھے، اور یہاں سے خط لکھے جا رہے تھے کہ پاکستان کو bailout نہ ملے۔

جناب والا! یہ جو معاشی استحکام حاصل ہوا ہے، بہت سارے لوگوں نے اس پر effort کی ہے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اداروں کا اس میں بہت effort ہے، ان کی بہت کاوش ہے۔اور یہ جس طرح وزیراعظم کہتے ہیں، یہ ایک team work ہے، جس کے اندر Field Marshal سید عاصم منیر اور ان کی team کا بھی بھرپور حصہ ہے، اس طریقے سے ایک stability ملک کے اندر آئی ہے۔

جناب والا! اگر میں macroeconomic stability کی بات کروں تو یہ figures جھٹلائے نہیں جا سکتے۔ GDP growth جب یہ چھوڑ کے گئے تو minus 0.2 percent کے اوپر تھی، آج 3.7 percent کے اوپر ہے۔جناب والا! اگر آپ Per Capita Income کی بات کریں تو پچھلے سال سے آپ compare کر لیں تو وہ 1751 dollar تھی، اب وہ 1901 dollar پر ہے۔یہاں سے یہ GDP زیادہ بتا رہے ہیں۔میں ان کی توجہ اس طرح بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں، economy کی مجھے پوری سمجھ ہے۔آپ نے جو COVID میں baseline نیچے کی تھی، اس کا بھی ذکر کر لیں، جس کی وجہ سے آپ کی economic growth بڑی تھی۔تو یہ baseline کو ہم نے نہیں چھیڑا، baseline آپ نے lower کر کے اپنی growth زیادہ دکھائی تھی، ہم نے یہ کام نہیں کیا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ inflation کا اگر ذکر کریں، مہنگائی کی شرح اگر یہ سنبھالا economy کو نہ دیا ہوتا اور دن رات effort نہ کی ہوتی میاں شہباز شریف صاحب نے اور ان کی team نے، تو کیا یہ single digit کے اندر آ سکتی تھی؟ کیا مہنگائی جو 38 فیصد کے اوپر تھی، اگر وہی رہتی تو آج ملک میں کیا حالات ہوتے؟ Interest rate اگر بائیس percent کے اوپر رہتا اور گیارہ percent کے اوپر نہ آتا تو ملک کے اندر کیا حالات ہوتے؟ اور جناب والا! جو foreign exchange reserves ہیں، آج اگر آپ دیکھیں تو ہمارے پاس پونے تین مہینے کا import cover موجود ہے۔اور remittances جو ہیں، انہوں نے پچھلے تمام record توڑے ہیں۔ جو

foreign exchange reserves ہیں، آج 17.1 billion dollars پہ کھڑے ہیں۔ جب یہ چھوڑ کے گئے تھے تو یہ 9 billion dollar کے اوپر کھڑے تھے۔

جناب والا، remittances آج 33.9 billion dollars کے اوپر ہیں، year-on-year 9 percent کا increase ہے، جو کہ highest ever increase ریکارڈ ہوا ہے۔ آج آپ اپنی IT exports کو دیکھ لیں، 3.8 billion dollars کی IT exports ہیں، جس میں freelancers کی 995 million dollars کی contribution ہے۔ آپ large scale manufacturing کو دیکھ لیں۔ آپ کا fiscal deficit جو highest تھا 2022 میں، 8 percent کے اوپر، it is now 0.7 percent of GDP۔

جناب والا! یہ جو overall macroeconomic stability آئی ہے، یہ overnight نہیں آئی۔ جب default کے دہانے پہ تھے تب تو یہاں خوشیاں منائی جا رہی تھیں، امید کی جا رہی تھی۔ ان کا leader اور ان کے تمام لوگ یہ امید کر رہے تھے کہ آج default ہوا، کل ہوا۔ اب جب macroeconomic stability آئی ہے تو کم از کم اس چیز کو تسلیم تو کریں کہ economy stable ہے۔ دنیا اس بات کی معترف ہے۔ آج اگر ہمارا Federal Board of Revenue، میں ضرور بات کرنا چاہوں گا، شہباز شریف صاحب نے پہلی چیز جو اپنے home grown agenda پر لے کر آئے، وہ Federal Board of Revenue کے reforms تھے، structural reforms تھیں اور FBR کی reforms تھیں۔ FBR کے reforms میں، میں اس House میں challenge کرتا ہوں کہ آپ آج کسی Customs کے افسر کی سفارش کریں، کسی Income Tax کے افسر کی سفارش کریں، کیونکہ وہاں پہ ایک سفارش culture تھا۔ آج آپ سفارش کریں گے تو شام تک وہ بندہ suspend ہو جائے گا، کیونکہ وہاں rating کی گئی ہے، report مرتب کی گئی ہے، transparent posting transfer کا system in place کیا گیا ہے کہ سفارشی افسر وہاں پر نہیں لگیں گے۔

اس کے علاوہ اربوں روپے litigation کے اندر تھے۔ ہوتا کیا تھا؟ اربوں روپے کا tax ہے، وکیل FBR کا ملا ہوا ہے، جس نے tax دینا ہے اس کے ساتھ، اور ملی بھگت سے stay order لیے جا رہے ہیں اور تاریخ پہ تاریخ لی جا رہی ہیں۔ شہباز شریف صاحب نے merit پر tribunal بنائے۔ میں خود وکیل ہوں، میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ collusion ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں بھی black sheep ہیں، ہمارا پیشہ اس میں بھی لوگ موجود ہیں۔ اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں، اس میں mind کرنے والی بات نہیں ہے۔ ہمارے بہت senior ہیں پیشے کے لحاظ سے، میں اس لیے request کروں گا کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ FBR کے وکیل ملے ہوتے تھے۔ میں آپ کو challenge کرتا ہوں، آپ آ جائیں، میرے ساتھ fact پہ بات کریں۔ FBR کے وکیل ملے ہوتے تھے، جنہوں نے tax دینا ہے ان کے ساتھ اور اربوں روپے

کی collusion تھی۔اب tribunal بنائے گئے ہیں،ان کے Chairman merit پہ appoint ہوئے ہیں، وکیلوں کو merit پہ لیا گیا ہے اور اربوں روپے کو recover کیا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ چند industries جن کا windfall tax تھا، جس میں sugar ہے، tobacco ہے، cement ہے، beverages ہیں،ان industries کو کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا کہ جتنا مرضی منافع کماؤ۔ صرف sugar industry سے 60 ارب روپے recover کیا گیا ہے tax کی مد میں۔ یہ جو گنجائش پیدا کی گئی ہے تنخواہ دار طبقے کے لیے، محروم طبقات کے لیے، یہ شہباز شریف صاحب کی special effort تھی، جس کے ذریعے ان industries میں technology based monitoring system لگائے گئے، monitoring کو effective کیا گیا، ایماندار لوگ لگائے گئے۔ 60 ارب روپے صرف sugar industry سے recover ہوا ہے۔ اس کے علاوہ، پچھلے سال شہباز شریف صاحب کی direct supervision میں پوری Finance کی team، FBR کی team نے محنت کی، اورنگزیب صاحب اور ان کی پوری team اس میں بہت active رہی، Chairman FBR بڑے active رہے۔ enforcement measures کی مد میں آٹھ سو ارب روپے collect کیا گیا ہے، جس سے یہ گنجائش پیدا ہوئی ہے۔ ان کے پاس بھی حکومت تھی مگر یہ لگے ہوئے تھے سیاسی بیانیے بنانے میں۔ ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ کام آپ بھی کر سکتے تھے۔ یہ جو آٹھ سو ارب روپے اکٹھا ہوا ہے، یہ will-to-do سے ہوا ہے، یہ determination سے ہوا ہے، یہ شہباز شریف صاحب کی ایک effort ہے اس ملک کے لیے، جس کے تحت یہ enforcement ہوئی۔

آپ آج port پہ چلے جائیں۔ پہلے port کے اوپر customs clearance میں کئی دن لگتے تھے، کئی ہفتے، کئی مہینے لگتے تھے۔ وہاں بھی corruption was rampant۔ faceless appraisal system وہاں پہ install کیا گیا ہے، اور FBR یہ system پورے ملک کے اندر لے کے جا رہا ہے، جہاں پہ tax دینے والے کا tax collect کرنے والے سے آمنہ سامنا نہیں ہوگا۔ وہ IT based system کے تحت faceless system ہوگا، masking ہوگی، تاکہ کسی قسم کی وہاں پہ leakage نہ ہو سکے۔

یہ جو FBR کی reforms کی گئیں، جس کے تحت اتنا بڑا relief قوم کو دیا گیا ہے، اس کا impact ایک ایک شہری تک جائے گا۔ اس کا impact ان لوگوں تک جائے گا جو tax ادا کرتے تھے مگر tax نہ ادا کرنے والے کا بھی بوجھ اٹھاتے تھے۔ آج اس ملک میں ایک منصفانہ system لگا دیا گیا ہے کہ tax نہ دینے والے کا بوجھ tax دینے والا اب نہیں اٹھائے گا۔ یہ سب سے بڑی تکلیف دہ بات تھی کہ جو tax نہیں دیتا، tax دینے والا اس کا بوجھ اٹھاتا ہے۔

بلال کیانی صاحب کو وزیر اعظم صاحب نے task دیا retailers کے حوالے سے۔36لاکھ retailers tax net سے باہر تھا اس ملک کا اور ان کی اپنی یہ request تھی کہ ہمیں کسی نہ کسی صورت میں tax net کے اندر لے کے آئیں اور اس کا کوئی شفاف systemبن جائے۔

مجھے آپ کو یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ جہاں پہ FBR کی reforms کی ہیں،اچھے افسر لگائے ہیں، transparencyآئی ہے،digitalizationہوئی ہے اور شہباز شریف صاحب نے شروع میں ہیfree of cost ،-Melinda Gates foundation نے FBR کی digitalization کو fund کیا۔یہ کاوش ہوتی ہے کہ آپ جہاں جاتے ہیں،ان سے بات کرتے ہیں کہ پاکستان کی بہتری کے لیے آؤ اور پاکستان میں systems لگاؤ۔And same goes for،ابھی China گئے، Alibabaکے ساتھ موقع پہ dealکی۔وہ پوری دنیا نے دیکھی کہ Alibaba کا Chairman یہ کہنے پہ مجبور ہو گیا کہ ہم نے آج شہباز speed دیکھی ہے کہ موقع پہ agreement signہوا ہے اور ہم پاکستان میں investment کریں گے۔

یہ جو میں retailers کی بات کر رہا تھا کہ 36لاکھ retailerاس schemeکے تحت tax net کے اندر آیا جو پہلے tax netسے باہر تھا اور ان کے لیے بھی ایک منصفانہ system بنایا گیا ہے fixed tax کا کہ وہ tax کی ایک رقم ادا کریں گے،ان کو ایک certificateملے گا جو اپنی دکان کے باہر لگائیں گے۔

یہ Budget جس میں تنخواہ دار کو relief ملا،جس میں غریب آدمی کے لیے کوئی tax نہیں ہے۔میں نے جیسے کہا کہ 50ہزار سے نیچے جو تنخواہ لے رہا ہے،اس پر کوئی tax نہیں ہے۔50ہزار سے ایک لاکھ روپے والا تنخواہ جو لے رہا ہے، tax 1%ہے۔اس کے اوپر تمام slabsکو relief دیا گیا ہے۔ Middle classکا بہت بڑا گلہ تھا کہ ہم 5یا10مرلے کا گھر بیچتے ہیں یا 5یا10مرلے کا plot لیتے ہیں تو ہمیں tax دینا پڑتا ہے۔ housing and development sector کو اس budget کے اندر وزیر اعظم نے خصوصی relief دیا ہے کہ اب جو middle class اپنی چھوٹی land holding کی sale purchase کرتی تھی،ان کا tax کم کیا،تاکہ housing sectorکو مزید تقویت ملے۔

جناب والا! یہ housing and development sectorکو وزیر اعظم کی خصوصی کاوش کے تحت جو relief دیا گیا ہے، یہ صرف housing sector کو نہیں ملے گا۔ housing sector کو 12 industries feed کرتی ہیں۔اس میں cementجاتا ہے،اس میں سریا جاتا ہے،اس میں fittings جاتی ہیں،اس میں مختلف industries کا حصہ ہوتا ہے اور جو Apna Ghar Scheme introduceکی گئی ہے، جس میں محروم طبقات کو loan ملے گا ایک کروڑ تک، جس کے لیے 90 ارب روپے disburseکر دیا گیا ہے،11ارب روپے لگ چکا ہے اور اس سال بھی اس کی provision رکھی گئی ہے۔تو آپ دیکھیں گے کہ housing

and development sector میں جو ایک serge جائے گا، اس سے پورے ملک کے اندر روزگار کے مواقع بھی پیدا ہوں گے اور لوگوں کو سستا گھر بھی ملے گا۔

ہم نے پچاس لاکھ گھر اور ایک کروڑ نوکریاں تو یاد کبھی نہیں دلائی، کیونکہ وہ ایک ماضی کا قصہ ہے۔ میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ Apna Ghar کے تحت جن لوگوں کو گھر مل رہے ہیں، کوئی نائب قاصد ہے، کوئی driver ہے، کوئی مزدور ہے، کوئی کسان ہے، کوئی کسی factory میں کام کرتا ہے، کوئی کسی کے گھر میں کام کرتا ہے جن کو یہ گھر مل رہے ہیں۔ یہ بہت بڑا boost ہے محروم طبقات کے لیے اور middle class کے لیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ housing and development sector سے economy کا پہیہ تیزی سے چلے گا۔

میں آگے بڑھتے ہوئے اب exporters کے اوپر آؤں گا کہ اس ملک میں export کو بڑھانے کے لیے کہ جب export-led growth ہوتی ہے تو وہ صرف exporter کو فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر export بڑھے گی، factories لگیں گی، expansion ہو گی، diversification ہو گی، لوگ نوکریاں دیں گے، روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے، ملک کے اندر معیشت کا پہیہ اور تیزی سے چلے گا۔ Exporters کی جو دیرینہ demand تھی کہ Advance tax ختم کیا جائے، وہ ختم کیا گیا۔ Minimum tax کو مزید کم کیا گیا اور پہلے تجویز آئی تھی کہ Super tax جو پچاس کروڑ تک export کرتے ہیں، ان کے لیے ختم کیا جائے، مگر وزیر اعظم نے خصوصی ہدایت جاری کرتے ہوئے تمام exporters کے لیے اس ملک میں Super tax کو ختم کر کے دکھایا ہے۔

یہ فیصلے isolation میں نہیں تھے۔ یہ جو فیصلے کیے گئے ہیں، کئی ہفتے لگے ان لوگوں سے consultation کرتے ہوئے۔ اس میں industries کے ساتھ الگ consultation ہوئی، Chambers کے ساتھ الگ consultation ہوئی، IT sector سے الگ ہوئی۔ وزیر خزانہ بیٹھے ہیں، بلال کیانی صاحب بیٹھے ہیں، تمام sectors کو اس میں cater for کیا گیا۔ Agriculture sector کے لوگوں کو بلایا گیا اور ان سے تجاویز لی گئیں۔ یہاں پہ agriculture sector کے حوالے سے بات ہو گی اور بتایا جائے گا کہ کتنا relief دیا گیا ہے۔ نہ صرف youth کو loans دیے جا رہے ہیں agriculture کے لیے بلکہ جو agricultural equipment باہر سے import ہو گا، اس پہ Customs duty کو کم کیا گیا ہے۔ یہ Shipping کے Minister جنید انوار صاحب بیٹھے ہیں۔ Shipping services کے اوپر Sales tax کو 18% سے 0% کر دیا گیا ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ budget ہر طبقے کا budget ہے، کسان کا، مزدور کا، دکاندار کا، retailer کا، ہر تنخواہ دار کا اور ہر طبقے کا، تو یہ غلط نہیں ہو گا۔ خواتین کے حوالے سے یہ بہت بڑی demand تھی اس ملک میں کہ Pink tax کو ختم کیا جائے۔ آج ان کی hygiene products کے اوپر tax کو 18% سے 0% کر دیا گیا۔ اور یہ دیکھیئے population ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس کے حوالے سے بہت بات ہوتی ہے، اور اس پر میں سمجھتا ہوں کہ بڑی ضرورت ہے اس مسئلے کو address کرنے کی۔ اس کو بھی cater for کیا گیا ہے کہ contraceptives کے اوپر بھی جو ٹیکس تھا، 18

فیصد،اس کو بھی زیرو فیصد کر دیا گیا ہے۔ تو یہ بجٹ ایک relief کا بجٹ ہے۔ یہ بجٹ ایک ایسے دور کا بجٹ ہے کہ ہم خوشحالی والے دور میں داخل ہو رہے ہیں،اور پوری کابینہ اس بات کو جانتی ہے۔ خواجہ آصف صاحب بیٹھے ہیں کہ وزیراعظم ایک ایک لمحہ پچھلے پورے سال اس کوشش میں رہے کہ میں گنجائش پیدا کروں، میں relief لے کر آؤں،اور بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ انہوں نے کس طریقے سے، کہ ہم IMF Programme کے اندر بھی ہیں، ہمارے باقی بھی obligations ہیں،اس کے ساتھ ساتھ اس ساری چیز کو efficiently اور ایک competent طریقے سے manage کر کے ذاتی ایک effort کیا، دن رات ایک کیے، خون پسینہ بہا کے آج اس مقام پر ہم پہنچے ہیں کہ جو دو سال سے وزیراعظم کہہ رہے تھے کہ جیسے ہی گنجائش پیدا ہو گی ہم آپ کو relief دیں گے، آج وہ وقت آچکا ہے کہ پاکستان کے عوام کو ایک relief پر مبنی بجٹ دیا گیا ہے،اور ہر طبقے کو اس کے اندر گنجائش پیدا کر کے ان کی demands کو پورا کیا گیا ہے۔ یہ آغاز ہے ایک ایسی growth کا جس سے انشاءاللہ تعالیٰ ایک ایسی economy بنے گی کہ پوری دنیا دیکھے گی۔

جناب والا! میں اختتاماً صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اچھی تجاویز بھی آتی ہیں، مگر خدارا جہاں پاکستان کی بات ہو تو کم از کم ہماری بات نہ کریں، ہمیں داد نہ دیں، مگر پاکستان کی عزت میں اپنی عزت محسوس کریں، پاکستان کے فخر میں اپنا فخر محسوس کریں،اور پاکستان کو جو عزت مل رہی ہے بین الاقوامی سطح پر، جس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا معترف ہے کہ پاکستان نے امن کے قیام کے لیے جو اپنا کردار ادا کیا ہے،اور آج پوری دنیا کہہ رہی ہے کہ وزیراعظم شہباز شریف اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی کاوشوں سے نہ صرف امن کا قیام ہوا ہے بلکہ پوری دنیا کی economies اس سے benefit حاصل کریں گی۔ پاکستان میں الحمدللہ جو ایک team work ہے، جس میں SIFC کا بہت role ہے،اور وزیراعظم شہباز شریف،ان کی پوری ٹیم،اور ساتھ فیلڈ مارشل سید عاصم منیر،ان کی پوری ٹیم، وہ خارجہ محاذ ہو، وہ economy کا محاذ ہو، آج پاکستان وہ پاکستان ہے کہ ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ آج سبز پاسپورٹ کی بھی عزت ہے اور آج معیشت بھی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے، الحمدللہ۔ میں اپنی بات ان اشعار پر ختم کروں گا، پروین شاکر کے یہ اشعار ہیں:

بخت سے کوئی شکایت ہے نہ افلاک سے ہے
یہی کیا کم ہے کہ نسبت مجھے اس خاک سے ہے
بزمِ انجم میں قبا خاک کی پہنی میں نے
اور مِری ساری فضیلت اسی پوشاک سے ہے

پاکستان زندہ باد۔

Mr. Deputy Speaker: Honourable Asad Qaiser Sahib.

جناب اسد قیصر: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے تو بہت لمبی چوڑی تقریر بھی کی۔اور انہوں نے حقائق کو جس طرح مسخ کیا، جس طرح غلط بیانی کی، مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک طرف منہ میں رام رام اور بغل میں چھری والی بات ہے۔آپ دیکھ لیں کہ پاکستان تحریک انصاف نے ہمیشہ اصولوں کی بات کی، principle کی بات کی، قانون کی حکمرانی کی بات کی، ملک میں آزاد عدلیہ کی بات کی ہے۔جناب سپیکر! ابھی یہ موصوف کہہ رہے تھے کہ IMF کے حوالے سے کہ ہم نے شاید کوئی خط لکھا ہے اور IMF کے خلاف آپ نے اس کو روکنے کے لیے کوئی قدم اٹھایا ہے۔میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ تھوڑا بتائیں کہ IMF کو جو خط لکھا گیا، آپ نے خود پڑھا ہے کیا؟ اس میں کوئی ایسے الفاظ ہیں کہ وہ پاکستان کی ترقی، خوشحالی یا relief کے حوالے سے کسی چیز پر compromise ہو؟ ہم نے تو صرف جو اپنا نقطۂ نظر تھا وہ دیا۔ ہم نے ہمیشہ پاکستان کی بات کی۔میں ایک اور challenge کرتا ہوں۔میں ان سے پوچھتا ہوں، آئیں اس House میں debate کریں کہ ہمارے وقت میں economy, tax collection اور مہنگائی کی کیا صورتحال تھی، آج کیا ہے؟ ہم نے کتنا قرضہ لیا اور آپ نے کتنا قرضہ لیا؟ ہم نے کتنا قرضہ واپس کیا اور آپ نے کتنا قرضہ واپس کیا؟ ہمارے وقت میں ایک dollar کا rate کیا تھا اور آج dollar کا rate کیا ہے؟ ہمارے وقت میں petrol کی قیمت کیا تھی؟ اور اب petrol کی قیمت کیا ہے؟ ہمارے وقت میں بجلی کی قیمت کیا تھی اور اب بجلی کی قیمت کیا ہے؟ آپ ایک field بتائیں کہ اس میں آپ نے relief دیا ہو۔آپ نے پنجاب کے کسانوں کو relief دیا ہے، ہاں آپ نے relief دیا ہے جو گندم کے کسان ہیں، پنجاب کے گندم کے کسان کو 2.2 trillion کا نقصان ہوا۔وہ معاشی طور پر تباہ و برباد ہو گئے۔آپ نے کینو کے کسان، آپ نے آلو کے کسان، آپ نے گنے کے کسان، مطلب جو پنجاب کا کسان ہے، اس کی کمر توڑ دی ہے۔آپ نے industry تباہ و برباد کی۔یہ منسٹر صاحب بھی بتائیں گے کہ اس وقت آپ کی اتنی بڑی، آپ کہتے ہیں کہ ہماری اتنی کامیابی ہوئی، ہم نے اتنا بہت تیر مار لیا۔آپ بتائیں کہ اس وقت آپ کتنی investment لے کر آئے ہیں؟ Investment آئی ہے یا یہاں سے جو بڑی بڑی multinational companies آئی تھیں وہ ملک سے باہر گئی ہیں؟ 90 multinational companies نے ملک کو چھوڑا ہے۔ملک میں بے روزگاری بڑھی ہے۔ملک میں مہنگائی بڑھی ہے۔آیئے debate کریں اس پر، اس پر بات کریں کہ کتنا آپ نے تیر مارا ہے۔آپ تو کہتے تھے کہ۔۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب اسد قیصر صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب اسد قیصر: میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی حکومت تھی جس نے اس ملک کو IMF کے ساتھ گروی رکھ دیا؟ آپ تو ہمارے وقت پر کہتے تھے کہ یہ PTI-IMF کا budget ہے۔اب یہ کس کا budget ہے؟ یہ سفارشات کہاں سے آئی ہیں؟ یعنی آپ یہ بھی دیکھ لیں جناب سپیکر! کہ اس وقت جتنا بھی انہوں نے budget بنایا ہے، یہ مکمل طور پر حکومت کا نہیں، IMF کا budget ہے۔اور اس کا اثر کیا ہو گا؟ یعنی آپ دیکھیں کہ اس وقت market میں، اس وقت economy میں بے روزگاری ہے، اِس وقت economy سکڑ رہی ہے اور

investorکااعتماد ختم ہوتا جارہا ہے، تو اس لیے میں یہ challenge کرتا ہوں کہ آئیں اس Houseمیں debate کریں۔ہم تیار ہیں کہ ہمارے وقت پر عوام کو کیا relief دیا؟ ہم نے construction industry کو promote کیا اور construction industryکو boom ملی۔ ہم نے textile industry کو promote کیا اور textile industry کو boom ملی۔ ہم نے سب سے زیادہ کسانوں کے لیے کام کیا، کسانوں کے لیے گندم کی قیمت کا تعین کیا اور شوگر کے حوالے سے پہلی دفعہ شوگر مافیا کے اوپر ہاتھ ڈالا اور کسانوں کے جو بقایا جات تھے یا واجبات تھے اس کو زبردستی کسانوں کو دلوائے۔ یہ تحریک انصاف کو credit جاتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میثاق جمہوریت کے بارے میں کہا کہ ہم نے میثاق جمہوریت کے لیے حکومت میں رہ کر بھی بات کی اور اب بھی بات کی۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ کل میاں صاحب آئے اور میاں صاحب جس طرح سیٹ پہ بیٹھے، اپوزیشن لیڈر اس کے پاس گیا ہے، یہ کبھی روایت نہیں رہی۔ یہ تکبر کی انتہا ہے۔ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ آپ اس بات کے گواہ ہیں۔ جب ہم نے میثاق معیشت کی بات کی میں نے خود اپنے آفس سے لیٹر بھیجے، تمام اپوزیشن پارٹی کے جو پارلیمانی لیڈر ہیں سب کو لیٹر بھیجے کہ آؤ بیٹھیں، کوئی نہیں بیٹھا۔ بات تو کی، اب بھی ہم کہتے ہیں آئیں۔ میثاق جمہوریت پہ ہم بات کرنے کی تیار ہیں۔

ایک ایسے الیکشن کمیشن کی بنیاد رکھیں کہ وہ سب کو قابل قبول ہو۔ ایک ایسا الیکشن کمیشن ہو، جو سب کے مشاورت سے ہو fair and free electionہوں۔ اس الیکشن کمیشن نے جمہوریت کا بیڑا غرق کر دیا۔ اس نے تو عوام کا حقیقی mandate چوری کیا۔ اس الیکشن کمیشن کو ایک دن بھی نہیں رہنا چاہیئے۔

اس لیے ہم میثاق جمہوریت کے لیے تیار ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ملک میں عدلیہ آزاد ہو، ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ مضبوط ہو اور یہ ہم سمجھتے ہیں ایسا الیکشن کمیشن ہو جس پہ پوری قوم کا اعتماد ہو۔

ہم نے ماشاءاللہ اس حوالے سے جو کسان کی صورتحال ہے بتا دی کہ جو پنجاب کے کسان کے ساتھ ہوا۔ جس طرح وہ بیچارے رو رہے ہیں۔ اس طرح ہمارے صوبے کے کسان۔ میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں، اس علاقے میں سب سے زیادہ جو فصل ہوتا ہے وہ tobacco کا ہے اور میرے علاقے کا کسان 70 پرسنٹ علاقہ tobacco grow کرتا ہے۔ اور یہ cash crop ہے جس کی وجہ سے ہماری economy چلتی ہے۔

یہاں میرے بارے میں ایک موصوف نے کہا کہ شاید پتہ نہیں کیا چیز میرا tobaccoکے ساتھ تعلق ہے یا روزگار ہے۔ میں یہاں حلفاً کہتا ہوں کہ میرا tobaccoکے ساتھ نہ کوئی کاروبار ہے، نہ کوئی روزگار ہے اور شاید میں tobaccoکے پتے کو بھی نہیں جانتا کہ tobacco کے پتے اصل میں کیسے ہوتے ہیں۔ یہ سارے ایم این ایز بھی بیٹھے ہیں اور یہی میں نے جو بات کی ادھر یہ پورا پاکستان سن رہا ہے۔ لیکن میں اس حلقے کا نمائندہ ہوں جہاں tobacco grow ہوتا ہے۔

آپ نے 390 پرسنٹ ٹیکس لگایا ہے اور interesting بات یہ ہے کہ جب آپ نے 390 پرسنٹ ٹیکس لگایا تو اس سے پہلے 2023 اور 2024 میں جو collection ہوئی ہے وہ 294 بلین ہے، 294 بلین اور جب آپ نے ٹیکس لگایا، یہ آپ کے ایف بی آر کے میرے پاس سارے اعداد و شمار پڑے ہوئے ہیں۔ 25-2024 جب آپ نے ٹیکس لگایا تو وہ آپ کا 294 بلین سے کم ہو کر 165 بلین رہ گیا۔ ابھی latest انہوں نے نہیں show کیا۔

تو مجھے بتائیں انہوں ایک دو کمپنیوں کی monopoly بنا دی ادھر۔ ایک دو کمپنیاں ہیں انہوں نے کمپنیوں میں رینجر بٹھائی، IB بٹھائی ہم سمجھتے ہیں کہ جو ٹیکس چوری ہے اس کے خلاف موثر اقدام ہونا چاہیئے۔ کسی کو اجازت نہیں کہ وہ ٹیکس چوری کرے۔ لیکن کیا ایف بی آر جو آپ کا ادارہ ہے اس کے اوپر آپ کا اعتماد نہیں ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ FBR کے پاس وہ capacity and capability نہیں ہے۔ یہ تو ایف بی آر کا کام ہے، رینجر وہاں کیا کام کر رہی ہے ۔IB وہاں کیا کام کر رہی ہے ؟ رینجر تو جہاں دہشت گرد ہوتے ہیں وہاں ہوتی ہے۔ اپنے ایف بی آر کو replace کریں کوئی اور ادارے بنائیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے، آپ کی توجہ چاہیئے کیونکہ جب آپ کی توجہ نہیں ہوتی تو پھر وہ ٹوٹتا ہے۔ مجھے پتہ ہے یہ مشکل کام ہے جب آپ مسلسل بیٹھے رہتے ہیں وہ مجھے پتہ ہے۔ اس وقت جو کسان کا حال کیا گیا یعنی عملاً خیبر پختونخوا میں ان اضلاع میں جہاں tobacco ہے بالکل کسان کو crush کر کے رکھ دیا ہے۔ کسان بیچارے رل رہے ہیں۔ اس کی جو مارکیٹ میں competition تھی وہ ختم ہو گئی۔۔ دو کمپنیوں کی monopoly بن گئی۔ آپ چھوٹے اور بڑے مطلب جو land-cruiser اور سوزوکی پر ایک ٹیکس لگاتے ہیں۔ بھائی آپ ایک third slab لے کے آئیں تاکہ اس کے اوپر ٹیکس لگائیں، تاکہ competition میں اضافہ ہو۔ اور ایک مثبت competition ہو کسان کو اچھا ریٹ ملے اور tax collection بھی بڑھ جائے گا۔ میں نے آپ کو بتایا کہ آپ کا اپنا tax collection کم ہوا ہے

تو اس لیے میں مطالبہ کروں گا کہ آپ ایک third slab لے کے آئیں جو چھوٹی industries ہیں اس کو بھی survival کا موقع ملے اور جو آپ نے، چھوٹی انڈسٹری کے اندر رینجر اور IB بٹھائے رکھی ہے اس کو withdraw کریں، یہ غیر قانونی ہے، یہ غیر آئینی ہے، یہ immoral ہے اور ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔

دوسری بات جناب سپیکر! ہم نے ہمیشہ کہا کہ ہمارے صوبے کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے سوتیلی ماں کا سلوک ہو رہا ہے۔ میں صرف آپ کے سامنے statistics پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو بقایاجات خیبر پختونخوا کے ہیں وہ ٹوٹل 434billion ہیں۔ یعنی اس میں NHB جو فاٹا کے commitments ہیں، oil and gas ہے اور war on terror. NHB 88 billion, MTS 216 billion, oil and gas 83 billion, war on terror 53 billion. 434 billion آپ نے ایک صوبے کے اپنے پاس رکھے ہیں

اور ابھی آپ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم نے مزید کٹوتی کرنی ہے اور ہمارے صوبے سے billion 100 یا 175 بلین آپ مانگ رہے ہیں۔ کس قانون کے تحت سپیکر صاحب! منگوائے جارہے ہیں۔

یہ تو NFC کے through ہوتا ہے۔ آپ ہمارے بقایاجات بھی نہیں دے رہے اور پھر مزید مانگ رہے ہیں اور PSDP میں جو آپ نے مہربانی کی ہے 3.8% آپ نے شیئر رکھا ہے اس خیبر پختونخواہ کا 3.8 بلین آپ نے شیئر رکھا ہے۔

میں وہ comparison نہیں کرتا، لیکن آپ صوبوں کے ساتھ کیوں زیادتی کرتے ہیں۔ آپ کیوں تقسیم پیدا کرتے ہیں؟ کیوں اپنی سیاسی مخالفت کی وجہ سے اس کو دیوار سے لگا رہے ہیں، آپ اس کو اپنا شیئر نہیں دے رہے۔ billion 3.8 آپ نے رکھا ہے۔ جان بوجھ کر ایک صوبے کو اور آپ نے اس کے ساتھ پھر نا بارڈر بھی بند کیا ہوا ہے اور آپ کہتے ہیں یہاں سے دہشت گرد آتے ہیں۔ آپ نے تو fence لگائی ہوئی ہے پھر fencing کا کیا مطلب ہے کہ اتنے دہشت گرد آجاتے ہیں۔

اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب سپیکر! کہ ایک سال سے آپ نے بارڈر بند کیا ہوا ہے، کاروبار بند کیا، تجارت بند کی، روزگار بند کیا، کیا دہشت گردی میں کمی آئی؟ کیا جو آپ کی پالیسی تھی وہ کامیاب ہوئی ہے؟ کوئی کمی نہیں۔ اسی طرح border cross ہو رہے ہیں۔ آپ کی پالیسی غلط ہے آپ کو اپنی پالیسی revisit کرنی ہوگی۔ آپ نے کاروبار بند کیا، 1.9 بلین ایکسپورٹ آتا تھا افغانستان کے لیے۔ ہماری economy تو چلتی افغانستان کے اوپر ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پشاور ایک چھوٹی مارکیٹ ہے، پشاور کیسے مقابلہ کر سکتا ہے لاہور کی مارکیٹ کا؟ پشاور کیسے مقابلہ کر سکتا ہے کراچی کی مارکیٹ کا؟ ہمارے پاس اگر ایک گنجائش ہے، تو وہ افغانستان اور سینٹرل ایشیا ہے۔ آپ نے ہمارا بارڈر بند کیا، کاروبار بند کیا اور اس کی وجہ سے جو پشاور میں انڈسٹریز ہے وہ بیٹھ رہی ہے۔ پشاور کی انڈسٹری بالکل squeeze ہو رہی ہے، لوگ اپنی industry بند کر رہے ہیں۔ کہاں پہ جائیں گے؟ خدارا ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کریں، ہم سے سیاسی انتقام نہ لیں۔ آپ India کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ ابھی واہگہ border پر کاروبار چل رہا ہے یا نہیں چل رہا؟ آپ Iran کے ساتھ کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ جنگ میں بھی Iran کے ساتھ کاروبار کھلا ہوا ہے، افغانستان کے ساتھ کیوں نہیں؟

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ America اور Iran آپس میں بیٹھ کر بڑے بڑے تنازعات حل کر سکتے ہیں، تو آپ diplomatic channels کے ساتھ اپنا نقطہ نظر پیش کریں، آپ diplomatic channels کو استعمال کریں۔ جو سفارتی طریقے ہیں یا اگر وہ بھی نہیں کر سکتے تو ہم تیار ہیں کہ جرگوں کے ذریعے اپنے معاملات کو حل کر سکتے ہیں۔ لیکن خدارا ہمیں کاروبار کرنے دیں، ہمیں روزگار کرنے دیں۔ کوئی جرگہ، مشاورت، مذاکرات، کوئی اور بات نہیں کرتے۔

آپ نے PTI کو تو ویسے ہی دیوار سے لگایا ہے۔ آپ Punjab میں PTI کو جلسہ وجلوس کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

جو Gilgit-Baltistan میں ہوا، ہمیں موقع نہیں دیا گیا۔ مجھے روکا گیا، جنید اکبر کو صوبہ بدر کر دیا گیا، اور آپ کہتے ہیں کہ election ہوا۔ وہ کہتے ہیں میری پارٹی جیت گئی، دوسرے کہتے ہیں میری پارٹی جیت گئی۔ بھئی، تم دونوں ہارے ہوئے ہو۔ تم نے کوئی election نہیں جیتا۔ تم نے ہمیں level playing field نہیں دیا۔ ویسے کتنے خوش ہیں جمہوریت، جمہوریت کرکے، ٹائی وائی لگا کر آتے ہیں کہ جمہوریت ہے، جمہوریت نہیں ہے، فسطائیت ہے، ۔یہ fascist حکومت ہے۔اس طرح کے رویئے سے آپ سمجھتے ہو کہ ماشاءاللہ بہت بڑا ہوں، آپ نے وہ election کرایا، پھر کہتے ہیں کہ دیکھیں یہ جمہوریت ہے۔

میں اور بات کرنا چاہتا ہوں۔ دیکھیں، کشمیر میں جو ہوا، ہمیں افسوس ہے۔ دونوں side سے جتنے بھی نقصانات ہوئے ہمیں اس پہ افسوس ہے۔ چاہیئے تھا کہ کشمیر میں ایک حکمت سے، مذاکرات سے معاملات حل کیے جاتے۔ زور اور ڈنڈا ہر مسئلے کا حل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر! میں اپنے صوبے کی ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں، میرا تعلق صوابی سے ہے۔ جو تربیلا پاور ہاؤس ہے وہ میرے حلقے میں ہے۔ تربیلا ڈیم سے 6418 Megawatts (MW) بجلی پیدا ہوتی ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس 6418 Megawatts میں سے صوابی کو بجلی نہیں دی جا رہی۔ ہماری صوبے کی ضروریات 3300 MW ہے، اور جو ہمارے صوبے کو supply ہو رہی ہے، وہ 2200 MW سے 2500 MW تک ہے۔ ہم 6418 MW بجلی پیدا کر رہے ہیں اور جس ضلع میں یہ بجلی پیدا ہو رہی ہے اس ضلع کو تربیلا سے بجلی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! دلچسپ بات کیا ہے؟ جو میرا ضلع ہے، وہاں جو total ضرورت ہے، وہ 180 MW ہے، اور ہمیں hundred plus Megawatt دیا جا رہا ہے۔ Low voltage اور load shedding ہے، بارہ بارہ گھنٹے load shedding ہو رہی ہے، اور خاص طور پر صوابی میں تو اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے load shedding ہو رہی ہے۔ ہونا تو چاہیئے کہ جس صوبے میں پیداوار ہو رہی ہے، قانون اور آئین کے مطابق سب سے پہلے اس صوبے اور اس علاقے کا حق ہے۔ آپ ہمیں تربیلا کی بجلی نہیں دے رہے۔ ہمیں تو ضرورت ہے کہ آپ ہمیں سستی بجلی دیتے۔ سب سے پہلے ہماری ضروریات پوری ہوتیں اور آپ نے ہم سے یہ حق چھینا ہے، تو آپ کیا message دینا چاہتے ہیں؟

جس طرح اچکزئی صاحب نے کہا کہ سوئی سے پوری پاکستان کو گیس supply ہوتی ہے اور سوئی میں گیس available نہیں ہے۔ یہ رویئے ختم کریں، یہ رویہ کسی صورت میں مناسب نہیں ہے۔

میں آخر میں کہوں گا کہ جو عمران خان کے ساتھ ہو رہا ہے، اس وقت یہ حکومت بدترین انسانی حقوق کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ Jail manual کے مطابق عمران خان کا حق بنتا ہے کہ اس کے ساتھ ملاقاتیں ہوں، وہ ملاقاتیں بند ہیں۔ عمران خان کو جو Jail manual کے مطابق علاج کے لیے بنیادی سہولتیں چاہئیں، اسے ہسپتال منتقل کرنا چاہیئے، وہ نہیں ہو رہا۔ اس کی بیوی کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے، اور جو کوٹ لکھپت میں ہمارے قیدی ہیں، اور جو ہمارے دیگر قیدی ہیں، اُن کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، اِس وقت اِس ملک میں انسانی حقوق کی بدترین violation ہو رہی ہے۔ اس میں نہ کوئی قانون ہے۔ عدلیہ کو تو ویسے ہی انہوں نے تباہ و برباد کر دیا، چھبیسویں آئینی ترمیم اور ستائیسویں آئینی ترمیم نے تو عدلیہ کو ویسے

بھی فارغ کر دیا۔ کسی کو عدالت سے انصاف کی توقع نہیں ہے۔ لوگ کدھر جائیں گے ؟ جب آپ عدالتوں کے دروازے بند کریں گے تو آپ کے پاس ایک ہی راستہ بچتا ہے، وہ roads پر ہے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ ملک میں ایک آزاد Parliament ہو، صحیح معنوں میں عوام کی نمائندہ Parliament ہو، ملک میں عدلیہ آزاد ہو، اور جو یہاں بنیادی انسانی حقوق کی violation ہو رہی ہے، اور جو شہری حقوق کی violation ہو رہی ہے، اس کا خاتمہ ہو۔

میں آخر میں یہ کہوں گا کہ یہ سارے لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں، یہ سارے وہ لوگ ہیں جو Form 45 کے مطابق جیتے ہوئے لوگ ہیں، حقیقی نمائندے ہیں۔ وہاں میں اُن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس اخلاقی authority سے تم budget پاس کرتے ہو؟ کس اخلاقی authority سے تم قانون پاس کرتے ہو؟ تمہیں خود پتا ہے، تمہاری بیوی کو پتا ہے، تمہارے بچوں کو پتا ہے، تمہارے driver کو پتا ہے کہ تم مسترد شدہ ہو، تم ہارے ہوئے ہو۔ اور پھر بھی تم آ کر بڑے بڑے coat اور tie پہن کے اپنے آپ کو جمہوری چیمپئن کہتے ہو۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ بجٹ پر تقریریں چل رہی ہیں، اگر آپ بجٹ پر بولنا چاہ رہے ہیں تو بولیں۔ احسن اقبال صاحب کا مائیک کھولیں۔

(مداخلت)

POINTS OF ORDER

جناب ڈپٹی سپیکر: Order in the House، یہ کیا بات ہوئی؟ گورنمنٹ response نہ کرے، اس طرح زیادتی تو نہ کریں۔

وزیر برائے منصوبہ بندی، ترقی و خصوصی اصلاحات (جناب احسن اقبال چوہدری): سر! صرف ایک منٹ، میں ان کا جواب دے دوں۔

(مداخلت)

جناب احسن اقبال چوہدری: دو منٹ سن لیں۔ سر! میری گزارش ہے کہ ہم بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں۔ بات حقائق پر ہونی چاہیئے اور اس ہاؤس میں misstatement نہیں ہونی چاہیئے۔ مجھے اپنے فاضل سابق سپیکر اسد قیصر صاحب کی بڑی عزت ہے۔ ایک وہ وقت تھا جب یہ آپ کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہم نے وہ جمہوریت دیکھی ہے کہ جب ہم Production Order کیلئے ان کے پاس منّتیں کرنے جایا کرتے تھے لیکن Production Order جاری نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے پارلیمنٹ کی وہ آزادی دیکھی ہے کہ جب یہاں پر ایک کرنل صاحب adjournment Motion کا فیصلہ کیا کرتے تھے، House کا Order of the Day اُن سے بنتا تھا۔ آج آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں، سپیکر صاحب بیٹھے ہیں وہ sovereign ہیں اور اپنی مرضی سے Order of the Day بناتے ہیں، یہ اپنی مرضی سے Order of the Day نہیں بنا سکتے تھے۔ ہم نے Parliament کی آزادی دیکھی ہے۔ یہ عدلیہ کی آزادی کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے وہ عدلیہ دیکھی ہے کہ Local Government پنجاب میں بحال ہوئی، نو مہینے تک Supreme Court کے فیصلوں کو ٹھوکر ماری گئی، عمل نہیں کیا گیا۔ یہ فسطائیت کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے جیلیں دیکھی ہیں، خواجہ آصف بیٹھے ہیں، انہوں نے جیل دیکھی، شہباز شریف نے جیل دیکھی، نواز شریف نے جیل دیکھی،

مریم نواز نے جیل دیکھی، حمزہ نواز نے دیکھی، سعد رفیق نے دیکھی اور رانا ثناء اللہ نے دیکھی، میں کتنے لوگوں کا نام لوں؟اور جس طرح انہوں نے جھوٹے مقدموں میں Opposition کو دیواروں کے ساتھ چنوایا،اِن کی فسطائیت اور جمہوریت کا چہرہ پوری قوم نے دیکھا۔ان کو جمہوریت نہیں سُجھتی۔آخری بات،جناب اسد قیصر صاحب،صوابی کے اندر نئی university کا سنگ بنیاد تو میں نے اپنے ہاتھوں سے رکھا تھا۔ہم نے تو آپ کو صوابی میں نئی university کا تحفہ دیا تھا،شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔شرمیلا فاروقی صاحبہ،ایک منٹ۔اسد قیصر صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب اسد قیصر: One minute please, Sir دیکھیں،میں challenge کرتا ہوں۔انہوں نے بات کی،یہ staff موجود ہے۔یا تو یہ یہاں اپنی seat سے استعفیٰ دے گا اگر اس کے پاس کوئی گواہی ہے،میں وہ آدمی ہوں کہ میرے پاس اس وقت حکومت آئی کہ آپ نے media کی coverage نہیں کرنی،میں نے نہیں رُکنے دی۔میں نے کہا media coverage ہو گی۔شہباز شریف جب تقریر کرتے تھے پورا میڈیا چلاتا تھا۔یہ ریکارڈ موجود ہے۔میں نے آپ کا بھی Production Order issue کیا،میں نے شہباز شریف صاحب کا بھی Production Order issue کیا،خواجہ آصف صاحب کا بھی Production Order issue کیا۔میں نے کسی سے dictation نہیں لی۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔شرمیلا فاروقی صاحبہ، order in the House۔جی،شرمیلا فاروقی صاحبہ۔

ڈاکٹر شرمیلا فاروقی: سر!اگر یہ شکوہ جواب ہے،شکوہ ہی چلتا رہے گا تو پھر ہم گھر چلے جاتے ہیں،آپس میں بیٹھ کے بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بولیں،بولیں آپ۔

ڈاکٹر شرمیلا فاروقی: شکریہ سر،ہر سال جب budget آتا ہے تو اس سے حکومت کی نیت اور ترجیحات کا تعین ہوتا ہے،اور ہر بار،ہر سال قوم relief کی منتظر ہوتی ہے،لیکن Sir! Unfortunately اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ اس قوم نے relief کی آس ہی چھوڑ دی ہے۔

Sir! Finance Minister صاحب بہت ہی competent شخصیت ہیں، he has expertise اور ان کی team بہت اچھی ہے،لیکن Sir! At the end of the day اگر یہ ساری competence or expertise produces mediocrity rather than giving meaningful relief to the people، تو سر مجھے آپ یہ بتائیں کہ economic management is not just about meet targets, it's about giving relief to the people.

سر! پہلا relief ، سر House میں بہت شور ہے، مجھ سے concentration نہیں ہو رہی ہے۔ House in order کریں سر، House in order کریں، شور بہت ہے۔ Budget پر discussion ہو رہی ہے، یہ بہت اہم ہے، قوم کی قسمت کا فیصلہ ہونے جا رہا ہے۔

سر! پہلا relief جو حکومت بڑے fanfare کے ساتھ claim کر رہی ہے، وہ تنخواہ دار طبقے کو relief دینے کی بات کر رہی ہے۔ سر، میں ان slabs کی details میں نہیں جاؤں گی، لیکن سر یہ تنخواہ دار وہ طبقہ ہے جو ملک کی تاریخ میں سب سے زیادہ tax دیتا ہے، more than the exporters, more than the retailers, more than anybody else۔ سر! پچھلے سال 2024-25 کے اندر 550 billion کا tax دیا ہے تنخواہ دار طبقے نے، اور جو relief اس دفعہ حکومت announce کر رہی ہے، that is merely 50 billion۔ سر، یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ relief announce کر کے حکومت اس کے ساتھ ساتھ indirect taxation میں، جس کو وہ PDL کہتی ہے، جو شاید ان کا سب سے پسندیدہ revenue collection instrument اب بن چکا ہے، وہ 1.7 کھرب روپے ہیں جو آپ petrol کی مد میں ہم سے لے لیں گے، ہم چاہیں نہ چاہیں۔ Sir! Climate levy کی مد بڑھا دی گئی ہے، ڈھائی روپے سے 5 روپے۔ یہ بھی ہمیں دینی ہے، چاہے وہ رکشے والا ہو، سکوٹر والا ہو یا Land Cruiser والا، وہ بھی ہمیں دینی ہے۔

سر! جو دوسرا میرا concern ہے، وہ یہ ہے کہ سر جو sales tax کا third schedule ہے، اس کو expand کر دیا گیا ہے اور اس میں 21 categories increase کر دی گئی ہیں، جس میں سر وہ Items ہیں جو luxury Items نہیں ہیں۔ ان کو اب retail price کے اوپر tax کیا جائے گا، جس میں سر دودھ ہے، دودھ کے products ہیں، household products ہیں، sanitary products ہیں۔ سر! یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو ایک عام شہری، ایک عام گھر میں اپنی ضروریات کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ ہو گا کیا سر؟ پیسے بڑھ جائیں گے اور وہ پھر ایک indirect taxation میں عوام اپنی جیب سے دے گی۔

Sir! Unfortunately یہ جو tax کا burden ہے، یہ چاہے کتنا ہی کہیں کہ ہم tax net بڑھا رہے ہیں، بڑھا رہے ہیں، لیکن ان کا ایک جو وطیرہ ہے، وہ یہ ہے کہ یہ جن کو already documented tax payers ہیں، ان کے اوپر مزید بوجھ ڈالیں۔ سر! حکومت خود claim کرتی ہے، یہ ان کے Economic Survey میں figure آیا ہے کہ جو غربت کی سطح ہے اس ملک میں، وہ 28.9 % ہے، which is 29 %۔ سر! اب 29 % کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً ہر چوتھا پاکستانی غریب ہے۔ اب ایک اور چیز کا میں ذکر کروں، اب مجھے سمجھ نہیں آتا کہ وہ سن کے آپ ہنسیں گے یا روئیں گے۔ سر! تھوڑی سی توجہ دے دیں سپیکر صاحب، آپ کی توجہ کی منتظر ہوں۔ سر! حکومت نے جو غربت کی سطح کو define کیا ہے، وہ ہے 8483 روپے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جو شخص مہینے میں 8483 روپے کماتا ہے، وہ اپنے مہینے کی ضروریات پوری کر سکتا ہے اور وہ غریب نہیں ہے۔ سر! مجھے یہ بتا دیں، یہاں کوئی شخص بیٹھا ہوا، اور منسٹر صاحب یہاں خود بیٹھے ہوئے، مجھے بتا دیں، کیا

8483روپے میں کوئی شخص پاکستان میں اپنی ماہانہ ضروریات پوری کر سکتا ہے؟ کھانے پینے کی اشیاء، بجلی، گیس basic commodities?
Sir!اگر نہیں کر سکتے تو اس figure کو revise کریں اور قوم سے سچ بولیں کہ کتنے لوگ غربت کی سطح سے نیچے ہیں۔

سر! اب relief کس کو دی جا رہی ہے؟ اب آپ یہ دیکھیں، یہ relief credit card holders کو، جو باہر جا کے بیرون ملک shopping کریں گے، پھر relief دی جا رہی ہے سر first class and business class travelers کو۔ Sir! How many poor people in this country are going to get relief from these measures. سر! یہاں اشرافیہ کو۔ اس کا مطلب یہ ہے، message کیا دے رہے ہیں آپ؟ غریب ہیں تو آپ tax دیتے رہیں، ہر حال میں، direct and indirect، لیکن آپ امیر ہیں تو ہم آپ کا بوجھ کم کریں گے۔ سر! ایک بڑی اچھی بات وزیر خزانہ صاحب نے کہی and I must appreciate this. انہوں نے population explosion کی بات کی۔ سر! ایک estimate کے مطابق اگر ہم اسی سطح پہ چلتے رہے، اسی رفتار پہ چلتے رہے، تو 2050 میں پاکستان کی آبادی 390 million ہو جائے گی۔ اور اس مد میں انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک چھوٹا سا intervention کیا ہے، جو ہم نے contraceptives سے tax ختم کر دیا ہے اور pink tax ختم کر دیا ہے۔ I appreciate that لیکن سر! There needs to be a direction, there needs to be a plan how to control this population۔ سر! یہ ایک time bomb ہے۔ This is a socio-economic disaster and it is there at our doorstep۔ اس کے اوپر خدارا آپ بات کریں۔

سر! دوسری اہم چیز، اس ملک کے اندر 68 % population is below the age of 30۔ اس کا مطلب ہے young Pakistanis۔ Unemployment، 7.1 % پہ ہے۔ سر! میں نے اس budget کے اندر اس youth کے لیے کچھ نہیں دیکھا۔ I saw nothing at all۔ 16 کروڑ 30 لاکھ پاکستانی نوجوان ہیں اور ان کے لیے جو ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے، 5 ارب روپے، 120000 نوجوانوں کے لیے جن کو training دی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سر! جو باقی نوجوان ہیں، ان کے لیے کچھ نہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ خرچ کر رہے ہیں 16 کروڑ 30 لاکھ نوجوانوں پر پاکستان میں، وہ ہے 0.07 %، اور اگر آپ اس کو پیسوں میں translate کریں تو سر یہ 32 روپے بنتا ہے per نوجوان۔ سر! اسلام آباد میں ایک سموسہ بھی چالیس روپے کا ملتا ہے اور آپ نے اپنے نوجوان کی قیمت جو ہے 32 روپے لگا دی، ایک سموسے سے بھی کم۔ یہ آپ کی priority ہے۔

سر! آپ budget بناتے ہیں، پیسے اکٹھے کرتے ہیں۔ 8 trillion from your current expenditure, which is 43 % of your current expenditure and 68 % of your federal revenue. It goes in interest payments.

Sir! Interest payments کامطلب کیا؟ وہ جو قرض آپ لیتے ہیں، اس میں جو سود آپ نے دینا ہے، آپ وہ سود میں دے رہے ہیں۔ پنشن کی مد میں 1.1 trillion. Sir! This is not sustainable. اس کے بعد FBR، ایک سفید ہاتھی۔ بیزار ہوگئے ہم سن سن کے، FBR, Tax collection etc. Sir! Again a tax shortfall of 1.1 trillion.

Article 164 آپ invoke کرتے ہیں، صوبوں کو چابی دیتے ہیں اور صوبوں کو کہتے ہیں کہ جی ہماری ناکامی اور نااہلی کو fund کریں۔ اب آپ وہ پیسے جو آپ نے صوبوں سے لیے ہیں، وہ بھی 1.1 trillion ہیں۔ اگر آپ FBR کی shortfall ختم کرلیں تو شاید آپ کو صوبوں سے پیسے لینے کی ضرورت نہ ہوتی۔ Sir! Pension reforms, 2 سال سے میں سن رہی ہوں کہ pension reforms آنے ہیں۔ سر! ایک reform نہیں۔ ہم نے سنا، باتیں بڑی اچھی اچھی ہوتی ہیں، صحیح سمت میں جارہا ہے، stabilization ہو رہی ہے۔ Sir! Your circular debt 5.1 کھرب روپے is your circular debt ۔ سر، اب سوال یہ ہے، یہ آپ کا صرف energy sector کا circular debt ہے۔ سر! اب میں آپ سے سوال پوچھتی ہوں، اور یہ قوم بھی سوال پوچھ رہی ہے، کہ 5.1 کھرب جو آپ کا energy sector کا circular debt ہے، اس کے نتیجے میں جو وزیر توانائی ہیں، ان کو ستارۂ امتیاز دے دیا جاتا ہے۔ لیکن قوم بھی پوچھ رہی ہے کہ یہ نااہلی اور ناکامی کا بوجھ کب تک ہم اٹھائیں گے؟ یہ ہماری جیب سے جارہا ہے۔ سر! سب سے زیادہ اس ملک کے اندر جو بجلی کی قیمتیں ہیں، پورے خطے میں نہیں ہیں۔ جو یہاں پیٹرول کی قیمتیں ہیں، پورے خطے کے اندر نہیں ہیں۔ سر! لیکن یہاں پر وزیر صاحب کی ناکامی کو Award کیا جاتا ہے اور انہیں ستارۂ امتیاز دے دیا جاتا ہے۔ So much for the Civil Awards in this country. Sir! آپ کی قوم کا جو سرمایہ ہے، وہ قوم کی youth ہے، قوم کے وہ لوگ ہیں جو بے روزگار ہیں، جو پڑھنا چاہتے ہیں، لکھنا چاہتے ہیں اور جو نوکریاں چاہتے ہیں۔ There is no dedicated allocation for any job creation in this budget. Nothing. Zero. آپ نے human capital کی اندر investment ہی نہیں کی۔ آپ کا جو education sector ہے، اس کی allocation اتنی کم ہو گئی ہے کہ وہ point 8 percent of GDP پر چلا گیا ہے۔ جو reforms کی باتیں تھیں، وہ reforms کی باتیں ہمیں کہیں نظر نہیں آرہی ہیں۔

سر! میں Karachi پہ آتی ہوں، میرا تعلق Karachi سے ہے۔ Karachi pays the highest tax in the country, highest tax. Just one LTO office in Karachi pays 3.25 trillion rupees, just one LTO office, FBR office in Karachi اور Karachi کا جو IT park ہے، جو 31billion کی اس کی scheme ہے، اس کے لیے جو رقم مختص کی جاتی ہے، that is 3.7 billion , a city that pays the highest taxes، یہ Karachi کے لیے انہوں نے پیسے رکھے ہیں۔

سر! Sindh کے حوالے سے میں ضرور بات کروں گی۔ PSD number 55, it is very important, Sir حیدر آباد، سکھر موٹروے 306 کلومیٹر ہے۔ اس کی جو total cost آ رہی ہے وہ 363 billion ہے اور آپ کو پتہ ہے اس دفعہ جو budget میں پیسے رکھے گئے وہ 30 بلین ہیں۔ سر! یہ دس سال میں project complete نہیں ہوگا۔ یہ حکومت بھی چلی جائے گی، دوسری آئے گی اور ہم روتے رہیں گے، لیکن Hyderabad-Sukkur Motorway نہیں بنے گی۔ یہ خطیر رقم ہے۔ سر! NHA کو کتنے پیسے اس دفعہ دیے گئے ہیں؟ NHA highest single allocation 224 billion۔ پچھلے سال بھی NHA utilize نہیں کر پایا، صرف 124 billion استعمال کیے تھے۔ اس سال بھی highest allocation ہے، لیکن Hyderabad-Sukkur کے لیے پیسے نہیں ہیں ان کے پاس۔ سر، Moro سے لے کر Ranipur، یہ N-5 scheme ہے اور یہ 557 billion کی scheme ہے اور allo-cation کتنی ہے؟ 9 billion ۔ نہ جانے کتنے سال میں بنے گی۔ یہ Sindh کے ساتھ جو رویہ روا رکھا جا رہا ہے، میں اس پر بتانا ضروری سمجھتی ہوں۔ سر! اس کے بعد ایک umbrella scheme ہے جو 155 billion کی ہے۔ سر، اس میں Ranipur سے Sukkur تک 70 kilometer ہے۔ پیسے کتنے رکھے ہیں؟ just 6 billion ۔ سر! اسی طریقے سے scheme 57، جس کی allocation ہونی چاہیئے تھی بہت زیادہ، اس کی total scheme کی لاگت ہے 27 billion اور پیسے دیے ہیں 2.5 billion ۔

سر! wind up کرتے ہوئے میں ایک چیز کہنا چاہوں گی کہ بات کی گئی کہ ہم stabilization کے دور میں آ گئے ہیں اور اب ہم ادھر سے آگے جا رہے ہیں ایک growth کی طرف۔ your GDP is 3.7 and the growth that you are projecting for next year, the ambitious growth is 4 percent. 0.3 percent is not growth, it is not growth, it is survival۔ اور اگر آپ کی یہی mediocre ambition ہے تو اللہ آپ کا حافظ ہے اور اللہ اس قوم کا حافظ ہے۔ بات یہ ہے کہ we cannot keep on taxing this nation to fund 8 trillion of debt servicing. We cannot do this. Sir, we cannot afford to grow at 4 percent of GDP and expect to uplift 40 million Pakistanis. ہم یہ نہیں کر سکتے، سر۔ ہم development budget cut کر کر tax کو salary class سر! ہم ۔ pensions, this is not sustainable کریں گے fund اور ہم کرتے رہیں گے IMF کے کی شرائط پوری نہیں کر سکتے۔ سر، we need to do better. This nation deserves better. The people of Pakistan deserve better. Thank you, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، عامر ڈوگر صاحب۔

ملک محمد عامر ڈوگر: نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

بہت شکریہ، ڈپٹی سپیکر صاحب! آج مجھے آپ نے budget پہ تقریر کا موقع فراہم کیا۔ یہ budget موجودہ PDM کی حکومت کا پانچواں budget ہے۔ People's Party اور PML-N کا جوگٹھ جوڑ ہوا، جب regime change ہوئی اور اسی ایوان میں 11 اپریل 2022 کو جب عالم اسلام کے عظیم لیڈر عمران خان صاحب کے خلاف ایک سازش کے تحت ان کو اور ان کی چلتی ہوئی حکومت، جو ملک کو ترقی کے دہانے پر بھی پہنچا رہی تھی، معیشت بھی مضبوط ہو رہی تھی، industry بھی چل رہی تھی، نکالا گیا اور یہ کہتے تھے کہ یہ کھلاڑی ہیں، یہ اناڑی ہیں، ہم معیشت کے مستری ہیں، ہم تجربہ کار ہیں اور ہم اس ملک کو چلا کر دکھائیں گے۔ آپ نے دیکھا، cypher آیا، cypher کا بہانہ بنا کر عمران خان صاحب کو نکالا گیا اور پھر کیا ہوا؟ وہ دن اور آج کا دن، اس ملک میں غربت، بے روزگاری، بدامنی اور دہشت گردی بڑھتی چلی گئی۔ عمران خان کا کیا قصور تھا؟ کہ صرف انہوں نے یہ کہا تھا کہ absolutely not ۔ انہوں نے Islamophobia کی بات کی، انہوں نے حرمتِ رسول ﷺ کی بات کی اور انہوں نے عالمِ اسلام کو یکجا کرنے کی بات کی اور پھر جو رہی سہی کسر تھی کہ جب انہوں نے اسلامی سربراہانِ مملکت کی Islamabad میں meeting کی اور اس کے بعد یہ ٹھان لیا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو کسی صورت میں بھی ہمارے مفادات کو آگے نہیں لے کر چل سکتا۔

میں یہ بات دعوے کے ساتھ کرتا ہوں کہ اگر آج عمران خان ہوتا تو Israel اور America کو ہمت نہ ہوتی کہ وہ Iran کے اوپر حملہ کرتے۔ آج میں جب budget کی بات کر رہا ہوں تو پچھلے سال اسی seat پر Opposition Leader عمر ایوب خان صاحب تھے، جنہوں نے budget debate کو open کیا اور آج اس House کے وہ Member نہیں ہیں۔ ان کو صرف اور صرف اس بات کی سزا دی گئی کہ وہ اپنے نظریے پر ڈٹ کر کھڑے رہے، وہ نہیں جھکے اور آج پچاس سال کی سزا عمر ایوب خان کو دی گئی۔ ان کے ساتھ میں جب دیکھتا ہوں تو ہماری Parliamentary Leader زرتاج گل وزیر خاتون، جو ڈیرہ غازی خان سے قبائلی سرداروں سے جیت کر آئیں، ان کو بھی آج پچاس سال کی سزا اس لیے دی گئی کہ وہ بھی ڈٹ کر کھڑی رہیں اور اپنی قومی اسمبلی کی seat پر انہوں نے compromise نہیں کیا اور آج وہ سزا یافتہ ہو کر اس ایوان سے باہر ہیں۔ ان کے بعد میں جب آگے دیکھتا ہوں تو احمد چٹھہ، ہمارے Deputy Parliamentary Leader تھے، حامد ناصر چٹھہ صاحب Speaker تھے، اور ساری زندگی انہوں نے شعور، جمہوریت اور ایک شرافت کی سیاست کی، ان کو نکالا گیا۔ ان کے بعد میں دیکھتا ہوں تو میرے بھائی بلال اعجاز، گوجرانوالہ سے MNA تھے، آج وہ نہیں ہیں، ان کو بھی اس بات کی سزا دی گئی۔ ان کے بعد احسان ورک صاحب، جو گوجرانوالہ سے MNA تھے، ان کو بھی سزا دی گئی۔ اس کے بعد رائے حسن نواز صاحب، جو senior parliamentarian تھے، ان کو سزا دی گئی۔ ان کے بعد رائے حیدر علی خان صاحب، ان کو سزا دی گئی اور ان کو اس اسمبلی سے disqualify کیا گیا۔ ہمارے SIC کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا صاحب، جو فیصل آباد شہر سے MNA تھے، ان کو سزا دی گئی۔ ان کے بعد ایک مزدور اور غریب طبقے سے تعلق رکھنے والے جمشید دستی کو سزا دی گئی اور رانا فراز نون صاحب کو سزا دی گئی۔ اسی طرح ہمارے ایک غریب worker، جو صرف political worker تھے اور ان کا اوڑھنا بچھونا صرف سیاست تھا، لطیف خان چترالی صاحب، جو NA-1 سے منتخب ہو کر آئے، ان کو سزا دی گئی۔ تو آج ہم تمام اراکینِ پارلیمنٹ،

تحریکِ انصاف سے تعلق رکھنے والے، اپنے ان ساتھیوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ماتھے کا جھومر ہیں۔ وہ آج بھی ہمارے ساتھ اسی طرح MNA ہیں جس طرح کل تھے۔

جناب سپیکر! اس طرح کی فسطائیت اور ظلم کا دور دورہ ہے، کبھی نہ سنا تھا، نہ پڑھا تھا اور نہ دیکھا تھا۔ اسی طرح شاہ محمود قریشی صاحب جو ہمارے Vice Chairman ہیں، جنہوں نے اس ملک میں تین دفعہ بطور وزیرِ خارجہ نمائندگی کی اور وہ تیسرے سال سے بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات میں اڈیالہ جیل میں ہیں۔ ڈاکٹر یاسمین راشد صاحبہ، جو cancer survivor ہیں، ہماری لیڈر ہیں، تیسرے سال سے وہ ناحق جیل میں سزا کاٹ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ میاں محمود الرشید صاحب، اعجاز چوہدری صاحب، عمر سرفراز چیمہ صاحب اور اسی طرح ہماری خواتین بہنیں، یہاں میں ذکر کروں گا، ہماری سابق ایم این اے عالیہ حمزہ صاحبہ کی، میں ذکر کروں گا کنول شوذب صاحبہ کی جن کو پچاس پچاس سال سزا ہوئی ہے۔ اس طرح کا ظلم، اس طرح کی بربریت، اس طرح کی فسطائیت کبھی نہیں دیکھی۔ اور سب سے بڑھ کر آج میں یہ مطالبہ رکھوں گا کہ ہمارے تمام اراکینِ اسمبلی جو اس Budget debate پر حصہ لیتے ہیں وہ یہ مطالبہ کریں گے کہ عمران خان صاحب جو آج اس قوم کے مقبول ترین لیڈر ہیں، ان کے ساتھ جیل میں جو ظلم اور بربریت ہو رہی ہے وہ ختم کی جائے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ ان کی جو ملاقاتیں jail manual کے مطابق ہیں وہ بحال کی جائیں۔ ایک سال ہو گیا ہے، نہ ان کی فیملی ان سے مل سکی ہے، نہ doctors مل سکے ہیں، نہ وکلا مل سکے ہیں، اور ان کی 85 فیصد ایک آنکھ ضائع ہو چکی ہے، دوسری آنکھ کو بھی شدید خطرہ ہے۔ ان کا علاج کرایا جائے، یہ ہماری ڈیمانڈ ہے، یہ ہمارا مطالبہ ہے۔ اور آج عمران خان کے ساتھ جو آپ کر رہے ہیں کیا اس طرح کا ظلم اور ستم آج تک میرے یہاں بڑے سینئر دوست، اراکین، اکابرین بیٹھے ہیں، کیا کسی سیاستدان کے ساتھ ایسا ظلم ہوا ہے، جو آپ عمران خان کے ساتھ کر رہے ہیں؟

نثار میں تیری گلیوں کے اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

جناب ڈپٹی سپیکر! کل میرے بھائی علی محمد خان صاحب نے تقریر کی، ان کی تقریر کو بلیک آؤٹ کیا گیا۔ محمود خان اچکزئی صاحب نے تقریر کی، ان کی تقریر کو بلیک آؤٹ کیا گیا۔ احسن اقبال صاحب نے بھی پارلیمنٹ کی بات کی، Production Order کی بات کی۔ میں آپ سے Ruling چاہتا ہوں کہ آپ اس House کو ریکارڈ پر لا کر بتائیں کہ ہمارے ساڑھے تین سال کے دور میں ہم نے کتنے Production Order جاری کیے اور اب جو ایاز صادق صاحب اور آپ ڈپٹی سپیکر ہیں، آپ کے موجودہ tenure میں کتنے Production Order جاری ہوئے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر لائی جائے تاکہ یہ بات بار بار جو کی جاتی ہے اس کی درستگی ہو سکے۔ اور دوسرا جناب میں تو خود victim ہوں، کیا یہ senior Parliamentarians بیٹھے ہیں، میرے بزرگ بھی بیٹھے ہیں، خواجہ آصف صاحب، کبھی آپ نے دیکھا تھا کہ اسمبلی کے اندر سے، اسمبلی کی building سے رات کو اراکینِ پارلیمنٹ کو اغوا کیا جائے، ان کو اٹھایا جائے اور ان کے اوپر ATC کے مقدمات بنائے جائیں؟

میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں، مجھ سمیت دس اراکینِ قومی اسمبلی کو اس اجلاس کے ختم ہونے کے بعد رات کو یہاں سے اٹھایا گیا، کیا کبھی اس طرح ہوا؟ ہم سب چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ بالادست ہو، پارلیمنٹ آگے بڑھے، لیکن جو کچھ آج ہو رہا ہے، جو آج قدغن ہماری آوازوں پر اور تقریروں پر لگائی جاتی ہے ایسا کبھی نہیں تھا۔ ہاں ہر دور میں مداخلت رہی ہے، اس میں کوئی شک نہیں، کہیں زیادہ کہیں کم۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے اور اپنی space واپس لینی چاہیئے تاکہ یہ پارلیمنٹ خود مختار ہو۔ جو سیاسی انتقام اور فسطائیت ہے اب اس کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ تین سال ہو گئے ہیں۔

اب میں بجٹ کی جانب آؤں گا۔ سب سے پہلے تو میں oil prices کی بات کروں گا۔ آج پچھلے تین مہینوں سے قوم جس عذاب میں مبتلا ہے وہ petroleum کی قیمتیں ہیں۔ ایک غریب آدمی اپنی موٹر سائیکل میں پٹرول نہیں ڈلوا سکتا اور ہر شخص ذہنی اذیت کا شکار ہو گیا ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! حالیہ petroleum کی قیمتیں دیکھیں تو ایک سو پچیس سے ایک سو تیس ڈالر فی بیرل سے قیمت بڑھی ہے اور آج 88 ڈالر فی بیرل ہے۔ اگر اس کا فرق دیکھا جائے تو یہ 70 روپے فی لیٹر تک آنا چاہیئے تھا، جبکہ آپ نے دو دن پہلے صرف چار روپے قیمت کم کر کے بڑا احسان کیا اور پانچ روپے ڈیزل کی قیمت کم کی۔ اس وقت اس موجودہ حکومت نے اگر میں اس سال کی بات کروں تو بارہ سو ارب کی levy عوام کی جیبوں سے نکالی گئی ہے۔ مجموعی طور پر پچھلے چار سال میں چار ہزار تین سو 65 ارب روپے کی levy کے ذریعے عوام کی جیبوں سے ٹیکس لیا گیا ہے۔ اس سے بڑا ظلم عوام کے ساتھ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مہنگائی کا جو طوفان ہے، میرا مطالبہ ہے کہ petroleum levy کو فوراً کم کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بجٹ ہے جو میرے سامنے پڑا ہوا ہے یہ عوام دشمن بجٹ ہے، یہ غریب دشمن بجٹ ہے، یہ IMF کا بجٹ ہے۔ لیکن جو کچھ آپ کر سکتے ہیں خدارا وہ تو کریں۔

اس کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر! میں آبی وسائل کی طرف آؤں گا۔ بجٹ میں آپ نے اس کے لیے صرف ایک سو تین ارب روپے رکھے ہیں۔ ہماری حکومت میں ہم نے مختلف dams اور storage reservoir کے لیے بہت زیادہ funds رکھے تھے، اور کوشش کی گئی تھی کہ یہ منصوبے جلد از جلد مکمل ہوں۔

لیکن داسو ڈیم، مہمند ڈیم، دیامر بھاشا ڈیم وغیرہ کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے وہ بہت کم ہے۔ دوسری طرف بھارت جو ہمارا مخالف ہے وہ پانی ذخیرہ کر رہا ہے چناب کے اوپر بھی دوبارہ سے ایک چینلز شروع کیا ہے اور وہ پانی کو store کر رہا ہے۔ آپ پچھلے سال کے سیلاب کو دیکھیں تو آٹھ سو ارب روپے کا نقصان اس قوم کو ہوا۔ اس لیے میرا مطالبہ ہے کہ ایک سو تین ارب روپے ناکافی ہیں، انہیں بڑھایا جائے تاکہ یہ منصوبے مکمل ہو سکیں۔

اسی طرح اس ملک میں جب regime change ہوئی آج دن تک انڈسٹری بند ہو رہی ہے، نئی انڈسٹری نہیں لگ رہی، انڈسٹری بند ہونے کی وجہ سے بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سرمایہ دار ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ ہماری حکومت میں ریکارڈ انڈسٹری لگی، اور home industries نے بھی فروغ پایا۔

میرا تعلق ملتان سے ہے، جہاں power looms اور home industries کا بڑا network ہے۔ گجرانوالہ، ملتان فیصل آباد یہ صورتحال تھی کہ جناب ڈپٹی سپیکر! کہ skilled labour نہیں ملتی تھی، آج انڈسٹری تیزی سے بند ہو رہی ہے کوئی اس بجٹ میں سرمایہ کاروں اور industrialists کے لیے کوئی خاص ریلیف نہیں دیا گیا۔

سرمایہ کاری تب آتی ہے جب سیاسی استحکام ہو، معاشی استحکام ہو، جب لا قانونیت ہو، جب چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم کے بعد عدالتیں لیٹ جائیں اور جب کوئی بھی آواز جو حکومت مخالف ہو اس کو ہر سطح پر دبایا جائے تو پھر ملک میں انڈسٹری نہیں لگتی۔ ملک میں سرمایہ کار نہیں آتا۔

اسی طرح جناب ڈپٹی سپیکر! زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس بجٹ میں زراعت کے لیے بھی کوئی خاص ریلیف نہیں دیا گیا، حالانکہ میں خود ایک کاشتکار ہوں، بالخصوص پنجاب کی بات کروں گا۔ گزشتہ تین سال سے ہمارا کسان، ہمارا کاشتکار تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ انہیں فصلوں کی قیمت نہیں ملتی، کھاد بھی مہنگی ہے، بجلی بھی مہنگی ہے اور ڈیزل بھی مہنگا ہے۔ کسان اور کاشتکار بے حال ہے۔ خدارا کسان کا کچھ سوچیں، کاشتکار کا کچھ سوچیں۔ عمران خان کی حکومت میں کسان، کاشتکار اور زراعت نے جتنی ترقی کی، 75 سال میں زراعت نے اتنی ترقی نہیں کی جتنی ہمارے دور میں ہوئی۔ میری تجویز ہے کہ زراعت کو تباہی سے بچانے کے لیے حکومت سولر ٹیوب ویل لگائے تاکہ کاشتکار اور کسان کے فصلوں کے اخراجات کم ہو سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع کے لیے ابھی وزیر موصوف احسن اقبال صاحب نے کہا کہ ہم نے صوابی کو تو یونیورسٹی دی ہے۔ جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع کے لیے اس بجٹ میں ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا۔ کوئی ایک میگا پروجیکٹ جنوبی پنجاب کے لیے نہیں ہے، نہ ہی ہیلتھ کے شعبے میں، نہ تعلیم میں، نہ سڑکوں کے لیے اور نہ کسی دوسرے میگا پروجیکٹ کے لیے۔ سترہ ہزار ارب کے اس بجٹ کی کتاب میں جنوبی پنجاب کے لیے ایک روپے کا بھی کوئی منصوبہ شامل نہیں کیا گیا۔ یہ نہ صرف جنوبی پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ یہ اس سوچ کا تسلسل ہے جس نے ہمیشہ جنوبی پنجاب کو پسماندہ رکھا ہے ہوا ہے اور اس لیے ہمارے شاعر لکھاری کہتے ہیں

کہ اسی قیدی تخت لاہور دے (سرائیکی)

تو میں مطالبہ کروں گا جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے اراکین قومی اسمبلی جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، 46 قومی اسمبلی کے حلقے ہیں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب اس میں سے 11 ممبران قومی اسمبلی پی ٹی آئی کے ہیں۔ باقی جتنے اراکین قومی اسمبلی ہیں وہ حکومت کے ہیں یا پیپلز پارٹی کے ہیں۔

ہم 14 اراکین قومی اسمبلی جنوبی پنجاب سے منتخب ہو کر آئے، تین کو آپ نے disqualify کر کے گھر بھیج دیا، جن میں زرتاج گل صاحبہ تھیں، رانا فراز نون صاحب تھے اور جمشید دستی تھے۔ باقی 35 اراکین ہیں قومی اسمبلی پیپلز پارٹی اور PML-N سے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ کیا جواب دیں گے اپنے حلقے کے عوام کو، اپنے شہروں میں، اپنے گاؤں میں کہ ہماری پسماندگی پہلے ہی بہت زیادہ ہے کہ 17 ہزار ارب کے اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لیے کوئی ذکر نہیں، کوئی ایک روپے کا کوئی فنڈ، کوئی بجٹ، کوئی mega project جنوبی پنجاب کے لیے نہیں ہے۔

اس سے زیادہ شرمناک بات ہو نہیں سکتی،اس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ ہماری احساس محرومی کو دور کرنے کے لیے ہمیں ہماری شناخت دی جائے، ہمیں ہماراالگ صوبہ دیا جائے اور عمران خان کی حکومت وہ واحد حکومت تھی جنھوں نے جنوبی پنجاب کو سیکرٹریٹ دیا،الگ صوبہ کے قیام کے لیے funds دیے اور وہاں Additional Chief Secretary and Additional IG کو بٹھایا اور موجودہ پنجاب حکومت نے وہ اختیارات واپس لے کے پھر تمام چیزیں لاہور کو دے دیں اور ہمیں پھر تخت لاہور کے قید کر دیا۔ تو یہ اس سے زیادہ زیادتی جنوبی پنجاب کے لیے ہو نہیں سکتی۔

میں اسی طرح Motorways اور National Highways کی بات کروں گا۔ وزیر مواصلات یہاں بیٹھے ہیں علیم خان صاحب، ملتان سکھر موٹروے تو بن گیا لیکن پانچ سال ہو گئے ہیں سکھر حیدر آباد موٹروے شروع نہیں ہو سکا۔ آپ نے اس بجٹ میں سکھر حیدر آباد موٹروے کے لیے پیسے رکھے ہیں۔ بہت اچھی کاوش ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ سکھر حیدر آباد موٹروے کو فل الفور شروع کیا جائے۔

اسی طرح جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! ملتان سے بہاولپور تک یہ دو divisional headquarter ہیں dual carriage ہے ملتان بہاولپور، جس کا افتتاح 2020 میں اس کی upgradation کے لیے عمران خان صاحب نے افتتاح کیا۔ آج 2020 سے 2026 چھ سال ہو گئے ہیں وزیر مواصلات صاحب، وہ منصوبہ مکمل نہیں ہو سکا۔

ملتان بہاولپور double road چھ سال ہو گئے ہیں، وہ منصوبہ اس لیے مکمل نہیں ہو سکا کہ وہ منصوبہ عمران خان صاحب نے دیا تھا۔ اس وقت کے وہاں کے ایم این اے جہانگیر ترین صاحب کے کہنے پر۔ لیکن دونوں divisional headquarter کو وہ سڑک ملاتی ہے اور وہ خستہ حالت میں ہے۔ چھ سال ہو گئے ہیں وہ منصوبہ ابھی تک تعطل اور کھٹائی کا شکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! اسی طرح ملتان سے ڈیرہ غازی خان اور MM Road جو میانوالی سے مظفر گڑھ، علی پور تک ملواتی ہے چھ ضلعوں کو وہ بھی National Highway کا project ہے، اس کو بھی فل الفور مکمل کیا جائے۔ اس بجٹ میں اس کے لیے کوئی fund نہیں ہے، کوئی گنجائش نہیں رکھی کہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو بھی آپ کوئی تھوڑا بہت relief دیں۔

آپ نے لاہور کے لیے، سیالکوٹ کے لیے، نارووال کے لیے، کراچی کے لیے، کوئٹہ کے لیے، چمن کے لیے، تو اس میں بجٹ کا ذکر ہے لیکن جنوبی پنجاب کے اضلاع کے لیے کوئی ذکر نہیں ہے، وہ بھی میرا ملک ہے، میرے ملک کے علاقے ہیں، ہمارے شہر ہیں۔ لیکن ہماری پسماندگی کا ابھی تک کچھ سوچیں ناں۔ آخر ہم لوگ اپنی عوام کو کیا منہ دکھائیں گے اور زیادہ شرم کی بات ہے ان لوگوں پہ جو حکومتی بینچوں پر بیٹھے ہیں۔ پیپلز پارٹی کے اراکین قومی اسمبلی سے بالخصوص میں کہوں گا کہ آپ کیا جا کر منہ دکھائیں گے، PML-N والے اور باقی کیونکہ جیتے تو ہم تھے جنوبی پنجاب سے۔ جس طرح پورے پنجاب سے ہم جیتے، آٹھ فروری کو ہمارے mandate پر ڈاکہ ڈالا گیا، پورے پاکستان سے ہم جیتے۔ جنوبی پنجاب کی بھی 46 میں سے 40 سیٹیں پی ٹی آئی نے جیتیں۔ لیکن ہمیں 11 سیٹیں دی گئی۔ تو یہ افسوسناک بات ہے۔ تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس پہ فل الفور غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: ڈپٹی سپیکر صاحب! آخری بات یہ ہے کہ جس ملک میں کچے کے ڈاکوؤں کو پکے کے ڈاکو تحفظ دیں اور پھر اس ملک میں جس میں کرپٹ عدلیہ اور کرپٹ نظام حکومت ہو تو اس ملک میں پھر روزانہ عوام کی امیدوں اور ارمانوں کا قتل عام ہوتا ہے اور اس کی بدترین مثال آج آپ دیکھ رہے ہیں جو فسطائیت ہے، جو ظلم ہے اور یہ نظام بلکہ یہ قبضہ گروپ جو پچھلے 40 سال سے ہم پر مسلط ہے، ان شاءاللہ، اللہ الحق ہے، صبح ضرور ہو گی اور وہ صبح حق کے ساتھ ہو گی اور عمران خان اس ملک کا وزیر اعظم بنے گا اور اسی کرسی پر بیٹھے گا۔

میں حبیب جالب کے اِس شعر کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کروں گا کہ۔

دیپ جس کا محلات ہی میں جلے

چند لوگوں کی خوشیوں کو لے کر چلے

وہ جو سائے میں ہر مصلحت کے پلے

ایسے دستور کو صبح بے نور کو

میں نہیں مانتا میں نہیں مانتا

عمران خان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تلخ بات ہو جائے گی۔ یہ ابھی جو گورنمنٹ کی طرف سے بولیں گے ہیں وہ یہ ذکر کر دیں۔ شاہدہ اختر علی صاحبہ، Order in the House۔ ٹھیک ہے۔ اس کو highlight کرادیتے ہیں۔ ابھی بحث نہ کریں، ڈوگر صاحب بحث نہ کریں ناں، آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں یہ لڑائی نہیں کرانی، honourable Member کھڑی ہو گئی ہے، ان کو Floor دیا ہے۔ آپ کا point آ گیا وہ اب چیز ہو گی تو احسن اقبال صاحب highlight کر دیں گے آپ کو، highlight کر دیں گے ناں آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ جی، شاہدہ اختر علی صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ بیگم: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ بجٹ 27-2026 پیش کیا جا چکا ہے اور اس کے لیے حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے جو ٹائم کی allocation کی گئی ہے وہ 40 گھنٹے ہیں۔ میری استدعاء ہو گی کہ یہ 40 گھنٹوں کی جو discussion ہے، اس میں کم از کم 40 تجاویز

توaccept کی جائیں تاکہ پتہ چلے کہ یہاں پہ جو Members آتے ہیں، اپنی energy کے مطابق، اپنے حلقے کے مسائل، بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔ تو ان کو سنا بھی جائے اور اس پہ عمل درآمد بھی کیا جائے۔

جس طرح کے IMF کے مطالبات پہ عمل درآمد ہوتا ہے اور یہ بجٹ جو ہے ایک آزاد پاکستان کی معاشی پالیسی کم اور IMF کے مطالبات کی تعمیلی رپورٹ زیادہ نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر کا آغاز کرتے ہوئے وزیر خزانہ نے بنیان المرصوص میں کامیابی کا ذکر کیا، اپنی دفاعی قوت کا ذکر کیا اور fighter jets کے حوالے سے جو دفاعی قوت strategic partner Saudi Arab کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور کہا گیا کہ قیمتی زر مبادلہ کا باعث بنے ہمارے دفاعی معاہدات۔ اور ایران امریکہ مشرق وسطیٰ میں جو کشیدگی ہوئی اس میں ثالثی کردار کا ذکر ہوا اور معترف رہے۔

جناب سپیکر! ہم بھی اس کردار کے معترف ہیں، مداح ہیں اور جس طرح پوری پاکستانی قوم نے فوج کا ساتھ دیا اور اس کا morale بلند ہے، بلند رہے گا اور بلند کرنے کے لیے بلند رہنے کے لیے جس طرح پاکستانی قوم ہم آواز ہوئی۔ میری خواہش ہے کہ اسی طرح معاشی پالیسی بھی حکومت بنائے تاکہ پاکستانی عوام بھی ان کے ساتھ ہم آواز رہیں۔ وہ relief عوام کو بھی دیں جو حکومت کہتی رہی ہے کہ ہم عوام کے لیے بجٹ بنا رہے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ عوام کو وہ ریلیف دیں۔

جناب سپیکر! خارجہ پالیسی کے حوالے سے، دفاعی قوت کے حوالے سے تو ایک طرف، لیکن جب ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں، جو بجٹ اس وقت پیش کیا گیا ہے، 18771 ارب روپے کا، more than eighteen trillion کا یہ بجٹ ہے، جس میں ٹیکس وصولی اور ٹیکس ریونیو کے جو اہداف دیے گئے ہیں، وہ 15264 ارب کے یعنی more than fifteen trillion ہیں جو کہ پچھلے سال کے بجٹ سے 17.6 فیصد زیادہ کا ہدف رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پہ اہداف تو آپ رکھ لیتے ہیں، لیکن پچھلے سال بھی وہ ہدف پورا نہیں ہوا، باوجود اس کے کہ جو پیٹرولیم پر Carbon Levy and climate support levy کے نام سے ایک tax collection جو کہ Non-Tax Revenue Collection ہے، وہ کی جا رہی ہے، اور وہ کسی head میں mention نہیں ہے کہ اس سے climate کو کیا support دی گئی ہے اور اُس کو ہم کہاں پر utilize کریں گے۔ صرف یہ کہ FBR اپنے ریونیو کو بڑھانے کے لیے عوام پر ٹیکس در ٹیکس لاتی جا رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے کہ FBR اپنی کارکردگی کو بڑھائے، enforcement کو بڑھائے، tax net کو بڑھائے، نہ کہ جو salaried class ہیں، جو لوگ tax net میں آئے ہوئے ہیں، ان پر ٹیکس بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پہ ذکر کیا گیا ہے کہ GDP Rate پچھلے سال کی نسبت اس سال زیادہ ہے، 2.68% to 3.7% پر ہے، اور اگلے سال کے لیے ہدف 4% پر رکھا گیا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ GDP 4 نہیں بلکہ 7،6 کو بھی cross کرے، لیکن ساتھ ہی inflation rate

کو بھی ہم نے دیکھنا ہے۔ایک طرف اگر خوشی کی خبر ہے کہ GDP بڑھ رہی ہے تو دوسری طرف حکومت کو یہ بھی غور کرنا چاہئیے کہ جو inflation rate 6.69 سے بڑھ کر double digit 11.66 پر چلا گیا ہے، کیوں چلا گیا؟اس کے محرکات کیا ہیں؟اس پر بھی غور کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! trade deficit،جب آپ کا revenue collection اور expenditure میں توازن نہ رہے،جب آپ کے imports اور exports میں توازن نہ رہے،تو trade deficit بڑھے گا،اور ultimately اس کا اثران تمام heads پر آئے گا جن کی آپ budget میں allocation کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ کو دیکھ کر، ایک روایتی بجٹ ہے کہ جس head میں ایک allocation آپ کرتے ہیں، اسی میں increaseاور decrease کر دیا گیا ہے۔اس بار strategic کے حوالے سے صوبوں سے جو پیسے واپس لیے جا رہے ہیں، وہ بھی قابلِ مذمت ہے، کیونکہ اگر ہم دیکھیں کہ امن وامان کی صورتحال، اگر آپ دنیاوی لحاظ سے، اگر آپ foreign معاہدات میں دیکھتے ہیں، آپ کی خارجہ پالیسی ہے کہ آپ جنگ رکوا سکتے ہیں، تو borderاور پاکستان کی حدود کے اندر جو خطے ہیں، KP ہے، بلوچستان ہے، وہ کیوں غیر محفوظ ہیں؟ان کے لیے امن وامان کے حوالے سے کیوں ایسی sustainable policies نہیں آرہیں؟

جناب سپیکر! میں ہمیشہ یہاں بات کرتی رہی ہوں، میرا تعلق لکی مروت سے ہے،اور due to lack of facilities we call it unlucky district.ایک عرصہ ہو گیا،اس فورم پر میں اپنے حلقے کے حوالے سے، KP کے حوالے سے، بلوچستان کے حوالے سےاور امن و امان کے حوالے سے بات کرتی آرہی ہوں لیکن ہمیں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ کجا وہاں کی education، health، infrastructure،ان کے ذریعہ معاش اور unemployment کے حوالے سے ہم نے کس کس فورم پر آواز نہیں اٹھائی، لیکن شاید یہ کہنا بجا ہے کہ (فارسی)۔

اب تو یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر 18th Amendment کے devolution کے بعد،جب یہاں پہ ہم بات کرتے ہیں تو law and order situation سمیت یہ تمام subjects صوبائی سطح پر چلے جاتے ہیں لیکن ابھی جو آپ صوبے کے حوالے سے strategic حوالے سے کٹوتیاں ہو رہی ہیں، صوبے وفاق کو واپس پیسہ دیں گے، تو کیا ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ وہاں پہ امن آسکے گا؟ کیونکہ ہمارے علاقے کا مسئلہ اس وقت صرف peace، peace اور peace ہے۔امن کا مطالبہ ہے کہ امن ہو گا تو وہ اپنے لیے خود ذریعہ معاش بھی کر لیں گے، education بھی کر لیں گے، health infrastructure بھی کر لیں گے اپنے بل بوتے پر، لیکن یہاں وفاق کی جو ذمہ داری ہے، وہ ذمہ داری کب پوری ہو گی؟

جناب سپیکر! یہاں پہ تجارت اور agriculture کے حوالے سے بات کی گئی ہے، لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ کا total budgetاس روایتی head سے نکل کر ہم اس کو اصلاحاتی بجٹ کہیں،اور ایک policy بنائیں جو کہ صرف اور صرف اصلاحات کے حوالے

سے ہو۔Energy میں آپ دیکھیں کہ اگر عوام اپنی solar energy کو use کرتے ہیں، اپنے بل بوتے پر اپنا solar system لگاتے ہیں، اس پر بھی راتوں رات policy بدل کر net metering کی صورت میں discouraging آجاتی ہے، تو پھر یہ عوام کدھر جائیں گے؟

ہونا تو یہ چاہیئے کہ آپ localized energy reforms لے کر آئیں۔ Wind Energy, Hydel Energy, Solar Energy and Bio Gas، ان تمام کو آپ local ہی اس طرح establish کریں کہ ہماری انرجی کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ یہاں تک کہ آپ IPPs کے معاہدات کو تو renew کرتے ہیں، لیکن solar کو آپ discourage کریں گے۔ عوام کو اتنا نہ مجبور کیا جائے کہ وہ batteries پر چلے جائیں، اور آج جو multiple taxes آپ کے DISCOs لیتے ہیں، وہ کل آپ کی بجلی کوئی لینے کو بھی تیار نہ ہوگا، اور آپ کا یہ بجٹ پھر circular debt کی وجہ سے flop نہ ہو جائے۔ اس کو بھی آپ کو سمجھنا ہوگا۔

جناب سپیکر! exploration کے لیے کوئی مجھے نظر نہیں آیا۔ ہمارا خطہ جو ہے، اگر آپ کرک دیکھیں، کوہاٹ دیکھیں، شمالی وزیرستان دیکھیں، اس وقت معدنیات اور oil کے حوالے سے اس میں کافی زرخیزی پائی جاتی ہے۔ اس کی exploration کے لیے آپ کیا کر رہے ہیں؟ اس کو ضرور وزیر خزانہ اس مد میں شامل کریں، تاکہ یہ جو furnace oil سے اتنا مہنگا آپ system لے رہے ہیں، اس کا خاتمہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! royalty کی مد میں لکی مروت کو کیا دیا جا رہا ہے؟ ایک اطلاع کے مطابق royalty کی مد میں billions of rupees وہاں پر ہیں، لیکن وہاں کے ترقیاتی کام ابھی تک ٹھپ پڑے ہوئے ہیں۔ میں خود اپنے بل بوتے پر PM House, Communication and Housing، جہاں جہاں پہ میرا بس چلتا تھا، اپنے طور پر میں نے وہاں پر...

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ وسیم حسین صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔

محترمہ شاہدہ بیگم: ایک 26 کلومیٹر کی روڈ ہے، عیسیٰ خیل سے لکی مروت کے حوالے سے، جو کہ صوبائی matter ہے، KP Highways کے under آتا ہے، لیکن یہاں پہ Federal level سے بھی میری استدعاء ہے کہ اس کے لیے کچھ budget allocation PSDP میں ہونی چاہیئے۔

اسی طرح آپ نے manufacturing کے حوالے سے نوجوانوں کو کیا دیا؟ اس کے programs ہمیں بتائیں، تاکہ اس ملک کا نوجوان جو بے روزگار ہے، وہ کم از کم IT sector میں جو زرمبادلہ کما رہا ہے، وہ اس کو increase کر سکے۔

اسی طرح زراعت، آج کل مشرقِ وسطیٰ میں جو کشیدگی کے حالات ہیں، ایک زرعی ملک ہونے کے ناطے آپ کو زراعت کو boost کرنا چاہیئے، real estate کو boost کرنا چاہیئے۔ real estate میں کچھ taxes میں relief دیا ہے، لیکن اِن taxes کو مزید کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک last point کہ آپ نے 50 کروڑ تک آمدنی پر تو Super Tax ختم کر دیا، جو کہ ایک ناروا ٹیکس تھا، یہ مطالبہ تھا، لیکن یہ مجھے بتایئے کہ کون سا غریب ہے جس کی 50 کروڑ سالانہ آمدن ہے؟ اس ٹیکس سے اس غریب کو کیا ملا؟ جن کے اثاثے باہر ملک میں ہیں، اس پر آپ نے Capital Value Tax ختم کر دیا۔ یہ کس غریب کے assets ہیں جو باہر ملک میں ہیں؟

جناب سپیکر! وہ tax relief دیں جو 18 فیصد GST آپ لے رہے ہیں، جو پلاسٹک کی چپل لیتا ہے، بچے کا دودھ لیتا ہے، بچے کا diaper لیتا ہے، جو اپنے لیے خوراک لیتا ہے، اس پر 18 فیصد ٹیکس آپ لے رہے ہیں، جبکہ تنخواہ 7 فیصد بڑھا رہے ہیں۔ یہ تنخواہیں بھی آپ اسی تناسب سے بڑھائیں جس طرح inflation بڑھا رہے ہیں، تو کم از کم یہ 18 فیصد GST کو ختم کریں۔ Super Tax تو الگ بات ہے، غریب کے لیے کچھ سوچیں۔ Thank you۔

(اس موقع پر جناب چیئرپرسن علی زاہد کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرپرسن: شکریہ، سید وسیم حسین صاحب۔

سید وسیم حسین: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب، اور یہاں پر موجود معزز ایوان کے تمام معزز ممبران، جو پاکستان سے تمام گلیوں، کوچوں، دیہاتوں سے، شہروں سے ووٹ لے کے یہاں پر آتے ہیں اور لوگوں کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں تاکہ لوگوں کو اپنے حلقوں میں جا کے منہ دکھانے کے قابل ہوں کہ ہم نے جا کے اسمبلی میں آپ کی ترجمانی کی۔ آپ کے لئے جا کے لڑے۔ میں بھی اِس کا ایک حصہ ہوں۔ اپنی گلیوں سے، اپنے حیدر آباد شہر کی گلیوں سے نکل کے ان ایوانوں تک پہنچا ہوں، اور ایک lower middle class طبقے سے میرا تعلق ہے۔ اور یہ بات یہاں کہنے میں، میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ یہ سیٹ میری سیٹ نہیں ہے، یہ سیٹ میری پارٹی کی سیٹ ہوتی ہے، میرے باپ کی میراث نہیں ہے، یہ MQM کی میراث ہے، اور اس MQM کے ووٹوں سے، MQM کے سپورٹرز سے میں یہاں تک پہنچا ہوں۔ تو میں ترجمانی بھی اسی MQM کی کروں گا اور اپنے حلقے کے عوام کی کروں گا، نہ کہ Government کی کروں گا، نہ Opposition کی کروں گا۔ میں اپنے حلقے کی ترجمانی کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! یہ بجٹ جب بنائے جاتے ہیں تو بجٹ میں Government ہو، Opposition ہو تمام لوگوں کو ساتھ ملا کر لے کے چلا جاتا ہے۔ سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا، پنجاب، یہ چار صوبے، ان چار صوبوں کے 144 districts، اور 144 districts کی جو صورتحال ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اب ہم آنکھیں بند کر کے، جیسے آپ کی Chair ہے، جیسے آپ کی Chair سے سب کو

direction ملتی ہے،اسی طرح ایک ہی Chair سے پاکستان کی تمام جماعتوں کو direction ملتی ہے۔ یہ سچ ہے لیکن ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لبادہ اوڑھ رکھا ہے جمہوریت کا، لبادہ اوڑھ رکھا ہے عجیب عجیب باتوں کا، عجیب عجیب منشور لے کے آکر اس ایوان میں بیٹھتے ہیں، لیکن کیا یہ سچ ہے ؟ نہیں۔ یہ سچ، میں آج اپنے دل کی ترجمانی بیان کر رہا ہوں، اور شاید آج میری پارٹی کے Chairman یہاں نہیں ہیں۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! مجھے ایک عام آدمی سمجھیں۔ جب میرے شہر میں پانی نہ ہو، احسن اقبال صاحب یہاں بیٹھے ہیں، میں ان کی خاص طور پر توجہ چاہوں گا، میرے شہر میں پانی نہ ہو، میرے شہر میں گیس نہ ہو، میرے شہر میں لائٹ نہ ہو، میں کس بات کی یہاں آکر تعریف کروں؟ میرے شہر میں لوگ مظاہرے کر رہے ہیں، میرے شہر کے لوگ بد حالی کا شکار ہیں۔

آج Muhammad Ali Jinnah کے پاکستان کے توسط سے کہتا ہوں، اگر آج پاکستان میں بد حالی ہے، corruption ہے، لوگ اپنے جسم بیچ رہے ہیں، تو وہ غربت کی وجہ سے بیچ رہے ہیں۔ اس کی تمام تر ذمہ داری اس ایوان پر ہوتی ہے، کوئی مانے یا نہ مانے۔ میں اللہ کو راضی کرنے کے لئے یہ بات یہاں پر سب کے ایمان کے، تمام لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مانیں نہ مانیں، مجھے پتا ہے ہم کہاں ہیں۔ ہم بے حس ہو گئے ہیں، ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! یہ بیٹھے ہیں ہمارے احسن اقبال صاحب، میں ان کا شکر گزار رہوں گا۔ میں یہاں پہ مذہبی امور کے اس وقت Minister موجود نہیں ہیں، میرے حلقے کے ایک آدمی کے ساتھ مسئلہ ہوا سعودی عرب میں، میں نے ان سے request کی، انہوں نے میری بات سنی، رات کے تین بجے سنی، اور دوسرے دن صبح تین بجے اس مسئلے کو resolve کر دیا۔

Commerce کے Minister یہاں موجود نہیں ہیں، جس نے لوگوں کے کام کرنے کے لئے، میں ان کی تعریف کروں گا۔ اور اس ایوان میں ایسے بھی Ministers بیٹھے ہیں جو اپنے حلقے کی عوام کا تو کیا ارے MNA کا فون بھی نہیں اٹھاتے، تو اپنے حلقے کی عوام کے ساتھ ان کا رویہ کیسا ہو گا؟

(مداخلت)

سید وسیم حسین: ابھی آپ کیوں بلا وجہ مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں؟ اچھی بھلی بات کر رہا ہوں آپ مجھے اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرپرسن: No cross talk, please۔

سید وسیم حسین: جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ بتائیں کہ کراچی شہر میں پینے کا پانی تو ہے نہیں۔ یہ بیٹھے ہیں میرے PPP کے دوست، یہ سارے، آغا صاحب موجود ہیں یہاں پہ۔ پینے کا پانی tanker لیکر پی رہے ہیں، tanker جا کے بیچ رہے ہیں۔ حیدر آباد میں پانی ہے نہیں، tanker سے مل رہا ہے۔ کس بات کو میں یہاں پہ آکے appreciate کروں؟ میں آکر مراد علی شاہ کو appreciate کروں یا وزیر اعظم کو appreciate کروں، یا وزیر داخلہ محسن نقوی صاحب کو appreciate کروں؟ کیوں محسن نقوی صاحب stand نہیں لیتے؟ کیوں

محسن نقوی صاحب بصارت کے شکار ہیں؟ کیوں ہمارے ملک کے Army Chief، جو Field Marshal ہیں، جنہوں نے پوری دنیا میں اپنا نام روشن کیا، کیا معیشت کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت نہیں ہے؟ کیا ان غریب لوگوں کو، جو بھی tanker mafia ہیں، ان کو قابو کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ خاموشی، مصلحت پسندی کیوں؟ محسن نقوی صاحب وزیر داخلہ ہیں، اس لیے ان کا نام لے رہا ہوں۔ ٹھیلے والے کا نام اس لیے نہیں لے رہا ہوں کہ ٹھیلے والے کا اختیار نہیں ہے، محسن نقوی صاحب وزیر داخلہ ہیں، وہ کسی ایک پارٹی کے نہیں، ملک کے وزیر داخلہ ہیں، ان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ کیوں؟ آج آپ بتائیں، N-League تھی 2013 سے 2018 میں اس ایوان میں۔ ان کے صدر نواز شریف صاحب گئے تھے حیدر آباد 2017 میں، اور وہاں وہ حیدر آباد کی university کا اعلان کر کے آئے۔ ایک ارب روپے PSDP میں رکھے، دیکھ لیں 2016-17 اور 2017-18 میں۔ لیکن جب شاہد خاقان عباسی آئے، جب ایک ہفتہ رہ گیا، تو سندھ کے CS نے Letter لکھا کہ جی ہم اٹھارہویں ترمیم کے بعد university نہیں بنا سکتے۔ تو institute بن گیا۔ ارے بھائی وہ university کوئی institute بن گیا، چلیں جی وہ بھی قابل قبول ہے۔

میرا شہر کراچی تین کروڑ آبادی کا شہر، احسن صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، تین کروڑ کا شہر، میں اس وقت اعداد و شمار میں نہیں جا رہا۔ بہت سارے ہمارے champion اس ایوان کے اعداد و شمار میں گفتگو کر لیں گے۔ میں بحیثیت ایک پاکستانی ہونے کے، اپنے شہر کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ بات کر رہا ہوں۔ تین کروڑ کا شہر کراچی، پینے کا پانی نہیں۔ وہاں پہ صرف ساڑھے سات ارب روپے رکھے جاتے ہیں۔ کس کو خوش کرنے کے لئے بھائی؟ اور کس کو ٹھیکہ دینے کے لئے؟ پھر میرے شہر حیدر آباد کے اندر ڈھائی ارب روپے PSDP میں رکھے جاتے ہیں۔ یہ احسن صاحب موجود ہیں، وہ بھی بڑی کوشش کر کے۔ دوسری political parties کی reservations آتی ہیں، مجبور ہو جاتے ہیں۔ اتحادی ہیں، اتحادیوں کے pressure میں آ کے یہ چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ میں کس سے جا کے داد فریاد کروں بھائی؟ کام کراتے وقت وہاں پہ NOC کا پیچ میں چکر آ جاتا ہے۔ بولتے ہیں جی پیسے ہمیں دیں، ورنہ ہم کام کرنے نہیں دیں گے۔ کس چیز کا رونا روؤں؟ میں نے اپنی چھوٹی بہن PPP کی آصفہ بھٹو سے request کی، انہوں نے کہا کہ اس مسئلے کو ہم دیکھتے ہیں۔ اور کیا کروں؟ مجھے پتہ ہے ان ساری باتوں کا جواب نہیں ملے گا، کیونکہ ہم سب politically under pressure ہیں کہ ہماری سیٹ ادھر سے ادھر نہ ہو جائے، میں اس کو یوں کروں گا تو وہ برا بن جائیں گے۔ ان چیزوں سے باہر نکلنا پڑے گا انسانیت کے ناطے۔ انسانیت کے ناطے، کسی political party کا خیال نہ کریں۔ صرف یہ کریں کہ انسان کو اور ایک عام آدمی کو ہم کس طرح facilitate کر سکتے ہیں۔

اگر ایسا نہیں ہو گا تو مجھے بتائیں، آج بلوچستان میں عام معافی مل سکتی ہے، اور خوارج جو بھی ہوں، ان کو عام معافی مل سکتی ہے، ارے اعلان کریں کہ جن پہ deduction, gas کے دیگر issues ہیں، ان سب کو بھی عام معافی دے دی جائے بھائی۔ یہ ہیں عوام، اس پہ خوش ہو گی کہ بجلی کے bills پہ deduction، ان کو عام معافی دے دیں بھائی۔

ارے میں اس ایوان میں کھڑے ہو کے کہتا ہوں، جو پاکستان کا دشمن ہے، وہ کوئی بھی لبادہ اوڑھے ہو، کسی بھی سطح پر ہو، اس کو نکال کے باہر پھینک دیں۔اور یہ چند جملے میں Army Chief, Field Marshal Asim Munir صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہوں گا کہ بہت دیر ہو چکی۔ بھائی کاٹا نہیں میری تقریر میں، کوئی negative بات نہیں کر رہا۔ بھائی بہت دیر ہو چکی، اب احتساب ہو جانا چاہیئے۔ ملک کے غداروں کو، corruption کرنے والوں کو، commission لینے والوں کو اسمبلی کے gate پہ لٹکانا چاہیئے۔ یہ spirit ہو گی تو پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ مصلحت پسندی چھوڑیں۔ ہم ساتھ دیں گے۔ ہم پاکستان بنانے والوں کی اولاد ہیں۔ جب بھی برا وقت آیا، ہم ساتھ دیں گے بھائی۔ مصلحت پسندی کے شکار نہ ہوں۔ آج مختلف واعداد و شمار PSDP کے دیکھے۔ احسن صاحب یہاں موجود ہیں۔ آپ نے M-6 کو تو کر دیا، حیدر آباد سکھر۔ M-9 کا حال دیکھیں۔ M-9 کا ذکر ہی نہیں ہے۔ آپ نے privatize کر دیا PIA کو۔ حیدر آباد میں ایک جینے کا آسرا تھا کہ PIA کی ticketing کا system بند ہو گیا، office بند ہو گیا۔ کراچی، حیدر آباد اور میر پور کی train چلتی تھی اور وہ بند ہو گئی۔ transporters کو سہولت دینے کے لیے ہیں۔ پینے کا پانی نہیں، gas نہیں، بجلی نہیں، train کی سہولت نہیں، احسن صاحب، Motorway نہیں۔ میں کس بات کو یہاں پہ بیٹھ کے appreciate کروں؟ میں اس PSDP کو نہیں دیکھ رہا ہوں، میں پورے پاکستان کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ میں جہاں سے ووٹ لے کر آیا ہوں، میں ان لوگوں کی ترجمانی کروں گا یہاں کھڑے ہو کے اور میں خدا کی قسم اپنے لیڈران کو بھی کہوں گا، اگر ہماری سنی نہیں جا رہی تو ہمیں منسٹریوں سے resign دینا چاہیئے، پارلیمانی سیکرٹری کے عہدے سے بھی resign دینا چاہیئے اور جا کے Opposition میں بیٹھنا چاہیئے، تاکہ میں اپنے حلقے کی عوام کو کہہ سکوں۔ جب میری نہیں سنی جا رہی تو پھر مجھے Opposition میں بیٹھنا چاہیئے۔

موت ایک دن آنی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا بھائی۔ یہاں جیتنا کون ہے؟ حلقے کا میں بھی بولنے والا champion ہوں۔ جناب چیئر پرسن! یہ جذبات میرے نہیں ہیں۔ یہ جذبات میری قوم کے ہیں اور میرے جذبات عکاسی کر رہے ہیں کہ پاکستان بنانے والوں کی اولاد کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ کراچی کی حالت، حیدر آباد اور نواب شاہ کے حالات کیا ہیں؟ آپ کو پینے کے لیے گٹر کا پانی مل رہا ہے۔ پانی پینے کا نہیں ہے اور اگر مل رہا ہے تو گٹر کا پانی مل رہا ہے۔ میں پیپلز پارٹی کے دوستوں پر تنقید نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں system کو کہہ رہا ہوں کہ system صحیح ہونا چاہیئے۔ بڑے بڑے champion آ کے میڈیا پہ، کیونکہ بھائی ان کو پیسے ملتے ہیں۔ میری تقریر نہیں چلے گی۔ مجھے پتہ ہے میری تقریر اس لیے نہیں چلے گی کیونکہ میں سچ بول رہا ہوں۔ کب تک حوصلہ سب کو مل جائے گا؟ معرکہ حق ہو گیا، معرکہ معیشت پکڑ لیں۔ Commission holders کو بے نقاب کر دیں بھائی۔ کچھ تو کریں، اللہ، رسول کا واسطہ۔ یہ قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان ہے اور جناح کی لاج رکھیں۔ یہ نہ عمران خان کا، نہ زرداری صاحب کا، نہ نواز شریف صاحب کا، نہ کسی اور کا پاکستان ہے۔ ارے پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا پاکستان ہے، اس کی لاج رکھیں۔

جناب چیئر پرسن: شکریہ وسیم صاحب، wind up کریں۔

سیدوسیم حسین: جناب سپیکر! یہ 140 A کا Bill ہے، پارٹی کی leadership نے شہباز شریف صاحب کو دیا۔ احسن صاحب، 140 A کے Bill کی آپ بھی حمایت کر رہے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے، آپ چاہتے ہیں کہ یہ pass ہو جائے، لیکن مجبوری ہے۔ اس سے شہر حیدر آباد کو فائدہ تھوڑی ہو گا۔ کراچی کو فائدہ نہیں ہو گا۔ بدین، لاڑکانہ، گھوٹکی، کندھ کوٹ، ان 6 districts میں ڈاکوؤں کا راج ہے۔ ان سب کی داد فریاد ہو گی۔ تو میرے سر میں درد نہیں ہو گا اور میرے بولنے سے لوگوں کے سر میں بھی درد ہو جائے گا۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ آپ کے پاس 30 seconds ہیں۔

سیدوسیم حسین: میں نے بیان کر دیا۔ میں نے PSDP کے پیسوں کی بات کر دی ہے آپ سب گواہ ہیں۔ ایک آئینی عہدہ تھا ہمارے پاس اور وہ Governor کا تھا۔ آپ نے وہ بھی چھین لیا۔ یہاں سب بولتے ہیں کہ کوئی ہم آئینی عہدہ نہیں لیں گے، وزارتیں نہیں لیں گے۔ ارے سب تو لے لیا اور کیا لو گے؟ بچے کی جان لو گے کیا؟ کس کے بعد آئینی عہدہ نہیں ہے؟ کون Governor House میں آئینی عہدے کی ترجمانی نہیں کر رہے ہیں۔ پنجاب میں ہو رہی ہے، بلوچستان میں ہو رہی ہے، خیبر پختونخوا میں ہو رہی ہے، صدارت میں ہو رہی ہے۔ کہاں نہیں ہو رہی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ، حسین صاحب۔ 15 minute ہو گئے ہیں۔ اپنی بات مکمل کر لیں۔

سیدوسیم حسین: جناب! میں نے اپنے points explain کر لیے ہیں۔ احسن صاحب سے اور وفاقی وزیر بیٹھے ہیں، ہمارے Chief Whip طارق بھائی، ان سے کہوں گا اس کا جواب ملنا چاہیئے اور اگر اس کا جواب نہیں ملا تو میں اس ایوان میں کھڑے ہو کے کہہ رہا ہوں کہ میں پھر budget کا boycott کروں گا، میں vote نہیں دوں گا۔ بھلے میرے vote نہ دینے سے فرق نہیں پڑتا، میرے پاس اس احتجاج کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، لیکن میں vote نہیں دوں گا، جب تک کہ میرے شہر کی، میرے حلقے کے عوام کی، میرے صوبے کی، میرے پاکستان کے عوام کو مضبوط کرنے کی بات نہیں کرتے۔ بہت شکریہ، بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ شعر پڑھ لیں please۔

سیدوسیم حسین: آخر میں ایک شعر پڑھوں گا، جو سب کو کوزے میں بند کرنے کے لیے ہے۔

ہم خوشبو کے سوداگر ہیں، سودا سچا کرتے ہیں
کہ ہم خوشبو کے سوداگر ہیں، سودا سچا کرتے ہیں
جو گاہک ایوان جیسا ہو، جو گاہک اس ایوان جیسا ہو، بن داموں بک جاتے ہیں
ارے ہم اہلِ وفا کے لوگوں کا تم حال بھلا کیا جانو گے
ارے لاشیں اٹھا کے بھی ہنس کے پاکستان کے لیے جی جاتے ہیں

بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔جناب میاں خان صاحب۔احسن اقبال صاحب۔

جناب احسن اقبال چوہدری: میں یہ کہنا چاہوں گا کہ حیدر آباد، کراچی ہمارے لیے بہت عزیز ہے اور وہ اس بات کا اعتراف کریں گے کہ 75 سال سے حیدر آباد میں university نہیں تھی اور وفاقی حکومت نے خصوصی grant دے کر حیدر آباد میں نوجوانوں کے لیے university قائم کی۔حیدر آباد سکھر motorway ، جسے 2021 تک مکمل ہو جانا چاہیئے تھا، پچھلی حکومت نے اس کو cancel کیا۔اب اس پر کام شروع کیا جارہا ہے اور انشاء اللہ اگلے 3 سے 4 سال میں سکھر، حیدر آباد motorway بھی مکمل ہو گی۔ M-9 جو کراچی، حیدر آباد motorway ہے، اس کی نئی alignment پر کام شروع ہو گیا ہے۔انہوں نے K-IV کا ذکر کیا۔وفاقی حکومت 150 ارب کی لاگت سے K-IV کے منصوبے کو انشاء اللہ تعالیٰ، دسمبر 2026 تک WAPDA نے assure کیا ہے کہ پانی کراچی کو K-IV کے ذریعے پہنچادے گی۔اس کے بعد پھر صوبائی حکومت نے اس کی augmentation کرنی ہے۔

جناب چیئرپرسن: جناب میاں خان صاحب please۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے توانائی (میاں محمد خان): شکریہ، چیئرپرسن صاحب! آپ نے مجھے budget 2026-27 پر موقع دیا بات کرنے کا۔تو سب سے پہلے میں PM صاحب اور Field Marshal صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ جو انہوں نے America اور Iran کے معاملے پر کردار کیا ہے، وہ سب کو پتا ہے۔ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔دنیا نے مان لیا ہے کہ الحمدللہ پاکستان کے PM صاحب اور افواج امن چاہتے ہیں۔دنیا میں کہیں بھی مسائل ہوں، وہ آگے ہو جاتا ہے۔اب میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں۔5 districts پر میرا علاقہ مشتمل ہے۔ضلع ڈیرہ بگٹی، سبی، ہرنائی، کوہلو اور زیارت، یہ بہت وسیع علاقہ ہے، ان کے کچھ مسائل ہیں کیونکہ ہمیں عوام نے ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے تاکہ ہم عوام کے جو مسائل ہیں وہ district level پر یہاں پیش کریں گے۔تو گزارش یہ ہے کہ ضلع ڈیرہ بگٹی میں کچھ مسائل ہیں۔وہاں ہماری کچھ گیس کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔وہاں کے مقامی لوگوں کو، خاص طور پر سرنگ ایریا میں، گیس مہیا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔میں یہ چیز بھی یہاں ایوان کے گوش گزار کروں گا کہ وہاں کے مقامی لوگوں کو گیس ملنی چاہیئے، جہاں سے گیس کے ذخائر نکلتے ہیں۔جس ڈسٹرکٹ سے گیس نکلتی ہے وہاں کے مقامی لوگوں کو گیس ملنی چاہیئے۔جیسے ہمارے علاقے میں پانی کے مسائل ہیں۔ضلع ڈیرہ بگٹی، خاص طور پر تحصیل سوئی اور پیر کوہ میں بھی پانی کے مسائل ہیں۔ان کا بھی میں یہاں ذکر ضرور کروں گا کہ وہاں کے غریب اور دیہاتی لوگوں کا بنیادی حق ہے کہ انہیں پانی ملنا چاہیئے۔

تیسرا ہمارا ایک پروجیکٹ ہے جو مشرف صاحب کے دور میں دیا گیا تھا، خاص طور پر بلوچستان کے لیے، وہ کچھی کینال ہے۔اس پر گزارش یہ ہے کہ کچھی کینال تو ہمیں ملا ہے۔لیکن اس کے جو پانی کا سسٹم ہے، بلوچستان کے کوٹے کے مطابق پانی بالکل کم آرہا ہے۔جتنا ہمارا حق بنتا ہے ضلع ڈیرہ بگٹی کے علاقے میں، وہاں پورا پانی نہیں ملتا۔وہاں کے جو کاشتکار اور مقامی لوگ ہیں، چاہے وہ بگٹی ہوں یا دوسرے بلوچ رہنے والے ہوں، اگر وہ کاشتکاری کریں گے تو وہ کسی دہشتگردی یا غلط سرگرمی میں شامل نہیں ہوں گے۔اس لیے میں اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ کچھی کینال کے پانی کے معاملات کو دیکھا

جائے تاکہ ان کا کوٹہ مکمل ملے۔ جو پانی پنجاب سے آتا ہے، کچھی کینال تونسہ بیراج سے نکلتا ہے، اس کو مکمل ہونا چاہیئے اور کچھی کینال کا جو آگے پروجیکٹ ہے وہ بھی مکمل ہونا چاہیئے اور گزارش یہ ہے کہ پانی والا جو معاملہ ہے وہ مکمل کیا جائے۔

دوسری میری گزارش ہے کہ ضلع ڈیرہ بگٹی خاص طور پر تحصیل سوئی سندھ بارڈر پر ہے۔ ہم پنجاب اور بلوچستان کے بارڈر پر رہ رہے ہیں۔ اس بارڈر کے اوپر ایک مرتبہ پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا کہ یہ ایک ڈولی چیک پوسٹ کا ایریا ہے جہاں تینوں بارڈر ملتے ہیں۔ وہاں صورتحال کچھ ٹھیک نہیں ہے، traveling کے دوران پنجاب اور سندھ سے بلوچستان میں داخل ہوتے وقت مسائل ہوتے ہیں اور کئی واقعات بھی ہو چکے ہیں۔ اس پر بھی میں نشاندہی کروں گا تاکہ متعلقہ وزیر اس پر توجہ دیں۔

سر! ایک علاقہ ہے ہمارا سوئی سے 238 کلومیٹر وہاں سے جھٹ پٹ جو کہ موجودہ ڈیرہ اللہ یار کا پرانا نام ہے کی طرف جاتا ہے اور سندھ میں بھی داخل ہوتا ہے کندھ کوٹ کی طرف ایک روڈ ہے تقریباً 60 یا 70 کلومیٹر کا روڈ ہے جو بالکل خستہ حالت میں ہے۔ اس کی اشد ضرورت ہے کہ اسے پکا کیا جائے کیونکہ یہ سندھ اور بلوچستان دونوں کو جوڑتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کا حق ہے کہ انہیں بہتر روڈ ملے۔ کیونکہ جب تک روڈ نہیں ہوگا، بجلی نہیں ہوگی، ترقی نہیں ہوگی تو مسائل یہی رہیں گے۔ اس لیے ان چیزوں پر بھی توجہ دی جائے۔ تاکہ بلوچستان میں پہلے ہی جو دہشتگردی کی ایک لہر پھیلی ہوئی ہے، اس میں کمی آسکے۔

ایک اور روڈ سوئی سے ڈیرہ بگٹی جاتا ہے۔ وہاں ہماری تین گیس کمپنیاں کام کر رہی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ سوئی سے ڈیرہ بگٹی روڈ بھی بننا چاہیئے، کیونکہ وہاں PPL ہے، SSGC ہے، SNGPL ہے، OGDCL ہے۔ وہاں تین چار کمپنیاں کام کر رہی ہیں اس ضلع ڈیرہ بگٹی کے اندر اور یہ چھوٹے چھوٹے روڈ ہیں جو پچاس یا ساٹھ کلومیٹر ہیں، یہ روڈ وہاں کے لوگوں کا حق ہے۔ تاکہ وہاں کے لوگ جو پہاڑوں کے اندر رہ رہے ہیں، ان کو بھی یہ روڈ کی کم از کم سہولت مل جائے۔ کیونکہ وہاں، سر بلوچستان کا آپ کو پتہ ہے کہ وہاں آئے روز بم دھماکے ہوتے ہیں، اور کچے روڈوں کا برا حال ہے، اس لیے یہ روڈ بھی پکا ہونا چاہیئے اور چھوٹی سی گزارش ہے کہ سوئی سے پہلے ایک چالیس سیٹر کا جہاز چل رہا تھا۔ پندرہ بیس سال پہلے سوئی میں ایک بڑا ائیر پورٹ تھا، کراچی سے آتا جاتا تھا، کیونکہ بگٹی ایریا میں traveling کرنا مشکل ہے۔ اور وہ جہاز آج کل بند کیا ہوا ہے، PPL کا صرف ایک چارٹر طیارہ چل رہا ہے۔ تو میں اس ایوان سے اور وزیر اعظم صاحب سے خاص طور پر گزارش کروں گا کہ اگر یہ دوبارہ جہاز بحال ہو جائے تو اس بگٹی ایریا میں آمد و رفت کے لیے سہولت ہو جائے گی، بجائے کچے روڈوں پر سفر کرنے کے۔ سر یہ پہلے کا ایک دیا ہوا منصوبہ تھا، ابھی وہ بند پڑا ہوا ہے۔ میں خواجہ آصف صاحب کو بھی ایک درخواست پہلے دے چکا ہوں اس کے بارے میں۔ اگر خواجہ آصف صاحب اس کو دیکھ لیں تو مہربانی ہوگی۔ اگر یہ جہاز بحال ہو جائے تو وہاں PPL کا بھی ایک مسئلہ حل ہو جائے گا۔ وہاں بہت ساری کمپنیاں بھی آتی جاتی ہیں اور خاص طور پر ہمارے بگٹیوں کے لیے بھی آمد و رفت میں سہولت ہوگی۔

اور ایک روڈ وہاں پہ ہمارے ایریا میں، سوئی سے گندواہ تک کا ہے۔ ضلع ڈیرہ بگٹی جو کہ میرا حلقہ ہے، وہاں پچاس کلو میٹر روڈ ہے، وہ بھی کچا ہے، اس کی حالت خستہ ہے۔ اس کی بھی میں نشاندہی ضرور کروں گا کیونکہ وہ ایک اہم جگہ ہے جہاں ہمارے بگٹیوں کے قبرستان ہیں، وہاں آنا جانا ہوتا ہے، کیونکہ کاشتکاری ہو رہی ہے۔ وہ روڈ بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس ایوان سے اور وزیراعظم صاحب سے گزارش ہے کہ اس کو موجودہ بجٹ میں شامل کریں تو میں تہہ دل سے مشکور ہوں گا۔

اور بہت سارے مسائل ہیں۔ میرے حلقے میں سبی سے کوہلو روڈ جاتا ہے، وہاں پہ پہلے ایک روڈ مشرف صاحب کے دور میں بنا تھا، جس کی حالت اب خستہ ہوگئی ہے۔ وہاں کے لوگ مری قبائل جو رہتے ہیں کوہلو ڈسٹرکٹ میں، ان کا بنیادی حق ان کو ملنا چاہیئے۔ میرے حلقے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے، رکھنی اور بارکھان سے گھوم کر آنا پڑتا ہے، وہ بہت دور ہے، یہ روڈ سبی سے connected ہے کیونکہ مری قبائل سبی میں بھی زیادہ رہتے ہیں اور کوہلو میں بھی۔ اور یہ مری قبائل کا حق ہے، کیونکہ وہ روڈ بہت ضروری چیز ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا وزیراعظم صاحب سے کہ میرے حلقے کی یہ بہت اہم ضرورت ہے۔ جب یہ ضروری چیزیں پہاڑوں کے اندر جاتی ہیں تو ترقی ہوتی ہے اور کچے روڈوں کی وجہ سے مشکلات ہوتی ہیں۔ بلوچستان کے حالات باقی صوبوں سے مختلف ہیں۔ اور وہاں کے لوگ کوہلو میں آج کل کام کر رہے ہیں، سر! وہاں کے local لوگوں کو گیس کا مسئلہ ہے۔ اب تک local لوگوں کو گیس نہیں ملی ہوئی، surrounding area میں ایک پالیسی بھی ہے کہ جس ڈسٹرکٹ سے گیس نکلتی ہے وہاں پانچ سے چھ کلو میٹر کے اندر گیس دینی چاہیئے۔ مری قبائل کا بھی گیس کا مسئلہ ہے۔ وہ بھی میں گزارش کروں گا کہ اس علاقے کو گیس ملنی چاہیئے، جو کہ ان کا بنیادی حق ہے، کیونکہ جہاں ان کی گزر بسر کے لیے گیس ایک بنیادی ضرورت ہے، وہ ان کو ملنی چاہیئے۔

ایک چھوٹی سی گزارش ہے، سبی کا علاقہ پورے پاکستان میں بہت گرم سمجھا جاتا ہے۔ وہاں بجلی کی بہت لوڈشیڈنگ ہے۔ سبی کے عوام گرمی کی شدت کی وجہ سے کوئٹہ اور دوسرے صوبوں میں منتقل ہو رہے ہیں، صرف اس گرمی کی وجہ سے، کیونکہ وہاں درجہ حرارت پچاس ڈگری سینٹی گریڈ سے بھی اوپر چلا جاتا ہے۔

تو یہ میں گزارش کروں گا کہ سبی کے عوام کے لیے کوئی خصوصی پیکج دیا جائے تاکہ اس علاقے میں کم از کم گرمیوں کے جو چار پانچ مہینے ہیں، ان میں بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ ہو یا لوڈشیڈنگ کو کم کیا جائے۔ یہ عوام اتنے پریشان ہیں خاص طور پر جون، جولائی کے مہینے میں۔ اس کا بھی میں یہاں ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ تو میں یہ بھی وزیراعظم صاحب کے گوش گزار کروں گا کہ اس علاقے کے عوام ان مسائل کی وجہ سے پریشان ہیں، ان کے یہ معاملات ہیں۔ اور وہاں کے کچھ علاقے جو سبی کے علاقے جو تلی کی سائیڈ پہ ہیں کو گیس نہیں ملی ہوئی ہے۔ کیونکہ بلوچستان سے گیس نکلتی ہے اور اس علاقے میں گیس ضروری ہے، وہاں گیس کا مسئلہ ہے، تو ان کو گیس ملنی چاہیئے۔ اور دوسرا سر! میں گزارش کروں گا کہ سبی کے پانی کا ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے، وہ تو ہمارے وہاں کے MPA صاحب نے اور ہم نے مل کر حل کر دیا ہے اور زیارت ہرنائی کا مسئلہ ہے۔ ہم لوگ ڈیرہ بگٹی سے زیارت اور ہرنائی تک travel کرتے ہیں، اس میں اٹھارہ سے بیس گھنٹے لگ جاتے ہیں، تقریباً دو دن کا سفر بن جاتا ہے۔ جو میرا حلقہ ہے، اس میں ڈیرہ بگٹی سے زیارت یا

ہر نائی جاتے ہوئے لوگوں کو روڈوں کا بہت مسئلہ ہے۔ وہاں کے لوگوں کا یہ بنیادی مسئلہ ہے۔ پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا، اب پھر ذکر کرتا ہوں کہ خدارا یہ جو زیارت اور ہر نائی جانے والے راستے ہیں، سبی کے لوگ بھی جاتے ہیں، ڈیرہ بگٹی کے لوگ بھی جاتے ہیں، وہاں کے روڈز کا مسئلہ حل ہونا چاہیئے۔ اور گزارش یہ ہے کہ بلوچستان کے ہمارے نوجوان بے روزگار ہیں، خاص طور پر وہاں جو گیس کمپنیاں کام کر رہی ہیں، وہ ان نوجوانوں کو صرف class 4 کی نوکریاں دیں، تاکہ وہ غلط سرگرمیوں میں شامل ہونے کے بجائے روزگار حاصل کر سکیں۔ جیسے ہم نے ذکر کیا ہمارے ضلع ڈیرہ بگٹی میں بہت ساری کمپنیاں کام کر رہی ہیں۔ میں وزیراعظم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے پر کمپنیوں سے بات کریں تاکہ ہمارے نوجوانوں کو Class 4 کی نوکریاں جو کہ ان کا حق ہے ملنی چاہیں۔

اور ایک میں چیز سمجھتا ہوں کہ دیکھیں لوگوں کو جب یہ class four کی نوکریاں بھی نہیں ملیں گے اور چھوٹے موٹے مسئلے بھی حل نہیں ہوں گے تو، لوگ مایوس ہو جائیں گے۔

سر! بلوچستان کا پہلے سے آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ بلوچستان کا ایک issue چل رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اس ایوان کی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے لیے ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔ بلوچستان کے اتنے خاص issues بھی نہیں ہیں، چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں، یعنی نوجوانوں کو engage کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں، پی ایم صاحب اور فیلڈ مارشل صاحب سے بھی عرض کریں گے کہ ہمارے بلوچستان کے نوجوانوں کے جو مسئلے ہیں، جیسے class four کی نوکریاں ہیں، وہاں کے local لوگوں کی جو ضرورت کی چیزیں ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے بھی مثال دی ہے، گیس ہے، پانی ہے، بجلی ہے، یہ چیزیں وہاں ہونی چاہیئں سر۔

سر! میں سمجھتا ہوں کہ ایک واقعہ ہوا تھا مہینہ ڈیڑھ پہلے سکھر میں، ہمارے بگٹی قبائل کی ایک شاخ کلپر ہے اس کا ایک بندہ قتل ہوا تھا نیاز بگٹی نام سے۔ جس کا ڈیڑھ دو مہینے پہلے سکھر میں قتل ہوا تھا، دن دہاڑے اور اس کا آج تک قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ اس کی تحقیقات ہونی چاہیں، کہ کس نے قتل کیا ہے؟ یہ سندھ حکومت سے میری اپیل ہے۔ جو ہمارے پیپلز پارٹی والے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان سے میں گزارش کروں گا تاکہ اس معاملے کو ذرا دیکھ لیں۔ سندھ کے علاقے سکھر میں ایک بگٹی قتل ہو گیا ہے۔ تو اس کی تحقیقات ہونی چاہیئں سر۔

باقی سر! ہمارے کچھ مسائل ہیں میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ سر! ہم اس ایوان میں، ہم یہ بھی شکر ادا کریں کہ ہمارا پاکستان اپنے پاؤں پہ کھڑا ہے اور الحمدللہ بجٹ ہر سال میں پیش ہوتا ہے۔ سر! بجٹ تھوڑا بہت اوپر نیچے ہو سکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ اس بجٹ کے اوپر تو میں کہتا ہوں کہ اس ایوان کو پی ایم صاحب کا، فیلڈ مارشل صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ عالمی level پہ ایک ایسا امن معاہدہ امریکہ اور ایران جیسے ممالک کے درمیان کرانے میں ہم نے اور اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اور خاص کر دنیا نے ایک چیز کو دیکھا ہے کہ پاکستان امن چاہتا ہے۔ پاکستان وہ ملک ہے کہ جو امن کی خواہش رکھتا ہے۔ اور ہمارے جو حزب اختلاف میں بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کے اوپر تو ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ پاکستان کا وقار بلند ہو گیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ ان شاءاللہ جو ہم نے کچھ points یہاں raise کیے ہیں تو پی ایم صاحب اور فیلڈ مارشل صاحب

ان چیزوں پر غور بھی کریں گے اور میں تہہ دل سے مشکور ہوں کہ پی ایم صاحب نے ایک ایسا اچھا بجٹ بنایا ہے اپنے ٹیم کے ساتھ مل کر اور آئندہ بجٹ میں بھی ان شاءاللہ امید کرتے ہیں کہ اچھا کوئی result آجائے گا۔ Thank you پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: جی بہت شکریہ۔ جناب عمیر خان نیازی صاحب۔

جناب عمیر خان نیازی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ جناب چیئر شکریہ آج تیسری بجٹ تقریر میں اس House میں کرنے جارہا ہوں اور اس تقریر کرنے سے پہلے میں نے بہت سوچا۔ کہ میں national issues پہ بات کروں جس طرح لوگ تیل اور بجلی کی قیمتوں پہ بات کر رہے ہیں ساتھ ہی میرا خیال گیا کہ میں اپنے حلقے کے عمومی issues پہ بھی بات کروں جیسے climate change کی وجہ سے نمل جھیل خشک ہو گئی، نمل کے علاقے میں لوگوں کے پینے کا پانی اور گردونواح میں irrigation بند ہو گیا ہے۔ مگر میں نے اس سے پھر ہٹ کے سوچا کہ یہ تو بات کرتے رہیں گے۔

مگر اصل جو مسئلہ ہے کہ پاکستان میں ہر سال بجٹ پیش کیا جاتا ہے اور یہ بجٹ ایک عام آدمی کے لیے work کیوں نہیں کرتا؟ یہ بجٹ فیل کیوں ہو جاتا ہے؟ آج میں نے کوشش کی کہ میں اس پہ بات کروں اور میں نے جب اس پہ دیکھا تو مجھے تین major heads نظر آئے کہ جن کے نیچے یہ ساری problems lie کرتی ہیں۔ سب سے بڑی problem ہماری کچھ آئینی nature کی ہے، کچھ ہمارے قانونی nature کے issues ہیں اور تیسرے issues ہمارے administrative ہیں۔

سب سے پہلے جو آئینی مسائل ہیں، میں ان کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ جناب سب سے پہلے دیکھیں کہ ہم نے جب 1973 کا model adopt کیا۔ تو ہم نے کیا کیا، کہ financial جتنے aspects تھے 1935 کے ایکٹ کے ان کو withdraw کر لیا۔ ہم نے اپنا base model ہی 1935 کے ایکٹ کو بنا لیا۔ اور جب 1935 کے ایکٹ کو base model بنانا تھا تو نتیجہ بھی تو اسی طرح کا نکلنا تھا۔

جناب سپیکر! جو 1935 کا ایکٹ ہے اس کے بارے میں قائداعظم محمد علی جناح نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ

"It's a thoroughly rotten, fundamentally bad and totally unacceptable. The Government of India Act 1935 must go lock, stock and barrel and whole Constitutional problem should be considered de novo."

تو اس طرح کے مسائل تو اس وقت بھی تھے مگر پھر بھی ہم نے کچھ نہیں سیکھا۔ اب اس سے بھی ہم ایک step پیچھے چلے گئے۔ ہم نے کیا کیا کہ ہمارا سینیٹ کا جو Upper House تھا اسے ہم نے تکریم نہیں دی۔ اس کی جو financial powers ہیں میں سینیٹ recommendations میں اس حوالے سے detail میں بات کروں گا ان کو نہ دینے کی وجہ سے کیا ہوا ہے کہ آج provinces کی financial autonomy compromise ہوئی ہے۔

اس کے بعد جو سب سے ضروری ہے بجٹ میں جو ہماری provisions ہمیں کام دیتی ہیں .Article 78 to 86۔ اگر یہ دیکھیں یہ parameters draw کی گئی ہیں 1935 کے ایکٹ میں۔ یہاں دیکھیں appropriation کی powers کس کو دی گئی ہیں؟ 1935 کا Act کہتا تھا کہ گورنر جنرل اور Governors کے پاس اختیار ہے۔ آج وہی اختیار ہم نے وزیراعظم اور صوبوں کے Heads کو دے دیا ہے۔ جس وجہ سے کیا ہو رہا ہے؟ آپ کے سامنے ہے کہ جس کو پسند آتا ہے، بجٹ کے documents میں ہو نہ ہو، جہاز خرید لیا جاتا ہے۔ کسی کو گاڑی پسند آ جائے تو وہ اپنے لیے نئی گاڑی منگوا لیتا ہے، کسی کو گھر نہیں پسند آتا، تو وہ پورے گھر کو گرا کے نیا گھر کھڑا کر لیتا ہے، چاہے ملک میں جو بھی ہوتا رہے۔

اس کے بعد جو سب سے بری چیز ہے جناب سپیکر! اس میں دیکھیں کہ ہم اپنے بجٹ میں جو Constitutional framework lay کرتے ہیں بجٹ کے ساتھ اور بہت ساری چیزیں lay ہوتی ہیں۔ آپ اپنے documents اگر کھول کے دیکھیں گے۔ جناب سپیکر! بجٹ میں Excess Demands for Grants and Appropriations آئی ہوئی ہیں۔ کب کی؟ 2016-17، 2024-25 کی، بجٹ کب پاس ہوا تھا؟ آج ہم Excess Demands کی قبولیت مانگ رہے ہیں اس ایوان سے۔

اس parliamentary scrutiny سے کبھی یہ بجٹ گزرا ہی نہیں۔ پارلیمان نے اس وقت جو 16 ٹریلین کا بجٹ pass کیا تھا اس میں یہ کیوں نہیں تھے اضافی خرچے؟ آج دو ٹریلین کی دوبارہ سے اس House سے approval لی جائے گی اور یہ چند منٹوں کی مار ہو گی، یہی ہماری اصل problem ہے۔ پھر Regular, Technical and Supplementary Grants اسی سال کی 2024-25 کی آج 2026-27 کے بجٹ میں seek کی جا رہی ہیں۔

دیکھیں! یہ tax payer کا پیسہ بغیر parliamentary oversight کے ہم کس طرح سے خرچ کر رہے ہیں میری یہ سمجھ سے باہر ہے۔ پھر جو سب سے بڑی بات ہے کہ دیکھیں ایوان میں ہم بیٹھے سارے legislators ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ جی پارلیمان سپریم ہے، پارلیمان کبھی بھی financial autonomy کے بغیر سپریم نہیں ہو سکے گا۔ پارلیمان اور جمہوریت کبھی بھی financial autonomy کے بغیر مضبوط نہیں ہو سکیں گی۔

دیکھیں ہم اس بجٹ پہ ووٹ کرنے جا رہے ہیں، ہم ووٹ کس پہ کرتے ہیں؟ ہم صرف charged expenditure پہ ووٹ کرتے ہیں Charged Expenditure تو ہمارے سامنے بس آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ اگر ان دونوں کا تناسب دیکھا جائے جس بجٹ کے حجم پہ ہم ووٹ کر رہے ہیں وہ 25 سے 30 فیصد ہے۔ باقی 70 فیصد تو ہماری دسترس میں ہی نہیں ہے۔ جب اس طرح کی Constitutional arrangement ہو گی۔ تو ملک کس طرح سے ترقی کرے گا؟

دیکھیں IMF programmes 24 آپ نے لیے، کوئی بتادیں پارلیمان کا واقعہ کہ کبھی آپ نے پارلیمان سے ان IMF programmes کی approval لی ہو۔ چلیں پیسہ آ گیا۔ پھر وہ پیسہ خرچ کس طرح سے کرنا تھا؟ وہ کس House نے approval دی؟ کیا جو 70 اور 80 کی دہائیوں میں، کیا اس وقت نالیوں پہ خرچ ہونا چاہیئے تھا یا ریلوے کے نظام کو upgrade کرنے پہ خرچ ہونا چاہیئے تھا؟ کیا جس وقت موٹروے بنا رہے تھے اس وقت dams بننے چاہیئں تھے یا خالی motorway بنی چاہیئے تھی؟

دنیا میں سنگاپور نے بھی ہمارے ساتھ ہی ترقی کی ہے۔ کبھی بھی قرضہ administrative expenses کو meet کرنے کے لیے نہیں لیا جاتا۔ قرضہ اگر لینا بھی پڑے، تو معیشت کو کھڑا کرنے کے لیے لیا جاتا ہے۔ مگر یہاں نظام برعکس ہے۔ ہم day to day جی رہے ہیں۔

پھر جناب جو legal issues ہیں، سب سے ان کو دیکھنا ضروری ہے۔ دیکھیں Income Tax Act جس پہ آپ سارا rely کر رہے ہیں، recoveries کے لیے، جو آپ کی base ہیں۔ دیکھیں وہ اس ایوان کو بنانا چاہیئے۔ گورے نے ہمیں 1922 کا Income Tax Act دیا۔ اس کے بعد اس کو replace کس نے کیا؟ ضیاء کے انکم ٹیکس 1979 کے Ordinance نے اور اس کو کس نے replace کیا مشرف کے انکم ٹیکس Act نے 2001 کے۔ اس پارلیمان نے کبھی بھی آپس میں discussion ہی نہیں کی کہ ہمیں کس قسم کا ٹیکس کا نظام چاہیئے۔

کیا ٹیکس کا نظام ہمیں facilitate کر رہا ہے یا لوگوں سے خراج وصول کر رہا ہے؟ ہم نے یہ آج تک اس پہ تہیہ نہیں کیا اور 2001 کا Ordinance اندھے کی لاٹھی ہے۔ جس کو لگ جائے اس کا رگڑا نکال دیتا ہے، جو اس سے چھپا رہے وہ اربوں کما تا رہے اس پہ کوئی ہاتھ نہیں ڈالے گا۔

جناب سپیکر! اب پھر جو سب سے ضروری بات ہے، سب سے بڑا legal lacuna کیا ہے کہ ہم turn over tax یہ نواز شریف صاحب نے 1991 میں introduce کرایا تھا as a one-time dispensation سرتاج عزیز صاحب کی اس پہ statement on record موجود ہے۔ ہم نے اس کو اپنے Income Tax Act میں absorb کر لیا۔ چلیں absorb کر لیا تو اس کو انکم ٹیکس ہی رہنا چاہیئے تھا مگر ہم turn over tax کو as Sales tax use کر رہے ہیں۔ یہ میں کیوں کہہ رہا ہوں، دیکھیں آپ کی جتنی power companies ہیں وہ loss making ہیں۔ اگر loss making ہیں تو ان پر تو income tax نہیں لگنا چاہیئے مگر اربوں روپے کا turnover tax, FESCO اور LESCO ادا کر رہی ہیں اور اس کی ultimate قیمت کون ادا کر رہا ہے؟ ہمارا عام آدمی ادا کر رہا ہے مگر اس کا کوئی تدارک کرنے کو تیار نہیں ہے۔

پھر GST کا نظام دیکھ لیں، کہنے کو 18 فیصد ہے، مگر دیکھیں، industry کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بات تو کریں۔ بہت ساری importsتو آپ ان کو disallow کر دیتے ہیں۔ In fact یہ GST بائیس تئیس فیصد industrialists پر پڑتا ہے، جو کہ ہمارے نظام کی اصل تباہی ہے۔

اب جو انتظامی problems ہیں، ان کی طرف بھی نظر دوڑانا ضروری ہے۔ دیکھیں، انتظامی problems کچھ ہیں FBR کی وجہ سے۔ FBR کو آپ نے tax collector بنایا ہوا ہے۔ Tax collector کا کام ہے tax collect کرنا، وہ کبھی بھی policy maker نہیں ہو سکتا۔ جب آپ policy maker اور executioner کو اکٹھا کر دیں تو تباہی ہو جاتی ہے۔ یہی ہو رہا ہے کہ FBR کیا کرتا ہے؟ صرف window dressing کرتا ہے کہ باہر سے سب کچھ اچھا نظر آئے، مگر جس طرح سے وہ وصول کرتے ہیں، وہ convenience دیکھتے ہیں، انہیں withholding کا model پسند آگیا ہے کہ دفتروں میں بیٹھ کر 95 فیصد وصولی ہو جائے گی، وہ اُسی طرح سے کر رہے ہیں۔ وہ نہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس بندے پر tax بنتا ہے یا نہیں بنتا، انہیں وصولی سے غرض ہے، جس وجہ سے ہمارے نظام میں خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ تو اس کے یہ ساتھ ہی ساتھ جب IMF کے ساتھ اپنے figures share کیے جاتے ہیں، اس میں یہ کبھی بھی expense کی details نہیں لکھتے۔ اگر expense کی details لکھتے تو آج یہ مسئلہ نہ ہوتا۔

جناب سپیکر! NFC کیا ہے؟ NFC بنیادی طور پر tax distribution کا mechanism ہے۔ ہم نے NFC کو weak کرنے کے لیے FBR کو بہت زیادہ central role دے دیا ہے۔ دیکھیں، tax collector ضروری ہے، مگر provinces کا بھی کچھ role ہونا چاہیئے۔ FBR نے اس کو bypass کرنے کے لیے کیا کیا؟ FBR اور government نے مل کر ایک نیا نظام کھڑا کر لیا۔ آپ نے levies introduce کرا دیں۔ اب ایک parallel chain آپ نے اپنی tax base کی بنالی ہے، جس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! پھر جو سب سے بڑا انتظامی مسئلہ ہے، کہ وفاق کا debt trap تھا۔ سمجھ آتا ہے، آپ نہیں ادا کر سکتے۔ سمجھ آتی ہے، وہ میں آگے figures بتاؤں گا، مگر اس میں آپ نے صوبوں کو بھی ڈبو دیا ہے۔

آپ نے صوبوں کے ساتھ جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے، کیونکہ Form-47 کی حکومتیں، بول نہیں سکتی تھیں، آپ نے ان سے National Fiscal Pact 2024 میں sign کرا لیا، اور اس سے کیا استحصال ہوا ہے؟ صوبے کی عوام کا۔ آپ دیکھیں، Financial Year 2024 میں آپ نے تمام صوبوں سے 1.38 trillion کا surplus وصول کیا ہے۔ پھر 2025 میں وہ target 1.5 trillion کا ہو گیا، اور آج وہ target 1.8 trillion کا ہے۔ جب آپ صوبوں سے اتنے زیادہ پیسے وصول کریں گے، تو اس کے اثرات کیا مرتب ہونگے؟

سب سے پہلے آپ کی ADPs کی schemes stall ہو جاتی ہیں۔آپ خود حلقہ رکھنے والے آدمی ہیں۔آپ خود دیکھ لیں کہ جو پنجاب میں scheme دو سے تین سال میں مکمل ہو سکتی تھی، آج اس کا throw forward سات سے آٹھ سال تک چلا گیا ہے۔KP میں وہی throw forward گیارہ سے بارہ سال پر چلا گیا ہے۔تو ان schemes پر عوام کا پیسہ ضائع ہو رہا ہے۔

پھر اس کی وجہ سے اور کیا ہوا ہے کہ priorities change ہوئیں۔جب صوبوں سے پیسہ نکلا تو صوبے اس position میں نہیں تھے کہ وہ wheat کی support price دیتے۔آپ کا support price کا mechanism collapse ہوا، جس کی وجہ سے پچھلے سال کسان کی گندم رُلی، اور آج صورتحال یہ ہے کہ گندم کی وہ shortage ہے کہ آپ کو one billion dollar کی گندم import کرنی پڑے گی۔

جناب سپیکر! پھر جو سب سے بڑا ظلم ہوا، دیکھیں آج ادھر figures دی گئیں کہ ہم تاجروں کو tax net میں لا رہے ہیں، 3.6 million تاجر tax net میں آ جائیں گے، ان پر one percent tax کی بات ہو رہی ہے۔ سمجھ آتی ہے، آپ انہیں tax base میں لا رہے ہیں، مگر کسانوں کے لیے یہ mechanism نہیں ہے۔کسانوں کے لیے آپ نے صوبوں کے ساتھ مل کر ڈنڈا اٹھا لیا کہ نہیں، آپ ان پر وہی rate لگائیں جو FBR کا income tax کا rate ہے۔یہ کہاں کا انصاف ہے؟ جب صوبے کا tax ہے، ہر صوبے کو decide کرنے دیں کہ اس نے لاکھ روپے پر کتنے percent tax لینا ہے، مگر ایسی آپ نے کوئی چیز نہیں کی۔

جناب سپیکر! یہ تو عمومی problems تھیں۔اب میں Finance Minister Sahib کی کچھ باتوں پر آؤں گا۔دیکھیں، عمر ایوب صاحب نے جب تقریر کی تھی as Leader of the Opposition، تو انہوں نے اس budget کے بارے میں کہا تھا کہ "Dead on Arrival"، مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس سے بھی اگلے stage پر چلا گیا ہے۔ان کی تقریر اگر غور سے پڑھیں، تو یہ Finance Minister کی تقریر نہیں ہے۔یہ Defence Minister یا Foreign Minister کی تقریر ہو سکتی ہے، مگر یہ کسی angle سے بھی Finance Minister کی تقریر نہیں تھی۔

انہوں نے اعداد و شمار میں جو سب سے بڑی achievement per capita income کی بتائی۔دیکھیں، law of averages بڑی خطرناک چیز ہوتی ہے۔اگر آپ averages پر rely کریں، تو بہت بڑا نقصان ہو جاتا ہے۔آپ کی figures مان بھی لیں، آپ کہیں کہ اتنی per capita income ہو گئی ہے، مگر چند موٹے groups کی income بڑھنے سے کیا عوام کی حالتِ زار بہتر ہوئی ہے؟ World Bank کی figures ہیں کہ ڈیڑھ کروڑ پاکستانی سطحِ غربت سے نیچے آپ کے پچھلے budget میں گئے ہیں۔45فیصد عوام سطحِ غربت سے نیچے رہ رہی ہیں، پھر بھی آپ expect کر رہے ہیں کہ آپ کو داد دیں؟

آپ نے جو اس قوم کو نہیں بتایا، اس budget statement میں اور جو سب سے خطرناک بات ہے کہ government کے 18 trillion سے زائد کے budget میں deficit کتنا ہے؟ اس میں 7000 billion کا deficit ہے۔ جناب سپیکر! Provinces سے وصولی کے بعد، جو زبردستی وصولی آپ اس سال کریں گے، 5226 ارب کی پھر بھی deficit رہے گا۔ اور جو چیز آپ نے نہیں بتائی، کہ آپ اس سال 23 billion dollar تمام lending اداروں سے borrow کریں گے۔ یہ بھی آپ نے چھپایا۔ اور جو سب سے بڑی بات ہے، آپ اگلے پانچ سال میں قرضوں کی جو ادائیگی کرنے جا رہے ہیں، صرف سود کی مد میں وہ 45 trillion روپے کی بن رہی ہے۔ تو ان ساری چیزوں کو دیکھ کر آپ کہیں کہ معیشت کو استحکام ملا ہے، تو میں سمجھوں گا کہ یہ استحکام اسی طرح کا ہے جس طرح کا استحکام پاکستان پارٹی کی popularity اس وقت ملک میں ہے۔

آخر میں ایک چیز عمران خان کے حوالے سے کہوں گا کہ دیکھیں، آپ نے بھی offer دی، کہ temperature کو نیچے لائیں۔ 34 weeks سے زیادہ ہو گئے ہیں، isolation کے ماحول میں رکھا ہوا ہے۔ ملکی لیڈر رہے، خدارا اس طرح نہ کریں۔ بیچ کا راستہ نکالیں۔ آپ کو بھی اور ہمیں بھی سمجھ ہے کہ نظام اس طرح سے نہیں چلتا۔ نظام کو overhaul کی ضرورت ہے، overhaul تبھی ہو گا جب تمام stakeholders شامل ہوں گے۔ اس طرف کا کوئی بھی بندہ عمران خان سے ہٹ کر ایک stakeholder یا on board نہیں ہو گا تو اس لیے بہتر ہے کہ ان کیلئے آسانی پیدا کریں۔ End میں میں Finance Minister Sahib کے لیے ایک شعر کہوں گا:

منیرؔ اس ملک پر آسیب کا سایہ ہے یا کیا ہے

کہ حرکت تیز تر ہے اور سفر آہستہ آہستہ

شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ مرزا اختیار بیگ صاحب۔

مرزا اختیار بیگ: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ بجٹ پر بہت ہی سیر حاصل بحث ہو رہی ہے۔ میں business community کی اور People's Party کی نمائندگی بھی کر رہا ہوں، لہٰذا کچھ چیزیں ایسی ہیں جو میں چاہوں گا کہ وہ آج کی اس proposal کا حصہ بناؤں۔ جیسے ابھی ہمارے ساتھی نے کہا کہ حکومت نے Petroleum Development Levy کو revenue collection کا ایک آسان tool بنا دیا ہے، اور وہ دس، بیس، چالیس، پچاس روپے، اسّی روپے سے بڑھ بڑھ کے آج پٹرول پر 117 روپے فی لیٹر ہو گئی ہے، جس سے ایک سال میں 1700 ارب روپے وصول کیے جا رہے ہیں۔

1700 ارب Petroleum Development Levy کی مد میں، اور 56 ارب روپے Carbon Levy یا Carbon Support Levy کی مد میں لیے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے Climate Resilience Support کے لیے IMF

سے 1.4 billion کاایک loan لیاہے،اوروہ بھی56ارب روپے بن جاتاہے۔اگرآپ ان تین چیزوں کو جوڑیں تو1856ارب روپے بنتے ہیں، جو آپ ان تین چیزوں سے وصول کر رہے ہیں، جس کا کوئی project مجھے نظر نہیں آرہا کہ وہ کہاں خرچ ہو رہے ہیں۔بجٹ میں اس کی allocationکہاں کی گئی ہے؟

وہ کون سے projects ہیں جو Climate Resilience Support کے لیے ڈالے گئے ہیں؟وہ کون سے projects ہیں جوCarbon Levy پچھلے اتنے سالوں سے وصول کی جارہی ہے، مجھے ایک project بتادیں، یااس budget میں اس کے لیے allocationبتادیں،جو Carbon Levy کے لیے استعمال کیا جارہاہے۔1856ارب روپے کا کیا کیا جاسکتا ہے؟میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ چیزیں آپ نہ لیں، لیکن جب آپ کے پاس surplus جمع اور موجود ہے، توخدارا PDL کم کردیں۔ایک رکشہ والا، موٹر سائیکل والا، جب430 روپے کاایک لیٹر صبح job پر جانے کے لیےڈلواتاہے، تو117روپےاس میں Petroleum Development Levyکے ہوتے ہیں۔ وہ دیتاہے کیونکہ اس کا office جاناضروری ہے۔

تومیری پہلی request یہ ہے، کیونکہ آپ کے پاس surplus ہے، تین جگہ سے، آپ یہی چیزیں ایک ہی مقصد کے لیے لے رہے ہیں تو PDLکوکم کریں۔ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ختم کریں، لیکن117 روپے جو فی لیٹر پر پہنچ گیاہے، اس کو پچاس ساٹھ پرلایاجاسکتاہے تاکہ جب رکشے والایاموٹر سائیکل والا کی، جیب میں ہاتھ ڈالے، تو اسکی آنکھوں میں آنسو نہ ہوں۔اس بجٹ میں کچھ چیزیں بہت اچھی بھی ہیں جن کی میں تعریف کرنا چاہوں گا، اور کچھ چیزیں pinching بھی ہیں جن کا میں اظہار کرنا چاہوں گا۔سب سے خوبصورت چیز جو اس بجٹ میں مجھے لگی، کہ جب Defenceاور debt repayments کے لیے مرکز میں funds کی تنگی ہوئی، شارٹ ہوئے، تومختلف باتیں چل رہی تھیں۔کہیں پہ کہاجاتاتھاکہ NFC Award کا formula بدلا جارہاہے یا 18th Amendment roll backہورہی ہے۔ہماری پارٹی نے کہہ دیا تھاکہ never، ہم اصولی طورپراس کولائے ہیں، consensusکے ساتھ، تمام سیاسی جماعتوں کے ساتھ بیٹھ کے، صوبوں کو مضبوط کرنے کی یہ ایک جدوجہد تھی، جمہوری طریقے سے۔لیکن پھر انہی صوبوں نے اتنے خوبصورت انداز میں، سپیکر صاحب! ایک ہزار دو سو پچیس ارب روپے voluntary contributionدیاہے، جس میں سندھ بھی ہے، پنجاب بھی ہے، بلوچستان ہے، KP بھی ہے۔میں سلام پیش کرتاہوں ان چاروں صوبوں کو جنہوں نے defence expenditures اور debt payment کے لیے، تین سال کے، اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کے، اور income میں کمی کرکے، معرکہ حق کی عزت، اور یہ احساس رکھتے ہوئے کہ آنے والے وقت میں دشمن پر بالکل اعتبار نہیں کیا جاسکتا، ہمیں Defence Budget کو بڑھاناہوگا، ہمیں نئی technology لینی ہوگی، ہمیں ہر سال معرکہ حق کی طرح کامیابی، انشاءاللہ، حاصل کرنے کے لیےاپنا deterrence بڑھاناہوگا۔ دفاعی deterrenceکے لیے یہ پیسے ہم خوشی سے دیں گے، روڈ پہ بیٹھ کے ہم آپ کو دیں گے۔یہ ہماری افواج کے لیے ہے۔یہ کم سے کم قربانی ہے جوایک صوبے کے لوگ کر سکتے ہیں۔

تو یہ ایک بہت خوبصورت بات تھی، جس طرح سے ایک beautiful mechanism نکالا آپ لوگوں نے۔اس میں شہباز شریف صاحب کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں، زرداری صاحب کو بھی، اور بلاول صاحب کو بھی، جو اس meeting میں شریک تھے۔جب وہ باہر مسکراتے ہوئے نکلے، تو قوم نے سنا کہ ہم اپنی افواج کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کے لیے ہمیشہ تیار رہیں گے۔

پورے پاکستان کی business community کے کچھ لوگ PM and Finance Minister سے ملے تھے، ایک ڈیڑھ ہفتہ پہلے، اور انہوں نے تین چیزیں بتائی تھیں کہ جی اس وجہ سے ہماری export نہیں بڑھ رہی، اور ہماری نئ industry نہیں لگ رہی۔ آسان لفظوں میں، اسپیکر صاحب، اس وجہ سے ہمارے ہاں FDI, foreign Direct investment نہیں آرہی Foreign Direct Investment۔

پہلا تھا ان کے taxes، بالخصوص Super Tax۔ دوسرا تھا بجلی کا rate، جو پندرہ سولہ cents ہیں، جبکہ ہمارے competitor کے آٹھ cents ہیں۔اور تیسرا تھا کہ Cost of Doing Business میں جو markup آتا ہے، وہ اب double digit 12% and 13% ہو گیا ہے، کیونکہ policy rate ساڑھے گیارہ پرسنٹ ہے۔وہ ہم نہیں afford کرتے۔ ہمارے تمام competitors کے single digit، نو آٹھ پر ہیں، جو پہلے ہمارا ہوتا تھا، جہاں سے یہ بڑھنا شروع ہوا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ وزیراعظم صاحب نے Super Tax کو بھی five hundred million تک ختم کیا، لیکن دوسرا slab جو اس کا تھا، five hundred million and above، اس میں 10% تھا، اس کو کم کر کے 8% کر گئے۔ لیکن میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے، کہ وزیراعظم صاحب کی ہدایت ہے کہ اس کو بھی پورا ختم کریں، کیونکہ Super Tax ایک regressive tax ہے، tax پہ tax ہے۔میری request ہو گی، جو وزیر موصوف یہاں موجود ہیں، کہ اس بات کو clarify کریں کہ Super Tax کی جو second slab ہے، five hundred million and above، جس میں صرف 2% کم کیا ہے، 10% سے، اس کو بھی پورا ختم کیا جائے۔

Real estate sector میں یقیناً relief دیا گیا ہے، میں اس کا اعتراف اور appreciate اور acknowledge کرتا ہوں کہ 236-C and 236-K ختم کر رہے ہیں، اور ایک سب سے زیادہ چبھنے والی چیز تھی E-7، جس میں overseas Pakistanis کو properties پر بھی 1% tax دینا پڑتا تھا۔ E-7 کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ ایک بہت اچھا قدم ہے، اور اس سے ملک میں نئ سرمایہ کاری ہو گی۔

میں ہمیشہ کہتا تھا کہ خلیج کے ممالک میں جو صورتحال ہے، اس کے پیش نظر وہ لوگ پیسے پاکستان لانا چاہ رہے ہیں۔ خدارا، دروازہ کھولیں، اور اگر دروازہ نہیں کھول سکتے تو کھڑکی کھول دیں، تاکہ وہ پیسے ہمارے ملک میں آسکیں، اور یہاں پر وہ سرمایہ کاری کر سکیں۔ تو یہ جو Seller پہ 5.5% tax تھا وہ 2.75 کر دیا ہے۔ Buyer پہ جو 2.5% tax تھا، اس کو 1.25 کر دیا ہے۔ تو اس میں کوئی مجھے جھجک نہیں ہے یہ کہنے میں کہ یہ بہترین اقدام ہے، اور اس سے real estate sector کو support ملے گی۔

ایک چیز مجھے سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم کھلے دل سے کیوں نہیں کام کرتے۔ جب کچھ کرنا ہے تو کرنا ہے۔ Last time ہمارے Chairman، بلاول بھٹو زرداری صاحب نے کہا تھا کہ "It is not acceptable, we will oppose it, will not vote it." اور ہم نے Standing Committee میں اور یہاں پہ بھی اعتراض کیا۔ گزشتہ سال solar panel پر tax 10% کر دیا گیا تھا۔ اس بار اس کو وہیں پہ رکھا ہے۔ ہم تو چاہتے تھے کہ وہ zero ہو، کیونکہ غریب لوگ، بچیوں کی بالیاں بیچ بیچ کے تین solor panels لگاتے ہیں، قرض لے کے پانچ panels لگاتے ہیں، تاکہ بجلی کے چند پنکھے اور lights جل سکیں، یہ وہ مہنگے کردیں گے solor panel کو تو پھر حوصلہ شکنی ہو گی

لیکن ایک نئی چیز، سپیکر صاحب! جو اس کے ساتھ نتھی کر دی گئی، جوڑ دی گئی، اور وہ ہے کہ inverter sales tax لگا دیا گیا۔ آپ panel پر تو sales tax ختم یا کم کر رہے ہیں، اور inverter ، جس کے بغیر panel بیکار ہے، خالی panel سے تو بجلی نہیں پیدا ہو گی، آپ کو inverter لگانا پڑے گا، inverter کو مہنگا کر دیا ہے آپ نے tax لگا کے۔

میں سمجھتا ہوں، کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ میں شک کروں حکومت پر، لیکن شاید یہ کوئی anomaly ہو۔ میری request ہے کہ Inverter پر جو duty لگائی گئی ہے، وہ ختم کی جائے، تاکہ آپ کو مقصد حاصل ہو سکے۔ دیکھیں Solar Panel میں بہت تضاد ہے، بہت متضاد باتیں ہو رہی ہیں۔ جن لوگوں نے پہلے Solar Panels لگائے تھے، ان کے ستائیس روپے کی بجائے نو روپے پر per unit خریدنے لگے، پھر دس سال کا repayment کر دیا، پھر tax لگ گیا Solar Panels پر۔ مجھے پتہ ہے یہ کیوں کر رہے ہیں۔ یہ اس لیے کر رہے ہیں کہ ان کے پاس آٹھ ہزار Megawatt اضافی بجلی ہے، جو مہنگی ہے، اور آپ کو gun point پہ اس طرف لے کے جا رہے ہیں کہ یہ آٹھ ہزار میں سے آپ لیں، کیونکہ اس پہ ہم fixed capacity charge pay کر رہے ہیں۔

بھائی، ہماری غلطی تو نہیں ہے آپ غلط sign کریں، اور IPP سے آپ نے وہ معاہدے کیے، کہ جن میں fixed capacity charge آپ دے رہے ہیں۔ یہ صارف کیوں دے گا؟ صارف اپنے پیسے سے اپنے لیے بجلی پیدا کر رہا ہے، اور پھر بھی آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔ اس کو تو گھیر کے نہ لائیں ناں۔ نہیں تو next step کیا ہو گا؟ آج میری بات ریکارڈ کر لیں کہ لوگ گھر کی چیزیں بیچ کے یا قرضے لے کے لیتھیم بیٹری لیں گے، جو ویسے ہی سستی ہو رہی ہے internationally اور وہ ساتھ لگا لیں گے۔ تو نہ K-Electric اور نہ WAPDA کی ضرورت ہو گی، نہ National Grid کے 8 ہزار میگاواٹ کی طرف کوئی دیکھے گا۔ اپنی بجلی بنے گی اور کوئی تعلق نہیں ہو گا، کیونکہ inverter ہے تو آپ کو net metering میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر یہ ایک anomaly ہے، تو اس کو صحیح کر لیا جائے۔

Corporate sector کہتا تھا 60% tax۔ ایک باہر کی company ایک کروڑ روپے profit بناتی ہے تو 60 لاکھ حکومت کو دے دے گی۔ ہر گز نہیں۔ آدمی investment کرتا ہے جائز منافع کمانے کے لیے اور حکومت کو جائز tax دے گا۔ لہٰذا اس بات پر

خوشی ہے، کہ corporate tax کو کم کیا گیا ہے۔ salaried class کے tax بھی کم کیے گئے ہیں۔ Super tax ختم کیا گیا ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں۔CVT، باہر کے credit card پہ، حالانکہ میری ایک بہن نے اس پر شکایت کی، لیکن Overseas والے لوگ بھی یہ card use کرتے تھے، debit and credit اور اس پر جو یہ CVT لگایا گیا تھا وہ ختم کر دیا گیا ہے اور یہ بہت خوش آئند بات ہے۔

اس budget میں بڑی ہوشیاری سے fiscal space provide کی گئی ہے، حالانکہ آپ کے پاس گنجائش نہیں تھی اور ہم appreciate کرتے ہیں۔ لیکن FBR اپنا target پورا نہیں کر سکا۔ FBR کے target میں آٹھ سو ارب روپے کا shortfall تھا۔ FBR اتنی سختیوں کے بعد بھی اپنا target پورا نہیں کر سکا۔ اب آپ کیا کر رہے ہیں؟ PDL کی مد میں جو آپ کو revenue حاصل ہو رہا ہے، جو کہ 1856 ارب روپے ہے، وہ use ہو گا FBR کے revenue کی shortfall پورا کرنے کے لیے اور یہ بری عادت ہے، نہ ڈالیں، کہ FBR کا جو short fall ہو گا، وہ صارف کی جیب میں ہاتھ ڈال کے PDL کی مد میں petrol station پہ دینا ہو گا اور petrol station سے یہ FBR کو transfer ہو جائے گا۔ یہ بری عادت ہے۔ FBR کی اپنی capacity بڑھائیں۔ صارف کی جیب کب تک منہ کھولے رکھے گی کہ ہاتھ ڈال کے جو کچھ چھوٹا موٹا ہے، وہ نکال کے FBR کو بھیج دیا جائے؟ نہیں۔ یہ بھی ایک چیز ایسی ہے کہ جس پہ لوگوں کو بڑا اعتراض ہے۔

جناب چیئرپرسن: بیگ صاحب، wind up کریں۔

مرزا اختیار بیگ: میں conclude کر رہا ہوں۔ میں نے کافی سارے points چھوڑ دیئے ہیں۔ جو ہماری remittances بڑھی ہیں۔ 42 ارب ڈالر کی ریکارڈ remittances آئی ہیں۔ میں تعریف کرتا ہوں اور یہ خوش آئند بات ہے۔ آپ نے Overseas Pakistanis کو protected رکھنا ہے۔ وہ باہر سے اگر کسی وجہ سے بھیج دیے گئے تو یہ remittances متاثر ہوں گے اور یہ 42 ارب ڈالر نہیں رہیں گے۔ لہٰذا میری request ہے کہ سفارتی سطح پہ ابھی سے وہ اقدامات کیے جائیں کہ یہ لوگ جو قرضے لے کے باہر گئے تھے، family سے دور رہ کے جو کما رہے ہیں، ان کی روزی جاری رہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ میر خان محمد جمالی صاحب۔

میر خان محمد جمالی: جناب چیئرمین! میرا نام آپ correct کریں، میر خان محمد جمالی۔

جناب چیئرپرسن: جی جمالی صاحب، sorry۔

میر خان محمد جمالی: شکریہ، جناب چیئرمین! 2026-27 کا budget صنعت کاروں کے لیے ہے، لیکن اس budget میں agriculture کے لیے کچھ نہیں رکھا گیا ہے۔ 70% جو اس ملک میں لوگ رہتے ہیں، ان کا پیشہ agriculture ہے، لیکن اس شعبے کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ آج آپ inputs ،fertilizer، pesticides، diesel اور seed کی قیمتیں دیکھیں۔ اتنی مہنگائی ہو گئی ہے کہ

ایک farmer کا گزارہ نہیں ہو رہا اور اوپر سے provinces نے agriculture پر income tax لگا دیا ہے۔ اور income tax بھی 40 فیصد لگایا ہے۔ کوئی mechanism بنائیں۔ آپ meeting call کریں farmers کی، ان سے پوچھیں کہ بھائی آپ لوگوں کی inputs کیا ہیں، آپ لوگوں کی income کیا ہے؟ بغیر پوچھے tax لگا دیتے ہیں اور sugar mafia اپنی من مانی کرتا ہے، اپنے stocks جمع کرتے ہیں۔ اس کے بعد Government compromise ہو گئی ان کے ساتھ، export کر دیتے ہیں sugar کو اور وہ کمائی خوب کر لیتے ہیں۔ Farmer کی فصل کو insure بھی نہیں کیا جاتا۔ اس کا direct تعلق climate کے ساتھ ہوتا ہے۔ بارشیں ہوتی ہیں، گرمی ہوتی ہے، سردی ہوتی ہے اور سب سے اہم چیز water ہے۔ پانی time پہ نہیں ملتا اور آپ کی yield کم ہو جاتی ہے۔ ان سب چیزوں کو مد نظر رکھ کے agriculture پر income tax لگایا جائے۔ پہلے تو ہونا ہی نہیں چاہیئے agriculture پر income tax۔

دوسری بات، یہ جو government servants کی تنخواہ میں 7 فیصد اضافہ کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ناکافی ہے اور اس کو بڑھانا چاہیئے۔ آج مہنگائی کتنی ہو گئی ہے۔ diesel، petrol برداشت سے باہر ہو گیا ہے۔ بجلی کتنی مہنگی ہے۔ تو اس پہ گورنمنٹ نظر ثانی کرے اور اس کو بڑھائے۔ ابھی میں بلوچستان کی بات کروں گا۔

بلوچستان اس وقت مرکز کی طرف دیکھ رہا ہے کہ مرکز آئے اور بلوچستان کو آ کے سنبھالے۔ بلوچستان کا basic issue بے روزگاری ہے۔ وہاں پہ کوئی industry نہیں ہے، وہاں پہ road facilities نہیں ہیں، جو facilities ہیں، وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے دیہی علاقوں میں load shedding ہو رہی ہے۔ پینے کے لیے پانی نہیں ہے۔ ہم drains سے پانی بھرتے ہیں اپنے تالابوں میں اور وہ پانی پی رہے ہیں۔ یہ حالت ہے۔ کچھ departments Province کے میں نام نہیں لوں گا، کام نہیں کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان departments کو ختم کر دینا چاہیئے۔ ان کی ضرورت بھی نہیں ہے، نہ ان کا کوئی output ہے اور نہ کوئی لوگوں کو facilities دے رہے ہیں۔

جناب! 2002 میں جنرل مشرف کے time پہ کچھی کینال کا افتتاح ہوا۔ آج 2026 ہے، لیکن افسوس سے کہیں گے کہ وہ کچھی کینال ڈیرہ بگٹی میں آ کے رُک گئی ہے۔ آگے پتہ نہیں اس کو کیوں نہیں لے جا رہے ہیں۔ اس کو ڈالیں اس budget میں اور کچی کینال کو complete کریں۔ بلوچستان کے ساتھ ویسے تو سب لفظی ہمدردی کرتے ہیں، لیکن practically ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔ N-65 road جو ڈیرہ اللہ یار سے کوئٹہ جاتا ہے۔ آئے روز وہاں پہ حادثے ہوتے ہیں، لوگ شہید ہوتے ہیں accidents میں۔ آج تک اس کو dual carriage نہیں کیا گیا۔ کیوں؟ کیا بلوچستان کا حق نہیں ہے؟ بلوچستان کا حق ہے۔ 60s میں بلوچستان سے Sui Gas نکلی تھی، جو پاکستان کے کونے کونے میں گئی۔ پاکستان کی صنعتیں اور گھروں کے چولہے اس سے جلتے ہیں، لیکن بلوچستان میں آج کئی علاقے ایسے ہیں جہاں gas نہیں ہے۔ Gas ہے بھی تو load shedding ہے، دو گھنٹے گیس آ رہی ہوتی ہے، اتنا بڑا ظلم بلوچستان کے ساتھ۔ اور اس کے ساتھ میں ذکر کروں گا کہ جی ہماری دو نہریں ہیں،

ایک پٹ فیڈر اور ایک نارتھ ویسٹ کینال جو سندھ کی ہے، پھر آگے آکر وہ بن جاتی ہے کیر تھر کینال۔اس وقت ہمارا جوپٹ فیڈر کا حق ہے پانی کا وہ ہے سات ہزار کیوسک،اس وقت ہمیں سندھ سے total 3000 cusecs پانی مل رہا ہے۔اور کیر تھر کینال جس میں ہمارا share بنتا ہے بلوچستان کا 2400 cusecs،آج ہمیں وہاں سے سندھ جو ہے وہ total 500 cusecs پانی دے رہا ہے۔میں سندھ والوں کو بھی بتاؤں کہ ان کے وہاں پہ نمائندے بھی ہیں، Ministers بھی ہیں لیکن ہمارا علاقہ تباہ ہو رہا ہے، خاص کر کے جھٹ پٹ تحصیل اور گنداخہ تحصیل میں پانی کو ہم ترس رہے ہیں، ہمیں پانی نہیں مل رہا ہے۔ Irrigation department کو آپ ہدایت کریں کہ بلوچستان کو پانی کا حصہ پورا دیا جائے تاکہ ہماری آبادیاں ہوں۔اور وہاں سے ہمارا بلوچستان کا ایران کے ساتھ border trade ہوتا تھا وہ بند پڑا ہوا ہے، چمن border trade بند پڑا ہوا ہے۔مہربانی کریں Federal Government اس طرح کا mechanism بنائے کہ border کے لوگ trade کر سکیں کیونکہ ان کا معاش صرف trade کے ساتھ ہے، باقی وہاں کچھ بھی نہیں ہے اور 2022 میں سیلاب آیا، جس کے بعد Federal Government اور Provincial Governments نے مل کر گھر بنانے تھے، لیکن بڑے افسوس سے میں کہوں گا کہ جو NGOs وہاں پہ آئی ہیں، ایک Islamic Relief ہے اور دوسری BISP ہے، وہ اپنا کام صحیح طریقے سے نہیں کر رہی ہیں۔ مہربانی کر کے ان NGOs کو ہدایت کی جائے کہ جعفر آباد، نصیر آباد، صحبت پور میں جن گھروں کا survey ہوا ہے وہ گھر بنا کر لوگوں کو دیے جائیں، لوگ دربدر رُل رہے ہیں، کوئی حال پوچھنے والا بھی نہیں ہے اور کچھی کینال بہت اہم ہے، اور بڑی اہم بات ہے بلوچستان کے total National Assembly میں 16 representatives ہیں ہم، اور وہ بھی ہم پارٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں، کوئی کس پارٹی میں ہے، کوئی کس پارٹی میں ہے۔ تو آپ ایسی amendment لائیں جس سے ہمارے صوبے کی سیٹیں کم از کم ایک ایک ضلع سے ایک ایک سیٹ تو آئے نیشنل اسمبلی کی۔اب میں اپنے حلقے میں 4 districts سے MNA بنا ہوں، کیا میں ان 4 districts کی نمائندگی کر سکوں گا؟ کیا ان کو میں facilitate کر سکوں گا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور باقی صوبوں میں آپ دیکھیں کسی ضلع سے 12 MNAs ہیں، کسی سے 14 ہیں، کسی سے 5 ہیں، تو بلوچستان کو بھی مہربانی کریں equal level پر لے آئیں۔ میں Prime Minister کا مشکور ہوں، میری کل ان سے ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے مجھے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم ڈیرہ مراد جمالی کا بائی پاس جو پچھلے 7 سال سے رکا ہوا ہے، اس کا آدھا کام ہو گیا ہے، انشاءاللہ باقی کام بھی مکمل کریں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: جناب اویس حیدر جکھڑ صاحب۔

جناب اویس حیدر جکھڑ: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر! ایک ایسا بجٹ جو عوام دشمن، کسان دشمن، مزدور دشمن ہے۔اور ایسا بجٹ جو IMF کی ایماء پر بنایا گیا، اور ایسا بجٹ جس میں حکومتی نمائندوں کی رائے شامل نہ ہو، پاکستان تحریک انصاف اس کو مسترد کرتی ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت پاکستان میں hyperinflation ہے۔ پاکستان میں آج inflation rate 11.7% پر پہنچ گیا ہے، اور پاکستان کا trade deficit تقریباً 27 billion dollars ہے۔ پاکستان کی imports 55 billion

dollarsہیں اور پاکستان کی exports 32 billion dollarsہیں۔پاکستان میں according to the Bureau of Statistics, food inflation 7.9 %ہے۔تو آج یہ حکومتی نمائندے کس منہ سے کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں معاشی استحکام ہے؟ جناب سپیکر! آج پاکستان کا GDP تقریباً 3.6 پر ہے اور ہمارے ہمسایہ ممالک انڈیا اور بنگلہ دیش کا 6.8 اور 6.5 پر ہے۔ ان کا GDP ہم سے کیوں زیادہ ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر وہ maximum exports کر رہے ہیں، وہاں پر maximum remittances آ رہی ہیں اور ساتھ ہی ان کی جو ٹیکسٹائل انڈسٹری ہے جس طرح سے وہ boost کر رہی ہے، اس لیے آج ان کا GDP بڑھ رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک جغرافیائی لحاظ سے یہیں پر رہنا ہے۔ اس کے شمال میں چین، مشرق میں بھارت، مغرب میں افغانستان اور ایران، اور جنوب میں بحیرۂ عرب ہے۔ ہم نے اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ exports ختم کر کے آج یہ صورتحال دیکھی۔ ہماری exports کرنے والے لوگوں کے جو بھی یہاں پر کاروبار تھے وہ تباہ ہو چکے ہیں۔ پنجاب سے جو فروٹ یا گندم یہاں سے افغانستان میں export کی جاتی تھی، آج ان کو نقصان ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر! اب پاکستان میں per capita income تقریباً 1700 dollars ہے جو کہ انڈیا کی آدھے سے بھی کم ہے۔ تو یہ دوبارہ پوچھوں گا کہ کس طرح کا استحکام چاہ رہے ہیں ملک میں، جب ملک کی تباہی کر کے غریب عوام کا خون نچوڑ کر، غریب عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال کر یہ کس طرح کا استحکام لانا چاہ رہے ہیں؟ جناب سپیکر! یہ 18.77 کھرب روپے کا بجٹ تھا جس میں پنجاب کا حصہ بنتا ہے 8.2 کھرب روپے، اور NFC کے مطابق اب ہمارا جو جنوبی پنجاب کا اس میں سے حصہ بنتا ہے وہ تقریباً 2707 ارب روپے بنتا ہے۔ یہاں پر ابھی ایک senior Member احسن اقبال صاحب بیٹھے تھے، وہ یہاں آ کر بتا رہے تھے کہ جب عامر ڈوگر صاحب نے بات کی کہ جنوبی پنجاب کو کچھ نہیں دیا گیا تو انہوں نے آ کر بتایا کہ ہم نے ڈی جی خان میں ایک سڑک دی ہے۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے بھکر میں، لیّہ میں، کوٹ ادو میں، مظفر گڑھ میں اور ملتان میں کیا دیا ہے؟ جناب سپیکر! اب ایک بہت بڑا مسئلہ ہمارے پاس National Finance Commission کا ہے۔ ہمارا ساتواں فنانس کمیشن چل رہا ہے اور انڈیا کا اس وقت پندرھواں فنانس کمیشن چل رہا ہے۔ وہ بار بار اس کو amend کرتے آ رہے ہیں، ہم اس کو کیوں recompose اور اس میں کیوں amendment نہیں کر رہے؟ جناب سپیکر! ہمارے پاکستان میں جو بجٹ تقسیم کیا جاتا ہے یا fiscal resources کی division کی جاتی ہے، اس میں ہم نے population 82 % کو دیا ہوا ہے، اس میں poverty 10 % کو ہم نے دیا ہوا ہے۔ ہم نے poverty کا figure اتنا کم کیوں رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر! انڈیا کے NFC کی اگر میں مثال دوں تو وہاں پر population 15 % کو اور poverty 45 % کو دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے آج ان کے حالات پاکستان سے بہت زیادہ بہتر ہیں۔ اس میں ہمارے پاس صرف 4 indicators ہیں، اس میں area کا indicator بھی ہے، inverse population density بھی ہے، اور 3, 2 اور بھی ہیں جیسے کہ forest ecology کو بھی وہ focus کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اس میں کیوں amendment نہیں کر رہے؟ ہماری ملکی معیشت کے حالات تب ہی بہتر ہوں گے جب ہم اپنے NFC کو دوبارہ recompose کریں گے، اور ہمارے ان تمام deprived regions کے ساتھ یہ discrimination کا level کم ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر! پاکستان میں جو زرعی شعبہ ہے وہ تقریباً 24 % اس ملک کے GDP میں اپنا کردار ادا کرتا ہے، اور پاکستان کی 35 % عوام تقریباً زرعی شعبے سے منسلک ہے۔ جناب سپیکر! اس fascist and imported حکومت نے ایک ایسے طبقے، جو کہ اس ملک کے GDP میں چوتھائی حصہ ادا کرتا ہے، ان کے جذبات پر اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈال کر ان کو کوئی relief نہیں دیا۔ جناب سپیکر! اب دیکھیں ہمارے ہاں تقریباً DAP import 70 % کی جاتی ہے۔ ہم دوسرے ممالک کے ساتھ مل کر جدید قسم کی ٹیکنالوجی ملک میں لا سکتے ہیں، ہم ان کے ساتھ مل کر بہترین طیارے بنا سکتے ہیں، ہم ان سے یہاں پر میٹرو بسیں بنوا سکتے ہیں۔ کیوں ہم سے اپنا کھاد کا پلانٹ نہیں بن رہا؟

جناب سپیکر! تقریباً 15 ہزار سے اب DAP cross کر گئی ہے۔ جب آپ پونے چار سو روپے پر ڈیزل لیں گے اور وہ جو سولر پلیٹیں غریبوں نے لگائی ہیں۔ اب اس پر بھی اگر وہ ٹیکس دیں گے تو ان کے جیب میں کیا آخر کار رہ جائے گا۔

جناب سپیکر! پاکستان نے پچھلے کچھ سال میں RSF اور climate change کی مد میں تقریباً چار سے پانچ بلین ڈالرز لیے ہیں۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا وہ پیسہ climate کو combat کرنے کے لیے وہاں پہ لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر! میرا ضلع لیّہ کئی دہائیوں سے مسلسل دریائی کٹاؤ کا شکار ہے۔ ایک روپیہ بھی ابھی تک وہاں پر نہیں لگایا گیا کہ وہاں پر sparse بنائے جائیں۔ اب بہت سے موضع جات اور پوری کی پوری یونین کونسلز دریا برد ہوتی جا رہی ہیں۔ لیکن climate change میں سے اس پر کبھی بھی کوئی compensation نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر! آج اکیسویں صدی میں بھی میرے ضلع لیّہ میں تقریباً ہزار سے 1500 ایسی بستیاں ہیں جہاں پر بجلی نہیں ہے۔ جناب سپیکر! کئی بار انہیں یہ بتایا گیا ہے کہ بہت سے ایسے منصوبے ہمارے pending پڑے ہوئے ہیں پچھلی حکومت کے جہاں پر کھمبے اور تاریں لگی ہوئی ہیں وہاں پر صرف اور صرف ٹرانسفارمر لگانا باقی ہے اور وہ بھی انہوں نے ابھی تک نہیں لگائے۔

اس کے علاوہ جس طرح سے یہ پہلے ایک ہمارے ممبر بتا رہے تھے کہ صرف ایک سڑک دی ہے اور کہتے ہیں کہ بہت سے جنوبی پنجاب میں کام کرائے ہیں۔ ہمارے پاس صرف اور صرف ایک نشتر ہسپتال ہے۔ بتائیں کسی اور ہسپتال یا یونیورسٹی کے لیے وہاں پر کبھی فنڈز دیے گئے ہیں؟

تو میری یہ گزارش ہے ہمیں پنجاب کے جب ذمے لگا دیتے ہیں، جنوبی پنجاب والوں کو اور جو ہمارا 2707 ارب روپے حصہ بنتا ہے وہ بھی۔ ہمیں نہیں دیا جاتا۔ اس بات کو کون ensure کرائے گا کہ جنوبی پنجاب کو اس کا حق دیا جائے گا۔ میں نے تو یہ بھی کہا تھا کہ اس ملک کے آئین کے آرٹیکل 160 کی clause 7 میں یہ لکھا گیا ہے کہ صدر جو deprived regions ہیں provinces میں ان کو فنڈز دے سکتا ہے اور اس

طرح کے پہلے precedents set کیے گئے تھے کہ deprived regions کو فنڈز دیے گئے تھے۔ لیکن ہمارے جنوبی پنجاب میں کبھی بھی اس طرح کے کوئی فنڈز نہیں آئے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں اپنی بات کا اختتام اس طرح سے کروں گا کہ جس طرح سے میرے سینئرز نے پہلے یہاں پہ گفتگو کی، اپنے محبوب قائد عمران خان صاحب کے حوالے سے، ان کی بیگم کے حوالے سے، جناب سپیکر! کیا ہم سیاستدان اتنی اخلاقیات کھو چکے ہیں کہ ہم اپنے سابق ممبر نیشنل اسمبلی، اس ملک کے سابق وزیراعظم ہماری، اخلاقیات کہاں گئی ہیں؟

جناب سپیکر! میری ایک دفعہ پھر ان سے یہ گزارش ہے کہ آپ نے اتنے ظلم کیے ہیں ہمارے اوپر، ہمارے اس ملک میں جو ترمیم کو کی گئی اس ترمیم کرتے وقت ہمارے سیاست دانوں کو، پاکستان تحریک انصاف کے جو MNAs تھے ان کی families کو تنگ کیا گیا، ہمارے workers کو تنگ تنگ کیا گیا۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ جکھڑ صاحب۔

جناب اویس حیدر جکھڑ: نہیں۔

جناب چیئرپرسن: Wind up کریں please۔

جناب اویس حیدر جکھڑ: تو مہربانی فرمائیں۔ سیاستدان بنیں جابر اور ظالم حکمران نہ بنیں۔ میں اپنی بات کا اختتام اس شعر سے کروں گا کہ۔

آج سرحد سے پنجاب و مہران تک
تم نے مقتل سجائے ہیں کیوں غازیو
اتنی غارتگری کس کی ایما پہ ہے
کس کے آگے ہو تم سرنگوں غازیو
کس شہنشاہ عالی کا فرمان ہے
کس کی خاطر ہے یہ کشت وخوں غازیو
تم نے دیکھے ہیں جمہور کے قافلے
ان کے ہاتھوں میں پرچم بغاوت کے ہیں
پپڑیوں پر جمی پپڑیاں خون کی
کہہ رہی ہیں یہ منظر قیامت کے ہیں
کل تمھارے لیئے پیار سینوں میں تھا

اب جو شعلے اٹھے ہیں وہ نفرت کے ہیں

آج شاعر پہ بھی قرض مٹی کا ہے

اب قلم میں لہو ہے سیاہی نہیں

جناب چیئر پرسن: مخدوم جمیل الدین صاحب۔

مخدوم جمیل الزمان: سر! میرا نام جمیل الزمان ہے۔

جناب چیئر پرسن: جی، جمیل الزمان صاحب۔ پلیز۔

مخدوم جمیل الزمان: میرے خیال میں گرمی کی وجہ سے۔ سر! گرمی زیادہ ہے تو نام اوپر نیچے ہو جاتے ہیں۔

اچھا جناب عالی! آپ کا شکریہ کہ آپ نے ٹائم دیا مجھے آج بات کرنے کے لیے۔ کیونکہ یہاں پر بجٹ پہ باتیں بہت کم ہو رہی ہیں اور بجٹ کے علاوہ بہت زیادہ باتیں ہو رہی ہیں۔

تو میں چاہوں گا کہ سب سے پہلے اپنے چیئرمین جناب بلاول بھٹو صاحب کو مبارکباد دوں گا گلگت بلتستان کے الیکشن پہ۔ جس طرح سے انہوں نے campaign کی اور سے وہ کارکنوں کے درمیان رہے اور ان کی ہمشیرہ محترمہ آصفہ بھٹو صاحبہ۔ کو میں اپنی طرف سے میرے حلقے کی طرف سے ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔

دوسری بات یہی کہ جو بجٹ prepare ہوتا ہے ہم دیکھتے آرہے ہیں کہ بجٹ مختلف مراحل سے ہو کے آتا ہے اور اس میں بجٹ بنانے والوں کو بہت ہی محنت کرنی پڑتی ہے جو officers ہیں، جو آپ کی ٹیمیں ہیں، وہ بڑی محنت کرتی ہیں۔ لیکن جو بجٹ کے فیصلے کرتے ہیں وہ وہ لوگ ہیں جو direct elect ہو کے نہیں آتے۔ ان کو الیکشن کا نہیں پتہ کہ الیکشن کیا ہوتا ہے، لوگوں کے پاس جانے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ تو وہ ایسی باتیں بجٹ میں لکھ دیتے ہیں جو افلاطونی باتیں تو ہو سکتی ہیں، عوامی باتیں نہیں ہوتیں۔ کیونکہ الحمدللہ ہم عوام سے ووٹ لے کے آتے ہیں، دوسرے میرے بھائی بھی ووٹ لے کے آتے ہیں۔ تو ہمیں پتہ ہے کہ ہر بجٹ کے بعد عوام کا کیا حال ہوتا ہے؟ اس سے جو حکومت کی پالیسی ہے اس میں اعتماد کم ہو جاتا ہے لوگوں کا، اعتماد کا فقدان پیدا ہو جاتا ہے۔ Trust deficit ہو جاتا ہے۔

تو میں گزارش کروں گا کہ ٹھیک ہے بجٹ کو پیش کرنا ہے لیکن policies کچھ ایسی رکھیں جو کم از کم ایک دو مہینے تک تو چل سکیں۔ ایک دن ہمیں پتہ چلتا ہے کہ پیٹرول کی prices کم ہو رہی ہیں تو لوگ سارے بجٹ اس پہ بنا لیتے ہیں جو بھی غریب لوگوں کے ہیں یا جو بھی دوسرے لوگ ہیں اور دوسرے دن پتہ چلتا ہے کہ prices بڑھ گئی۔ تو سر! اس طرح تو عوام کا اعتماد نہیں رہے گا، عوام کو تو شک پیدا ہو جائے گا، اپنی حکومت پہ، اپنے لوگوں پہ۔

میری گزارش یہ ہو گی جناب وزیر خزانہ صاحب policy makers اور جناب پرائم منسٹر صاحب سے کہ مستقل policies ہونی چاہیئں پھر چاہے ہمیں اس میں نقصان ہو یا فائدہ ہو۔ کیونکہ کم از کم ہمارا اعتماد تو برقرار رہے۔ Policy making کا سسٹم صحیح چلتا رہے۔

سر! دوسرا میرے حلقے میں جو، ویسے تو پورا سندھ میرا حلقہ ہے۔ لیکن بحیثیت MNA یہ جو روڈ ہے سکھر اور حیدرآباد والا، اس کی ہمیں سخت ضرورت ہے۔ اسکے لیے ابھی بھی جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ بہت کم ہیں۔ میں چاہوں گا کہ اس کو اسی سال اگر مکمل کیا جائے تو یہ بہت بڑی بات ہو گی۔ پھر تو ہماری best wishes آپ کے پاس اور بھی زیادہ آجائیں گی کہ آپ نے سندھ کے ایک مسئلے کو حل کروادیا ہے۔ آپ کو اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ Custodian ہیں آپ ہماری بات ادھر پہنچائیں گے اور کیونکہ بلاول صاحب نے اس پہ بہت بات کی ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ اس بات کو سپورٹ بھی کروں اور وہ میرے حلقے سے بھی گزرے گی۔ تو مجھے بھی فائدہ ہو گا اور میرے لوگوں کو بھی فائدہ ہو گا۔

اس کے دو تین پوائنٹس ایسے ہیں جہاں پر تھوڑا ہمیں اعتراض ہے۔ جو انہوں نے extensions دی ہوئی ہیں۔ وہ بھٹ شاہ کے پاس بھی نہیں آتا جو ہمارا مرکز ہے۔ مٹیاری شہر سے بھی دور سے ہو کے جاتا ہے اور سعید آباد سے بھی کچھ لوگوں کے اعتراضات ہیں۔ یہ تینوں تحصیلیں ہیں میرے حلقے کی۔

تو اگر آپ NHA والوں کو حکم فرمائیں کہ وہ وہاں پر ہم سے ایک sitting کر لیں، تو ہم اپنے اعتراضات ان کو بتادیں گے۔

دوسرا مسئلہ ہمارے علاقے میں سیلاب کا ہے۔ ایک تو اس وقت ہمارے پاس پانی نہیں ہے، آپ کو پتا ہے، اور ہماری فصلیں خراب ہو رہی ہیں۔ ہمارے پاس جو پانی آرہا ہے، میں اپنے حلقے کا ذکر کروں گا، کہ وہ بھی زہریلا پانی آرہا ہے۔ مہربانی کر کے اس پر توجہ دیں۔ (سندھی) لوگ مر رہے ہیں، اور کینسر جیسا مرض لوگوں میں پھیلتا جارہا ہے۔ ابھی بھی میرے شہر ہالا میں دو تین اموات ایسی ہوئی ہیں جن کے بارے میں doctors نے بتایا ہے کہ کسی کے گردے خراب ہو گئے ہیں، کسی کو کیا ہو گیا، لیکن وہ سارا cancerous material جو پانی میں آتا ہے، اس کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو میری گزارش ہو گی کہ اس کا کوئی حل نکالا جائے۔ Sindh Government نے اس کے لیے بہت زیادہ funds رکھے ہوئے ہیں، لیکن ظاہر ہے وہ صرف میرے حلقے کے لیے نہیں ہیں، وہ دوسرے علاقوں کے لیے بھی ہیں۔ تو اگر Federal Government بھی اس میں اپنے کچھ funds دے دے، تو میرے خیال میں آپ کا حلقہ بھی صحیح ہو جائے گا، میرے خیال میں وہاں پہ بھی زہریلا پانی ہو گا، کیونکہ آپ کے حلقے سے ہو کر پھر میرے حلقے میں آتا ہے۔ تو ہمارا یہ مسئلہ حل کروادیں۔

سیلاب کے دوران سندھ کے جو اضلاع زیادہ hit ہوتے ہیں ان میں مٹیاری ضلع بھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ NDMA جن کے پاس بہت سارے پیسے اور اختیارات بھی ہیں، ان کو چاہئیے کہ وہاں پر relief centers بنائیں، کہ جو لوگ سیلاب کی وجہ سے آکر بند پر بیٹھ جاتے ہیں، جو غریب لوگ ہیں اور جب تک پانی نہ اتر جائے تو وہ بند پر بیٹھے رہتے ہیں، ان کے رہنے کے لیے کوئی ایسا مرکز بنائیں جو حکومت کے زیرِ انتظام ہو، حکومت اس کو سنبھالے، تاکہ ان کو بند پر بیٹھنا نہ پڑے۔ کیونکہ ان کی خواتین اور بچے ہوتے ہیں، اور آپ کو پتا ہے کہ اس زمانے میں جو لچے loafer لوگ ہیں وہ

بھی active ہو جاتے ہیں، خواتین کی توہین کرتے ہیں، کھانا نہیں پہنچاتے۔ اگر ایک جگہ پر وہ بندوبست ہو جائے گا تو ہمارے لیے بھی آسان ہو گا اور لوگ بھی دعائیں دیں گے۔ میرے حلقے میں کم از کم ایسے تین centers بننے چاہیئں۔ ایک تحصیل ٹیاری کے لیے، ایک تحصیل ہالا کے لیے، اور ایک تحصیل سعید آباد کے لیے۔۔۔۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

مخدوم جمیل الزمان: دوسری زیادہ شدید ضرورت نوکریوں کی ہے، کیونکہ نوکریاں نہیں ملتیں اور نوجوان سخت پریشان ہیں۔ آپ کو بھی messages کرتے ہوں گے، میرے بھائیوں کو بھی messages آتے ہوں گے۔ اگر Federal Government کوئی ایسا طریقہ نکالے تو ہمارے لیے اور ہماری Sindh Government کے لیے بھی آسانی ہو جائے گی۔ لوگوں کو نوکریاں ملیں گی تو ایک اور burden بھی کم ہو جائے گا۔ اس پر ذرا توجہ دیں۔

سر! ہمارے دو airports ہیں۔ ایک کراچی کا اور ایک حیدر آباد کا ہے۔ کراچی کا international airport ہے، ہم آتے جاتے ہیں، لیکن وہ ہمیں ایسا یاد ہو گیا ہے کہ آنکھیں بند کر کے بھی جائیں تو ہمیں پتا چل جاتا ہے کہ کہاں پر ہمیں ٹھوکر لگے گی، کہاں پر ہمیں escalator بند ملیں گے، کہاں پر پانی آتا ہوا ملے گا۔ تو اس پر ذرا توجہ دیں، اس کو دیکھیں۔ آخر کراچی ہے، کراچی کوئی معمولی شہر نہیں ہے، کراچی ہمارے سندھ کی شہ رگ ہے، تو اس کا airport ایسا ہے کہ جیسا کسی چھوٹے شہر کا airport بھی نہیں ہو گا۔

تو میں چاہتا ہوں کہ کراچی airport کو ذرا international level پر لایا جائے، اور کراچی airport کو ذرا عوام friendly بنایا جائے۔ وہاں کے FIA آئے روز passengers کے ساتھ لڑائی کرتے رہتے ہیں، آپ نے دیکھا ہو گا، passengers کی توہین کرتے رہتے ہیں۔ اس پر بھی ذرا نظر ڈالیں۔

حیدر آباد airport ہمارا بہت ہی ایک یادگار airport ہے، جو اس وقت ہمیں پتا نہیں کہ اس کی کیا صورت حال ہے۔ میں چاہوں گا کہ Prime Minister صاحب اور آپ جب سندھ آئیں تو پہلے جہاز میں آ کر حیدر آباد میں اتریں، تا کہ آپ کے آنے سے وہ airport ذرا سنورنے لگے گا اور اس میں زیادہ رونق آئے گی اور ہمارا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

اسی طریقے سے میں نواب شاہ airport کے لیے بھی بات کروں گا۔ وہ بھی کوئی اچھی حالت میں نہیں ہے۔ سکھر کے airport کا بھی آپ کو پتہ ہے کہ وہ بھی ایسا ہی ہے کہ جب ہم جنرل مشرف کے دور میں آتے تھے، ویسا ہی نظر آتا ہے۔ انہوں نے تھوڑا کچھ lipstick یا face wash لگائی ہوئی ہے، لیکن اور کوئی بھی بات نہیں۔ کراچی airport سمیت سب کی روداد ایک جیسی ہے، ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سر! بھٹ شاہ میں Radio Pakistan کی ایک branch ہے، لیکن ان کو بہت سی تکالیف ہیں۔ وہاں کے جو مزدور، officers اور lower staff بہت ہی تنگ آئے ہوئے ہیں۔ Radio Pakistan ہے، ابھی ہمارے تارڑ صاحب تشریف نہیں رکھتے، ورنہ میں ان کو

بھی کہتا۔ میں آپ سے گزارش کررہاہوں کہ آپ تارڑ صاحب کی نگرانی میں ایک team بنائیں، جو ان لوگوں سے ملے۔ بھٹ شاہ میں Radio Pakistan کی برانچ ہے۔(سندھ) پاکستان ریڈیو سٹیشن ہے تواگر وہ صحیح ہوگا تو میرے خیال میں عزت کی بات ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر بات کرنا چاہیں تو کرلیں۔

مخدوم جمیل الزمان: سر! بات تو کرناچاہ رہاہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرلیں، دومنٹ اور کرلیں۔

مخدوم جمیل الزمان: سر! دومنٹ کی بات یہ ہے کہ ہماراجو اعتماد ہے وہ بحال کیاجائے۔ کیونکہ ہم voters ہیں، ہم نے میاں شہباز شریف کواور آپ کو بھی vote دیاہے، اور لوگ ہمیں vote دیتے ہیں۔ تو Budget کے حوالے سے ہمارے لوگ مطمئن نہیں ہیں، ان کے بڑے خدشات ہیں، اور taxes بڑھتے جارہے ہیں۔ جو غریب ہیں، ان کا message یہی ہے کہ "ایک ستم اور میری جان، ابھی جان باقی ہے۔" ایک اور tax لگادیں لیکن کوئی اعتماد ضرور پیدا کریں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شاندانہ گلزار صاحبہ۔

محترمہ شاندانہ گلزار خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

Thank you, honourable Speaker, for offering me the opportunity to comment on the 2020-27 Budget, which unfortunately, in the last five budgets, is one of the worst budget ever to descend upon Pakistan.

Honourable Speaker! I can assure you that the way this Budget is designed; it is going to do three things. No. 1, it is going to make the poor Pakistani even poorer. It is going to shrink the middle class. And it has already made the rich, more rich. A classic recipe for the destruction of Pakistan, exactly what happened in the Roman Empire.

Honourable Speaker! Everything I say today will be backed up by examples, facts, and data given by the same documents provided to us by this Government, the economic survey of Pakistan, as well as the budget presented before this House.

Honorable Speaker! I can also assure you that this is not an anti-poverty Budget. This is an anti-poor Budget. It is designed to facilitate the destruction of Pakistan. And don't take my words lightly, honourable Speaker. You are the Custodian of this House. Every word I say will be recorded. If history proves me wrong, you are here and we can always take this up.

Honorable Speaker! In 2022, when Prime Minister Imran Khan was Ruling this country, despite the worst pandemic to hit the world for a hundred years, our economy was sliding at the top of the scale. We were the top three performing economies both on human infrastructure and trade. We had every known considerable indicator that showed that we were rising.

ہماری چمکتی economy کو گرادیا۔ میں آپ کو ثبوت دوں گی کہ انگریز کبھی بھی نہیں چاہتا کہ آپ کامیابی پائیں۔ یہ آپ مجھ سے لکھا ہوا لے لیں اور آج میں ثبوت دوں گی سپیکر صاحب! Simple example سے کہ یہ بجٹ نہ (ن) لیگ کا بجٹ ہے، نہ پیپلز پارٹی کا اور نہ پی ٹی آئی کا، یہ دو موروثی خاندانوں کا بجٹ ہے اور آپ دیکھیں گے کہ اگر اس نے پاکستان میں تباہی نہیں پھیری تو اگلے سال بھی بجٹ ہو گا۔ اگلے سال ہم بھی ہوں گے اور آپ بھی ہوں گے۔ میں آپ کو مثال دیتی ہوں جناب سپیکر! شہباز شریف جو آج بھی اپنے آپ کو وزیر اعظم کہتے ہیں انہوں نے آکر چار سال پہلے یہ کہا تھا کہ جو بندہ 30000 ہزار کماتا ہے وہ غریب ہے۔ عمران خان کی حکومت تھی اور پیٹرول 118 روپے لیٹر تھا۔ آج وہی پیٹرول 400 روپے سے زیادہ کا ایک لیٹر ہو گیا ہے اور شہباز شریف اور زرداری صاحب کی حکومت کہہ رہی ہے کہ جو بندہ 8400 روپے کماتا ہے وہ غریب ہے۔ لیکن جو 8500 کماتا ہے وہ غریب نہیں ہے۔ چار سال پہلے جو 30000 کماتا تھا وہ غریب تھا لیکن آج اس تباہی کے زمانے میں جو آٹھ ہزار پانچ سو کماتا ہے، وہ غریب نہیں ہے؟ اس منافقت اور اس جھوٹ کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔ سپیکر صاحب! یہ آپ کے پاس ہے۔ ہمارے ساتھ سوائے اللہ کی قوت کے کچھ بھی اور نہیں ہے۔ لیکن سچ اور جھوٹ اس Floor پر ہمیں پرکھنا پڑے گا۔

دوسری بات سپیکر صاحب! میں ہمیشہ سے یہ بات کہتی آرہی ہوں اور آئندہ بھی کہوں گی، کہ اگر پاکستان کا بیڑا غرق کیا ہے، تو وہ سیاستدانوں نے نہیں کیا، پیپلز پارٹی ہو، (ن) لیگ ہو، PTI ہو، JUI-F ہو، ANP ہو، ہر پارٹی میں سیاسی ورکر ہیں، پاکستان کے سچے دوست ہیں، لیکن قرضے یہ لیتے ہیں پیسے ہم واپس دیتے ہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دیتی ہوں، سپیکر صاحب۔ میں صرف آپ کو یہ پیسے اکٹھا کرنے کا طریقہ بتاتی ہوں۔ تین چیزوں پر ہم سے پیسہ اکٹھا کیا جارہا ہے۔ اور پیسے ہم اتارتے ہیں۔ اب مثال دیکھیں: بجلی، گیس، تیل۔ تین چیزیں۔

بجلی، جو پن بجلی ہے، وہ میرا صوبہ بناتا ہے۔ سپیکر صاحب! اڑھائی روپے پر ہم وفاق کو بجلی بیچتے ہیں، اور ہمیں وہی بجلی ساٹھ، ستر، اسی روپے میں واپس مل رہی ہے، پورے پاکستان کو۔ پیسہ کہاں جارہا ہے؟ گیس، بلوچستان اور خیبر پختونخوا سے نکلتی ہے۔ ہمارے صوبوں میں تو ملتی نہیں ہے۔ ہم تو ویسے بھی کسی کو پسند نہیں ہیں، اپنی معدنیات کی وجہ سے۔ لیکن باقی پاکستان کا کیا گناہ ہے؟ آپ کی پنجاب اور سندھ سے کیا دشمنی ہے؟ ان کو کیوں مہنگی گیس دے رہے ہیں؟ یہ جو IMF نے ہماری subsidy ختم کر دی ہے، غریب پر ختم کی ہے، مالدار پر کیوں نہیں ختم کرتے؟ میں اس کی اب مثال بھی آپ کو دوں گی۔

تیسری چیز ہے تیل، سپیکر صاحب! اس حکومت کے پاس اٹھائیس دن کے ذخیرے تھے تیل کے۔ جب ایران پر ساتھ امریکہ اور اسرائیل نے attack کیا، جنگ چھڑ گئی، وہ جو اٹھائیس دن کے ذخیرے یہاں پڑے ہوئے تھے، اس پر بھی tax لگا دیا گیا۔ جھوٹ بول کے کہ نیا tax ہے۔ وہ تو اللہ کا شکر ہے، کچھ دن بعد وہ جھوٹ ان کو خود واپس لینا پڑا۔ مجھے یہ بتائیں کہ جو بندہ motorbike چلاتا ہے، اس پر آپ نے سو روپے petrol مہنگا کر دیا، اور جو جہاز میں بیٹھتا ہے، اس کے لیے آپ نے سو روپے سستا کر دیا۔ مجھے بھی جہاز کا بہت شوق ہے، سپیکر صاحب! لیکن کیا غریب پاکستانی جہاز میں بیٹھ سکتا ہے؟ اور تو چھوڑیں، جو business class میں اڑے گا، اس پر business tax بھی ختم کر دیا۔

سپیکر صاحب! تھوڑا سا رب العالمین سے خوف کریں۔ دیکھیں، ہم جب نماز بھی پڑھتے ہیں، ہم کہتے ہیں الحمد للہ رب العالمین۔ رب المتقین یا رب المسلمین نہیں کہتے۔ جب غربت آتی ہے، پیپلز پارٹی والے پر، PML-N والے پر، PTI والے پر، جس طرح drone آتا ہے، چاہے وہ اہل سنت ہو، چاہے وہ اہل تشیع ہو، جس سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو، یہ غربت سب پر آ رہی ہے۔ یہ ان والوں پر بھی آ رہی ہے اور ہم والوں پر بھی آ رہی ہے۔ کیا کسی کو یہ احساس نہیں ہے کہ آپ لوگوں کی کھالیں اُدھیڑ رہے ہیں؟ لوگوں کو جواب نہیں دینا آپ نے؟ چلو رب سے تو کوئی نہیں ڈرتا، جو آج کل زندہ ہیں، لوگوں کا ہی سوچ لیں۔

Next point Speaker Sahib! اور سب سے غم والی بات ہے۔ میں نے جو آپ کو petrol کی بات کی، ہمارا آٹا، گوشت، انڈے، دودھ یا جو بھی چیزیں غریب کے خریدنے کی ہوتی ہیں، وہ جہازوں پر تو نہیں آتیں، وہ motorbikes، چنگ چی اور Suzuki پر آتی ہیں۔

جب آپ نے ان تینوں چیزوں پر tax بڑھا دیا، گیس، بجلی، تیل، آپ سوچیں، جو یہ تین percent یا سات فیصد آپ نے تنخواہ داروں کی تنخواہیں بڑھاہیں، یا آپ کہہ رہے ہیں ہم نے business میں چھوٹ دے دی ہے، یہ جو آپ نے پہاڑ ڈال دیا ہے لوگوں پر، یہ کون sort out کرے گا؟ میں تو simple english کی بات کر رہی ہوں، simple numbers کی۔ میں تو complicated چیزوں میں گئی بھی نہیں ہوں۔ آگے speeches آئیں گی، لیکن سپیکر صاحب، اتنی بات بتا دوں، جو one percent چھوٹے دوکاندار پر ڈال دیا ہے تو کاش یہ منشا صاحب پر بھی ڈالتے۔ منشا صاحب جو آپ کا خاص الخاص ہے اور آپ کے دوستوں کا دوست ہے، ان پر تو tax نہیں آتا، اور پاکستان کے جو بڑے بڑے سیٹھ ہیں ان پر تو tax نہیں آتا اور جو سب سے غریب دکاندار گلی نکڑ والا ہے، اس پر tax آ گیا ہے۔ یہ جواب، سپیکر صاحب، ہم سے ہی مانگا جائے گا۔ ہم جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں، I can assure you, Mr. Speaker Sahib, لوگ نہیں چھوڑینگے۔ Let's move on to the next issue.

آپ کا جو یہ Budget ہے، سپیکر صاحب! یہ بنایا کس لیے ہے؟ مریم باجی اور بلاول بھائی، ان دو خاندانوں نے جو قرضے لیے ہیں، بی بی صاحبہ نے اور ان کے بچانے، پورے پاکستان کے PIA کو دس ارب میں بیچا، دس ارب میں، اور بی بی مریم صاحبہ نے اپنے لیے ایک جہاز بارہ ارب میں خرید لیا ہے۔ اس میں کبھی ان کا بیٹا گھوم رہا ہوتا ہے، کبھی ان کا والد گھوم رہا ہوتا ہے۔ عوام کی تو چلو کمر توڑ دی آپ نے، لیکن جو آپ کا سترہ کھرب کا

budget ہے،اس میں سے آٹھ کھرب مریم اور بلاول کے جو خاندان ہیں، دو سو لوگ ہوں گے، چار سو لوگ ہوں گے، ان کے لیے، وہ قرضوں کو ختم کرنے کے لیے، آپ عوام کی جیب سے آٹھ کھرب لے رہے ہیں۔ لیکن باقی پاکستانی کتنے رہ گئے ہیں؟ پچیس کروڑ چودہ لاکھ۔ انکے لیے کتنا پیسہ مختص کیا ہے؟ بتاؤں کتنا پیسہ ہے سپیکر صاحب، پچیس کروڑ چودہ لاکھ عوام کے لیے آپ نے ایک کھرب روپے مختص کیا، جس میں آپ کے چھ صوبے، جس کو میں AJK اور GB بھی لے کے آ رہی ہوں، ان کی سڑکیں، ان کے ہسپتال، ان کی دوائیاں، ان کے ڈیم، ایک کھرب روپے میں بنیں گے۔ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے، سپیکر صاحب؟ دو خاندانوں کے لیے آٹھ کھرب روپے اور پورے پاکستان کے لیے ایک کھرب روپے۔ ساری دنیا یہ دیکھ رہی ہے۔ ہاں، رہ گیا آپ کے پاس کھاتے میں پانچ کھرب۔ اس میں آپ نے حکومت بھی چلانی ہے، تنخواہیں بھی دینی ہیں، investment کو بھی invite کرنا ہے، telecoms بھی کرنی ہیں، ہر چیز آپ نے ان پانچ کھرب میں چلانی ہے۔ صرف دو خاندانوں کو خوش کرنے کے لیے، سپیکر صاحب! یہ قیمت ہمیں ادا کرنی پڑے گی۔ یہ مجھ سے آج لکھوالیں۔ میں آپ کو ثبوت کے ساتھ ہر بات بتا رہی ہوں، کسی کو پسند ہو یا کسی کو ناپسند ہو۔

Next point Speaker Sahib! پچھلے سال جو ہمارے شاہینوں نے مودی کا منہ توڑا، اس وقت ہم کھڑے تھے، ہم آج بھی اپنی فوج کے ساتھ، اپنے شہداء کے ساتھ کھڑے ہیں، کیونکہ عمران خان یہ بات کہتا تھا، جس کو یہ لوگ selected کہتے تھے، یہ عمران خان کہتا تھا کہ میری فوج، میرے شہداء، میری پولیس، میرا پاکستان۔

GB پر آتے ہیں، سپیکر صاحب! ابھی election سے میں وہاں سے ہو کے آئی ہوں، ہنزہ والوں سے مل کے آئی ہوں۔ وہ خون کے آنسو روتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ کہ چلو، آپ تو ہمیں اپنا حصہ سمجھتے نہیں ہو، نہ مانتے ہو اور نہ جانتے ہو۔ پانی ہم پر روکا ہوا ہے، بجلی ہم پر روکی ہوئی ہے، بزنس آپ ہمیں نہیں کرنے دیتے۔ ہمارے نوجوان، ہماری عورتیں، پڑھے لکھے لوگ ہیں، ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔ سوست کا بارڈر بند کر دیا، ان کا بزنس راولپنڈی میں ڈال دیا۔ یہ کہاں کی عقل ہے؟ کیا پاکستان میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں ہے؟ ہم لوگوں کو بند کرنا اور ان کا منہ بند کرنا جانتے ہیں۔ Is this what we do to regulate Pakistanis? I will end on the next point, Mr. Speaker. AJK آزاد کشمیر لہولہان ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے پانچ سو لوگ شہید ہوئے ہیں، کوئی کہتا ہے پانچ سو زخمی ہوئے ہیں۔ مجھے exact number نہیں پتا، لیکن جن لوگوں سے میری بات ہوتی ہے تو وہ ایک ہی گلہ کرتے ہیں کہ آپ کو امریکہ کے لیے، امریکہ کا وہ گندا Defence Minister Pete Hegseth کہتا ہے کہ "it is not Shia Islam nor Sunni Islam which is the enemy, it is all of Islam which is an enemy"۔ اس گندے ملک کے لیے آپ ثالثی کر رہے ہیں ایران کے ساتھ، لیکن افغانستان کے لیے آپ ثالثی نہیں کر سکتے، آزاد جموں کشمیر کے مسلمانوں کے لیے آپ ثالثی نہیں کر سکتے۔ تب آپ کی زبان "صم بکم عمی فہم لا یرجعون" ہو جاتی ہے۔ مسلمان آپ کو مسلمان نہیں لگتا۔ چلو پاکستانی کی تو کوئی اوقات نہیں ہے، مسلمان کی بھی کوئی اوقات نہیں ہے۔

سپیکر صاحب! zero by zero بجٹ، foreign policy اور performance ہے۔ But, I still have faith in this House.

سپیکر صاحب! آپ سے مخاطب ہوں۔ ہر سال آپ کو یہ بات کہتی ہوں۔ You are the Custodian of this House. For God sake, wake up your people. Tell them to wake up before it is too late. یہ پاکستان میرا بھی ہے، یہ میرا پاکستان آپ کا بھی ہے۔ ستائیس رمضان کو اللہ تعالیٰ نے جب ہمارا ملک بنایا، یہ امریکہ کی غلامی کے لیے نہیں بنایا تھا۔ یہ ہم سب کا پاکستان ہے۔

میں بار بار کہتی ہوں، یہ تمام solutions سیاست، مفاہمت اور سوچ سے نکلیں گے اور جب تک بے گناہ عمران خان جیل میں بیٹھا رہے گا، آپ اس کو پانچ سال مزید قید میں رکھیں، پاکستان ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ Bring him out, help Pakistan and help yourself. پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ساجد خان صاحب۔

جناب ساجد خان: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! اس بجٹ میں ex-FATA کے ضم اضلاع کے لیے 56 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اگر ہم پچھلے بجٹ کو دیکھیں تو ہمارے لیے 64 ارب روپے رکھے گئے تھے۔ تو ہم یہ سوال پوچھتے ہیں کہ آیا فاٹا نے ترقی کی؟ کیا وہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہنے لگی ہیں؟ پہلے آپ نے چونسٹھ ارب کا وعدہ پورا نہیں کیا تھا، دوسری طرف آپ نے کٹوتی بھی کر دی۔

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے 2018 میں جاتے جاتے FATA merger کروایا اور انہوں نے ایک وعدہ کیا تھا کہ ہم NFC میں آپ کو 3% دیں گے۔ پچھلے دنوں سی ایم صاحب کے ساتھ پرائم منسٹر صاحب نے ایک وعدہ کیا، جو کہ فارم 47 کا پرائم منسٹر ہے، نہ اس کا کوئی وعدہ ہے، نہ اس کے قول و فعل میں کوئی سچائی ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم چھ مہینوں میں NFC میں آپ کے share کو یقینی بنائیں گے اور ہم صدر صاحب کو لکھیں گے، لیکن ہمارے جو پچھلے dues ہیں، 216 ارب روپے NFC کے، جو 2018 میں merger کیا تھا، اس کے مطابق ہمیں سب سے پہلے وہ چاہیئں۔ ہماری حکومت میں عمران خان صاحب نے فیڈرل اور صوبے سے پیسے کاٹ کر سو ارب روپے دیے تھے۔ فاٹا کے جتنے ممبران تھے، چاہے اُن کا تعلق جس پارٹی سے بھی تھا، ہر مہینے خان صاحب ان کو بلاتے تھے اور فاٹا کے حوالے سے ان سے بات کرتے تھے اور ان کو on board لیتے تھے۔ میں نے جب پارلیمنٹ میں دیکھا تو ہمارے پنجاب کے جتنے ساتھی ہیں، سندھ کے جتنے ساتھی ہیں، وہ roads کی بات کر رہے ہیں اور وہ ترقی کی بات کر رہے ہیں۔ ہم فاٹا کے لیے زندگی اور امن مانگ رہے ہیں کہ ہمیں امن دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے فاٹا میں تقریباً تین قسم کے روزگار ہیں۔ ایک ہمارا ماربل ہے۔ دوسری marble industry ہے اور تیسرا ہمارا جو افغانستان کے ساتھ بارڈر ٹریڈ ہے۔ Marble industry ہماری بجلی کی وجہ سے، mining کی جتنی industry ہے، وہ ڈیزل اور

پیٹرول کی وجہ سے بند ہو چکی ہیں۔ وہاں بے روزگاری میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ہمارے بارڈرز بند ہو چکے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی تمام industry، خواجہ آصف صاحب اور جو ذمہ دار بندے بیٹھے ہیں، اگر وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کی تمام انڈسٹری چلے، وہاں روزگار ملے تو آپ کو افغانستان کے تمام بارڈر کھولنے ہوں گے۔ جب ہماری حکومت تھی تو سپیکر صاحب نے ایک committee بنائی تھی۔ افغانستان اور جتنے وسطی ایشیا کے ممالک ہیں۔ اس کمیٹی نے تقریباً تین چار ممالک کے visits بھی کیے۔ اگر اس committee پر دوبارہ کام کیا جائے، ان ممالک کے ساتھ بات کی جائے، افغانستان کے ساتھ ہمارے جتنے راستے ہیں ان کو کھول دیا جائے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو اوروں سے قرض بھی نہیں لینا پڑے گا اور پاکستان کی تمام industries ان شاءاللہ اس سے چلیں گی۔ ہمارے فاٹا میں روزگار کی یہی position ہے۔

دوسری طرف جب ان حالات سے ہم تنگ آتے ہیں اور ہم پاکستان کے مختلف شہروں میں آتے ہیں تو ہم ایسے ہوتے ہیں جس طرح ہماری پیشانی پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ خواجہ آصف صاحب اور جو ذمہ دار بندے ہمیں سن رہے ہیں، آپ یقین مانیے کہ ہمارے پشتونوں کو ان شہروں میں اس طرح تنگ کیا جاتا ہے۔ میں امیر مقام اور ہمارے جتنے پشتون بیلٹ کے رہنما ہیں، ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ اپنے لیڈران سے پوچھیں کہ کیوں لاہور، پنجاب، اسلام آباد، کراچی اور لاہور میں ہمارے پختونوں کے ساتھ یہ رویہ روا رکھا جا رہا ہے؟ ان سے یہ مانگا جا رہا ہے کہ آپ ہمیں 1960, 1965, 1970 and 1980 کے ریکارڈز دکھائیں۔ ان کے پاس شناختی کارڈ ہوتو ہوتا ہے، لیکن پھر بھی ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ آپ پاکستانی ہیں یا نہیں ہیں۔ ہمیں مختلف شہروں میں جس حوالے سے تنگ کیا جاتا ہے وہ افغانیوں کے نام پہ ہمیں تنگ کیا جاتا ہے۔ افغانیوں کی ہم نے جتنی بھی مہمان نوازی کی ہے، ہمیں اس پر فخر ہے اور اگر ہماری ریاست نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم افغانیوں کو نکال رہے ہیں تو ٹھیک کیا ہے، یہ ان کی پالیسی ہے ہم بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ لیکن اس حوالے سے ہمارے پشتونوں کو مختلف شہروں میں اس نام پہ تنگ کیا جاتا ہے، ان سے پیسے لیے جا رہے ہیں، ان کو مختلف ثبوت دکھانے پڑتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں۔ تو لہٰذا اس حوالے سے پختونوں کو مزید تنگ نہ کیا جائے۔ ہمارے پختونوں کے NICs اور passports block کیے جا رہے ہیں۔ تو میں تمام پاکستان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان حالات میں کیا ہم محب وطن پاکستانی بنیں گے یا ہم باغی بنیں گے؟

اور میں تمام پاکستان کے جتنے بڑے بڑے لوگ ہیں، جتنے بھی ہمارے بڑے بڑے اپنے آپ کو رہنما کہتے ہیں ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے FATA کے جن مسائل کا ذکر کیا، خدا کیلئے ہم امن کیلئے، ہم اپنے آپ کو سینوں سے لگانے کیلئے آپ سے درخواست کر رہے ہیں۔ اور جو آپ ہمیں تمغے لگاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آپ محب وطن ہیں، آپ ہمارے بے تنخواہ فوجی ہیں اور آپ غیرت مند ہیں، تو یہ پچھلی budget speech میں بھی میں نے کہا تھا کہ یہ تمغے اور جتنے بھی بہادری کے کارنامے ہیں میں یہ تمغے، یہ جتنے بھی آپ نے بہادری اور شجاعت کے تمغے ہمیں لگائے ہیں میں یہ اپنے پنجاب کے بھائیوں کو، بلوچ بھائیوں کو، سندھی بھائیوں کو لگانا چاہتا ہوں۔ لیکن ہمیں صرف امن دیں، ہمیں تہذیب یافتہ شہری بننے دیں، ہمیں اس ملک میں رہنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ طاہرہ اورنگزیب صاحبہ، موقع دیا wind up کرنے کا، ایک منٹ طاہرہ اورنگزیب صاحبہ، آخری موقع دے رہا ہوں۔

جناب ساجد خان: اس طرف کوئی ذمہ دار بندہ بیٹھا ہے، میں نے جس طرح کہا کہ آپ نے جاتے جاتے فاٹا merger کروایا تو ان سے میں کہتا ہوں کہ اس بجٹ میں فاٹا میں 56 ارب روپے آپ نے رکھا ہے، کوئی ایک project ہمیں بتائیں کہ آپ نے اس لیے رکھا ہے۔ آخری بات، پچھلی دفعہ میرے ضلع میں صرف عمران خان صاحب نے پانچ مرتبہ visit کیا تھا۔ اس طرح ہر قبائلی علاقے میں وہ گئے تھے۔ میں خواجہ آصف اور اس طرف جتنے ذمہ دار بندے بیٹھے ہیں۔ ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ فاٹا میں آگ اور خون کی جو ہولی کھیلی جا رہی ہے، صرف ایک ضلع بتا دیں کہ مسلم لیگ (ن) کے یا حکومتی بینچز کے کسی ایک بندے نے اس طرف کا visit کیا ہو تو میری درخواست ہے کہ ہمیں امن دیا جائے، ہمیں تعلیم دی جائے اور ہمیں امن سے رہنے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ طاہرہ اورنگزیب صاحبہ۔

محترمہ طاہرہ اورنگزیب: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ایوان میں بیٹھے ہوئے اس طرف اور اس طرف اپوزیشن کی طرف جو میرے بھائی بہنیں بیٹھے ہیں، سب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ یہ تمام تر اختلافات، سخت حالات کے باوجود تیسرا سال ہے تسلسل کے ساتھ کہ یہ پارلیمنٹ کا اجلاس چل رہا ہے اور تیسرے پارلیمانی سال میں اسے لانے میں جو دونوں طرف کے افراد ہیں وہ اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ پاکستان میں پارلیمنٹ کی موجودگی اور عوام کی نمائندگی قائم رکھنا یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ مسائل کا حل بیٹھ کر بات چیت سے کیا جاتا ہے۔ کل وزیر اعظم صاحب اور اس ایوان میں جب اپوزیشن کی قیادت کے درمیان گفتگو ہوئی تو مجھے بطور ایک سیاسی کارکن کے یہ یقین ہوا، میرا ایمان مزید پختہ ہوا کہ dialogue کے ذریعے ہی مسائل کا حل ہو سکتا ہے اور مسائل کے حل کے لیے کوئی اور دو رائے نہیں کہ سیاسی استحکام ہو گا، مالی استحکام ہو گا تو دفاعی استحکام ہو گا۔ ریاست کے تمام ادارے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، ہمیں ایک دوسرے کا احترام بھی کرنا ہے اور ایک دوسرے کو تھامنا بھی ہے۔ اگر پچھلے تین سال سے ہمیں مالی پریشانی کا سامنا ہے تو ابتدائی دو سال جو تھے وہ سڑکوں پر دھرنے، لاک ڈاؤن اور موٹر وے اور فساد کی نظر ہو گئے۔ ہم کیسے سوچ سکتے ہیں کہ اسلام آباد کے Blue Area میں آگ لگی ہو اور ملک میں استحکام بھی ہو؟ اگر موٹر وے پر احتجاج ہو رہا ہو اور میدان جنگ بنا ہوا ہو تو کیا ملک میں مالی استحکام آ جائے گا۔ ایک مجھے بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے ایک آدمی ضائع کر دیا، سابق وزیر اعلیٰ جنہوں نے یہ بیان دیا کہ میں اسلام آباد کی مارگلہ کی پہاڑیوں سے بھاگتا ہوا مانسہرہ پہنچا۔ تو ہم اگر او لمپکس میں انہیں بھیجتے تو گولڈ میڈل ہم جیت سکتے تھے۔ جو پاکستان کے لیے ایک اعزاز ہوتا، ہم نے وہ بندہ ضائع کر دیا۔ اتنا تیز سابق وزیر اعلیٰ تھا تو ہمیں تو انہیں بھیج کر میڈل جیتنا چاہیئے تھا۔ ہمارے حصے میں ہر بار IMF کی سختیاں آئیں۔ میں تو کہوں گی کہ سیاسی عدم استحکام اس ملک کے دشمنوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ہم جب دیکھتے ہیں کہ پاکستان کے اندر سیاسی عدم استحکام ہوتا ہے، ہم کمزور ہوتے ہیں تو دشمن کبھی مشرقی طرف سے، کبھی مغربی طرف سے پاکستان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور یہ حملے جو

ہیں اللہ تعالیٰ پاکستان کی عسکری قیادت کو اسی طرح متحد اور قائم رکھے جس طرح سے فیلڈ مارشل جناب سید عاصم منیر صاحب نے "معرکۂ حق" پاکستان کے لیے لڑا اور ہم جیتے۔ اپنے سے دس گنا بڑے ملک کے ساتھ ہمارا مقابلہ تھا جو معاشی لحاظ سے بھی ہم سے بہت بڑا تھا، لیکن ہم اس سے "معرکۂ حق" پاکستان میں جیتے اور "بنیان المرصوص" میں جیتے۔ میں یہ خوشی سے کہتی ہوں کہ ہماری حکومت نے دفاعی بجٹ میں اضافہ کیا، اس سے بھی زیادہ اضافہ کریں تو بہتر ہے کیونکہ جب ملک میں مالی استحکام ہو گا تو ہمارا دفاع بھی مضبوط ہو گا۔

جناب سپیکر! میں تیزی سے بدلتی ہوئی مشرقِ وسطیٰ کی صورتحال پر بھی بات کرنا چاہوں گی کہ جب مشرقِ وسطیٰ میں صورتحال بدلی تو اس کا indirect اثر پاکستان کے عوام، حکومت اور مالی استحکام پر بھی پڑا۔ جب مشرقِ وسطیٰ میں یہ حالات ہوئے جنگ کے تو اس کے اثرات پاکستان پر بھی پڑے۔ جنگ کی وجہ سے تو پاکستان کے عوام نے بھی بڑی مشکلات دیکھی اور وہ تمام تکالیف سہی ہیں، وہ ڈائریکٹ طور پر اس کے اثرات ہم پر پڑے۔ تین سالوں میں سیاسی تناؤ، معاشی اثرات، عدم استحکام اور دفاعی چیلنج اس حکومت اور عوام نے مل کر سہے۔ ہمارے اتحاد کا پھل آج یہ مل رہا ہے کہ ہمارے حالات صحت کی جانب بہت تیزی سے بہتری کی طرف گامزن ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ پاکستان کے اندر آبادی کا بے ہنگم پھیلاؤ ہے اور خاص طور پر اسلام آباد کے لیے جو حکومت نے اس وقت صحت کی مد میں بجٹ 53 فیصد رکھا ہے، اس میں سب سے پہلے یہ ہے کہ اس کے 1.5% پر امراضِ قلب کا ہسپتال بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس سے اسلام آباد اور راولپنڈی اور گردونواح کے لوگ بھی استفادہ حاصل کریں گے۔ اور اس کے علاوہ میں آپ کو ایک اور بات کہنا چاہوں گی، خاص نکتہ ہے کہ ہم نے کینسر کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ہم نے کینسر جیسے موذی مرض پر جو حفاظتی ٹیکے ہوتے ہیں ان پر سے تمام ٹیکس اور ڈیوٹیز ختم کر دی ہیں تاکہ عوام کروڑوں اور لاکھوں کے ٹیکے جو ان کی دسترس سے باہر تھے، اب حاصل کر سکیں۔ یہ ایک ایسا کام حکومت نے کیا ہے کہ ہم نے وہ ٹیکس اور ڈیوٹی ختم کر دی ہے جس سے وہ ٹیکے اب عوام کو زندگی کی امید دلانے میں اہم کردار ادا کریں گے اور ہر آدمی کی پہنچ میں وہ ٹیکہ ہو گا جو پہلے نہیں تھا۔ پھر حکومت نے تنخواہوں اور پنشن میں 7 فیصد اضافہ کیا۔ پاکستان کے متوسط طبقے کے لیے credit card کی سہولت بھی دی۔ اب صرف امیروں کی عیاشی نہیں، متوسط طبقے کے لوگ بھی اس credit card سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ International transactions پر جو 5 فیصد ٹیکس تھا اسے ختم کر کے 0.5 فیصد کر دیا گیا۔ نہ صرف یہ ہماری economy کی stability کے لیے اہم ہے بلکہ صارفین کے لیے بہت بڑی سہولت ہے۔ اس حکومت پر تنقید کرتے ہوئے خدارا ایک بات کا خیال رکھیں کہ اس حکومت کو یہ credit بھی دیں اور ایک اہم نقطہ یہ بھی ہے کہ جب ملک کے اندر آئین زندہ ہوتا ہے تو جمہوریت پھلتی پھولتی ہے اور وہ اپنے مسائل کا حل آئین سے نکالتی ہیں۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ملک مالی مشکلات کا شکار تھا، لیکن ہم نے کہیں بھی امداد کی درخواست نہیں کی بلکہ پہلی مرتبہ ہم نے Article 164 کے تحت اپنے مالی حالات کو سنبھالنے کے لیے اس Article کا سہارا لیا۔ تمام صوبوں نے وفاق کو مضبوط کیا اور سب سے بڑا credit Punjab Government کو جاتا ہے کہ انہوں نے سب سے زیادہ وفاق کو اس مد میں رقم دی۔

یہ ملک ہم سب کا ہے اس میں اپوزیشن بھی ہے Government بھی ہے۔ لیکن ملک پر جب خدانخواستہ کوئی آنچ آتی ہے تو کوئی پنجابی، کوئی سندھی، کوئی پٹھان اور کوئی بلوچی نہیں ہے۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔ یہ ملک اگر استحکام حاصل کرے گا تو ہم سب مستحکم ہوں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ گھر سے باہر نکل کر بھیک نہیں مانگنے گئے۔ ہم نے گھر کے اندر اس کا حل ڈھونڈا اور تمام صوبوں نے وفاق کو مضبوط کیا۔

ایک اور بہت اہم مسئلہ ہے کہ 838 ارب کی رقم BISP کے لیے رکھی گئی۔ جس سے 1.2 کروڑ خاندان مستفید ہوں گے۔ زراعت کی مد میں 300 ارب روپیہ digital قرضے کے طور پر کسانوں کے لیے مختص کیا گیا اور ہم نے بڑے ہی اعتماد کے ساتھ بحران کو اعتماد کے ساتھ کیا 4528 ارب کا معشیت کا ایک عالمی record ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس بجٹ کو صحیح نہیں سمجھا تو وہ دیکھیں کہ Real Estate کی مد میں جو ہم نے 7E tax ہی ختم کر دیا ہے 71 ارب روپیہ اپنا گھر سکیم کے لیے اور اس کے علاوہ جو دفاعی معرکہ حق ہم نے جیتا اور بنیان المرصوص کے لیے۔ اگر تمام بجٹ اس پاکستان کا صرف دفاع کی مد میں دے دیا جائے تو یہ بھی بہت بہت بڑا احسان ہوگا۔ ہم پھر بھی افواج پاکستان کا احسان نہیں اتار سکتے۔ جس طرح سے وہ ہمارے اس ملک کی سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور جن ماؤں کے بچے شہادتیں دے رہے ہیں وہ مائیں قابل سلام ہیں، وہ بیٹیاں، وہ بہنیں، وہ مائیں جن کے بچے پاکستان کی سرحدوں پر ہم سو رہے ہوتے ہیں اور وہ جاگ رہے ہوتے ہیں، وہ جاگ کر پاکستان کا دفاع کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم انہیں تمام خواتین، تمام بہنیں، تمام سیاسی جماعتیں salute پیش کرتی ہیں اور وزیراعظم صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ ان کی پوری team کو جناب نائب وزیراعظم اسحاق ڈار صاحب کو، وزیر خزانہ اور نگزیب صاحب کو اور دیگر تمام کابینہ کے ممبران کو کہ جنہوں نے اس بجٹ کو بنانے میں وزیراعظم صاحب کے ہاتھ مضبوط کیے اور اس پاکستان کو ایک مرتبہ پھر مالی استحکام کی پٹڑی پر لے کر آئے۔ میری اپوزیشن کے بھائیوں اور بہنوں سے بھی گزارش ہے صرف کہ یہ نقطوں سے تنقید نہ کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی mike کھولیں۔

محترمہ طاہرہ اورنگزیب: ٹیکس کے حوالے سے جناب مرزا اختیار بیگ صاحب نے جتنی تقاریر ابھی تک اس House میں ہوئی ہیں سب سے زیادہ اچھی تقریر جناب مرزا اختیار بیگ صاحب نے کی۔ ان کی تقریر اور suggestions بہت مثبت تھیں اور میں ان کی بھرپور تائید کرتی ہوں۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر مہیش ملانی صاحب۔

ڈاکٹر مہیش کمار ملانی: Thank you ڈپٹی سپیکر صاحب آپ نے 27-2026 کے بجٹ پہ بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ 27-2026 کی بجٹ بہت مشکل بجٹ ہے۔ یہ تقریباً میں بھی 13، 12 بجٹ speech سن بھی رہا ہوں، کر بھی رہا ہوں۔ تو اس میں جو اپوزیشن والے کہتے ہیں کہ یہ بجٹ عوام دشمن ہے اور Treasury والے کہتے ہے کہ عوام دوست ہیں۔ لیکن میں اس بجٹ کو بہت مشکل بجٹ کہوں گا اور مشکل حالات میں اس کو ہم support کر رہے ہیں۔

ان مشکل حالات میں اس بجٹ سے پہلے کافی باتیں ہوتی رہیں ہیں کہ NFC Award roll back کیا جائے گا 18th amendment roll back کی جائے گی کیونکہ 18th amendment ہمارے پیپلز پارٹی کے لیے کرینگے کی ہڈی کے برابر ہے۔اس میں ہمارے چیئرمین بلاول بھٹوزرداری صاحب نے 18th amendment اور NFC اور صوبوں کو autonomous کرنے کے حوالے سے بھرپور کوششیں کی ہوئی ہیں اور ہمارے ملک کو کافی مشکلات تھیں اور سیکیورٹی کے حوالے سے ہماری پاک افواج جو شہادتیں دے رہی ہیں، جو KPK کی صورتحال ہے، بلوچستان کی صورتحال ہے اور انڈیا کے خلاف جنگ کی صورتحال جو آپریشن کی صورت میں سندور آئی تھی۔۔تو اس میں ہم سلام پیش کرتے ہیں ہماری پاک افواج اور ہماری عوام، ہماری حکومت اور ہماری پارٹی سب نے مل کے اس کو face کیا اور انڈیا کو ہم نے شکست دی اور انڈیا نے شکست تسلیم کی اور اس کے سبب وہ اب سندور 2 کا سوچ رہے ہیں اگر وہ فاتح ہوتے، تو کبھی بھی سندور 2 کا نہ سوچتے۔

اور ان مشکل حالات میں Federal Government جو deficit cover نہیں کر رہی تھی تو اس وجہ سے یہ کافی چیزیں آرہی تھی کہ NFC Award کو revert کیا جائے گا، یہ کیا جائے گا۔ لیکن ہم سلام پیش کرتے ہیں ہمارے چیئرمین اور ہماری finance team جو پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے۔ جس کو Finance Minister نے بھی اپنی پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی جو ٹیم تھی اس نے بہت مثبت suggestions دیں اور اس حوالے سے انہوں نے جو formula پیش کیا۔ جس میں چاروں صوبوں نے اپنے development کا حصہ کاٹ کے Federal Government کو بجٹ بنانے میں مدد کی۔ جو تقریباً 1300 بلین جو روپے دیے گئے ہیں تین سال کے لیے اور NFC کو بالکل چھیڑا نہیں گیا ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی ٹیم کا بہت اچھا رول ہے جو Minister صاحب خود appreciate بھی کر رہے ہیں۔

پاکستان پیپلز پارٹی جو بھی suggestions دے گی یقیناً وہ حکومت کو follow بھی کرنی چاہیئں اور ہمارے Co-Chairman آصف علی زرداری صاحب جب یہاں اسمبلی میں MNA تھے تب کہا تھا PTI کے حوالے سے کہ یہ حکومت اپنی ناقص کارکردگی سے گرے گی اس کو اور کوئی نہیں گرائے گا۔

تو میں ابھی جو حکومت ہے اس کو یہ ضرور کہوں گا جب تک آپ کو ہمارے Co-Chairman اور Chairman کی suggestions ملتی رہیں گی اور ان کو follow کرتے ہیں گے تو آپ کی حکومت کبھی نہیں گرے گی۔

یہ بجٹ بہت مشکل بجٹ ہے۔اس میں عوام کو بڑی مشکلات ہیں۔ لیکن اس میں کچھ چیزیں مثبت بھی ہیں جن میں سپر ٹیکس کو ختم کیا گیا ہے یا کچھ taxes کم کیے گئے ہیں اور خاص کر کے جو تنخواددار طبقے کے لیے انہوں نے 7 % جو raise کیا ہے وہ بہت کم ہے اس کو زیادہ ہونا چاہیئے تھا اور taxes میں انہوں نے تھوڑا سا relief دیا ہے، زیادہ نہیں دیا ہے۔ تو اس میں لوگ پریشان ضرور ہیں اور روزگار کے حوالے سے بھی مایوسی ہے۔ یہ

ایک نعرہ ضرور ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی آئے گی تو روزگار لائے گی۔ جب بھی پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آتی ہے، چاہے Federal میں، سندھ میں، بلوچستان میں۔ تو وہاں پر روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔

میں چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب اور Co-Chairman آصف علی زرداری صاحب اور بہن آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو بھی میں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے گلگت بلتستان میں اچھی campaign چلائی جس کے نتیجے میں وہاں ہماری حکومت قائم ہوئی ہے اور گلگت بلتستان کے لوگوں نے ہمیں mandate دیا ہے حالانکہ وہاں کافی پارٹیاں تھیں۔ ان پارٹیوں نے وہاں یہ کہا کہ آپ کو پاکستان پیپلز پارٹی کیا دے گی؟ آپ کراچی اور، لاہور کی مثال دیکھیں۔ لیکن لوگوں نے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کا vision شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا جو وہاں کام تھا اور بلاول بھٹو زرداری صاحب نے جو محترمہ کا vision وہاں پیش کیا دکھایا اور کراچی، سندھ، بلوچستان اور development کے حوالے سے جو وہاں campaign چلائی تو انہوں نے ہمیں response دیا اور وہاں حکومت پاکستان پیپلز پارٹی کی بنے، یہی پاکستان پیپلز پارٹی کا کمال ہے۔

میں اپنے حلقے کی بات کروں گا۔ District تھرپارکر میرا حلقہ ہے اور میں خوش نصیب ہوں کہ وہاں سے coal نکلا ہے اور وہاں سے 2600 میگا واٹ بجلی نیشنل گرڈ میں دی جاتی ہے۔ یہ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ کا خواب تھا۔ محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے 1993 میں وہاں breaking ceremony کی تھی اور وہاں یہ ایک وعدہ کیا تھا کہ یہاں سے coal بھی نکلے گا اور یہاں سے پورے ملک کو بجلی دی جائے گی۔ لیکن اس کے بعد جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت گئی تو وہاں وہ معاہدہ نہ ہو سکا۔ لیکن محترمہ کے vision کے حوالے سے، Co-Chairman آصف علی زرداری صاحب اور بلاول بھٹو زرداری صاحب نے یہ عزم کیا تھا کہ کسی بھی صورت میں وہاں سے coal نکالا جائے گا۔

2014 میں جب President آصف زرداری صاحب تھے اور پرائم منسٹر نواز شریف صاحب تھے، وہ وہاں گئے تو صحافیوں نے پوچھا کہ کہاں ہے coal؟ تو وہاں نواز شریف صاحب کو یہ کہا گیا کہ آپ کے پاؤں کے نیچے coal ہے۔ وہ میرا حلقہ ہے اور اس حلقے میں 75 billion ton coal موجود ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے یہ عزم کیا کہ کسی بھی صورت میں وہاں سے coal نکالا جائے گا۔ 7 سال میں وہاں سے coal نکالا گیا اور سندھ گورنمنٹ کی کاوشوں سے وہاں سے 2600 میگاواٹ بجلی NTDC میں جارہی ہے۔ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ Block 2 میں Public-Private Partnership mode پر کام ہوا، یہ پہلی مثال ہے جو وہاں کامیابی ہوئی ہے۔ سندھ گورنمنٹ پاکستان پیپلز پارٹی کے وژن کے حوالے سے PP mode پر کام کر رہی ہے۔ اور وہ بھی suggestion سندھ گورنمنٹ، فیڈرل گورنمنٹ کو دے رہی ہے کہ اگر آپ کو IMF سے نکلنا ہے تو PP mode پر کام کریں، تو آپ آگے چل کر IMF سے نکل سکتے ہیں۔ اس کی تعریف فنانس منسٹر نے بھی اپنی پریس کانفرنس میں کی تھی کہ سندھ گورنمنٹ PP mode پر کام کر رہی ہے، فیڈرل گورنمنٹ کو بھی PP mode پر کام کرنا چاہئیے۔ اگر پاکستان پیپلز پارٹی کی لیڈرشپ کی یہ suggestion مانیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ان مشکل حالات سے نکل سکتے ہیں۔ میں ضرور فیڈرل گورنمنٹ

کو کہوں گا کہ وہاں جب آپ کو 260 میگا واٹ بجلی ہمارے حلقے سے جا رہی ہے تو وہاں ہمارا district 70% electricity سے deprived ہے۔ وہاں electricity ہونی چاہئیے۔

Electricity کے حوالے سے میں تھوڑا سا ضرور کہوں گا۔ پہلے یہاں منسٹر بیٹھے ہوئے تھے، ابھی منسٹر چلے گئے ہیں لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ یہاں WAPDA کے لوگ ضرور ہوں گے تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے ڈسٹرکٹ میں پہلے صرف 9000 connections تھے۔ میرپور خاص ڈسٹرکٹ میں سب ڈویژن لیول کی بات ہے۔ ابھی میرے ڈسٹرکٹ میں 40 ہزار connections ہیں۔ آٹھ، نو ہزار پہ ایک سب ڈویژن بنتی ہے، تو میرے ڈسٹرکٹ میں دو سے تین سب ڈویژنز بننی چاہئیں۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ ضرور نوٹ کریں اگر واپڈا کے لوگ یہاں ہیں۔ تھرپارکر میں 3 سب ڈویژن بنائے جائیں۔ ہر سب ڈویژن میں 14 ہزار connections کے حوالے سے، جو 9 ہزار پر ایک سب ڈویژن بنتا ہے، میرا ڈسٹرکٹ 7 تحصیلوں پر مشتمل ہے اگر تین چار تحصیلیں ملا کر ایک سب ڈویژن بن جائے تو تین سب ڈویژن آرام سے بن سکتے ہیں تو بنانے چاہئیں، وہاں بجلی دینی چاہئیے۔

ابھی اس دور میں بھی ہمارا تھرپارکر ڈسٹرکٹ 60 kilowatt پر چل رہا ہے۔ اسلام کوٹ سے مٹھی تک 132 kilowatt کی لائن لگ رہی ہے، وہ لگ جائے گی۔ میں ان کو یہ suggestion دوں گا کہ ننگرپار کے علاقے میں 66 kilowatt کا گرڈ سٹیشن بنائیں۔ کم از کم تھرپارکر جو آپ کو 26 میگاواٹ بجلی دیتا ہے تو وہاں بجلی دینا بہت ضروری ہے، سائیں تھوڑی سی گزارش ہے کہ وہاں آپ کو بجلی ضرور دینی چاہئیے۔

میں خاص طور پر پانی کا مسئلہ ضرور اٹھانا چاہوں گا کہ سندھ میں پانی ریڑھ کی ہڈی کے برابر ہے۔ وہاں ارسا ناانصافی کر رہا ہے، 1991 کے Accord کے لحاظ سے ارسا کو پانی دینا چاہئیے۔ جب shortage ہوتی ہے تو سب صوبوں کو shortage میں بھی participation کرنی چاہئیے۔ اب اگر shortage ہے تو سب صوبوں کا اس میں participate کرنا بہت ضروری ہے۔ ابھی ہمیں وہاں پانی بہت کم مل رہا ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ، خاص طور پر میرے neighbouring districts بدین، سانگھڑ، میرپور خاص، ٹھٹھہ اور سجاول میں پانی بالکل نہیں ہے۔ وہاں downstream میں بھی پانی نہیں ہے۔ سمندر کا پانی واپس آ کر ہے زمین کھاتا جا رہا ہے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ آپ وہاں پانی دیں۔

ضلع تھرپارکر ایک desert area ہے وہاں پینے کیلئے ہمیں پانی نہیں مل رہا کیونکہ وہاں shortage اور لوڈشیڈنگ ہے۔ مختلف اوقات میں لوڈشیڈنگ سے پانی کم مل رہا ہے۔ سندھ گورنمنٹ سے ہم نے request کی تھی تو سندھ گورنمنٹ نے لوڈشیڈنگ سے بچانے کیلئے ہمیں ایک علیحدہ فیڈر دیا تھا اُس سے ہمیں تھوڑا سا فرق محسوس ہوا ہے، لوڈشیڈنگ سے ہماری جان چھوٹ گئی ہے۔ یہاں ریڈیو سٹیشن کی بات ہوئی ہے تو مٹھی میں بھی ریڈیو سٹیشن ہے، جو بہت important ہے اس کو boost کرنا چاہئیے کیونکہ وہاں ہمارا بارڈر ایریا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کی جو بھی developments ہیں یا پاکستان کی باتیں ہیں وہ وہاں تک جانی چاہئیں اس لیے transmission lines بڑھائی جائے۔ وہاں جو ملازمین contract پر ہیں، انہیں نکالا جا رہا ہے، میں گزارش کروں گا کہ نکالنے کی بجائے انہیں رکھا جائے اور اور ان کو مستقل کیا جائے۔ میں اپنی

پارٹی اور اپنے چیئرمین پر فخر کرتا ہوں کہ ہماری پارٹی میں نان مسلم اور مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ ہم ہندو ضرور ہیں لیکن ہم پاکستانی ہیں اور پاکستانی ہونے پر فخر کرتے ہیں، ہمیں کبھی بھی یہاں یہ محسوس نہیں ہوا کہ ہم ہندو ہیں، ہمارے ووٹ کی طاقت ایک جتنی ہے، ہم اپنی پارٹی پر فخر کرتے ہیں، ہماری پارٹی نان مسلمز کو فیڈرل میں بھی اور Province میں بھی ٹکٹ دیتی ہے اور وہ جیت کر آتے ہیں۔ میں خاص طور پر تیسری بار پارٹی کی طاقت سے جنرل سیٹ پر نمائندگی کر کے یہاں آیا ہوں، پارٹی کی مہربانی سے یہاں آتا ہوں، مجھے یہ بھی فخر ہے کہ وہاں ہندوؤں سے زیادہ ہمارے مسلم بھائی ہمیں ووٹ دیتے ہیں کیونکہ پاکستان میں ہندو مسلم کا کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ ہمارے لیے فخر کی بات ہے۔ خاص طور پر Co-Chairman آصف علی زرداری صاحب ہمیشہ کہتے ہیں کہ یہ ہندو نہیں ہیں، یہ پاکستانی ہیں اور وہ پاکستانی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ جب پاکستان پیپلز پارٹی کی فیڈرل میں گورنمنٹ تھی اور یوسف رضا گیلانی صاحب پرائم منسٹر تھے، تو انہوں نے 11 اگست کو، جو قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا کہ اسے minority day منایا جائے تو پرائم منسٹر نے announce کیا تھا جو ہم 11 اگست کو celebrate بھی کرتے ہیں اور سینیٹ میں جو minority کیلئے non-Muslims کی seats رکھی گئی ہیں اس پر بھی ہم Co-Chairman جناب آصف علی زرداری صاحب کو credit دیتے ہیں جنہوں نے وہ seats مختص کیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میاں غوث محمد صاحب۔

میاں غوث محمد: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ کی مہربانی، آپ نے مجھے ٹائم عنایت فرمایا۔ Basically میں ایک کاشتکار ہوں اور کاشتکاری کرتا ہوں۔ اس لیے میں زیادہ تر بات بھی پاکستان بھر کے کاشتکاروں کی، اس platform پر، نیشنل اسمبلی کے اجلاس میں، اُن کی نمائندگی کرنا پسند کروں گا۔

موجودہ حکومت نے بجٹ میں یہ لکھا ہے کہ کاشتکاروں کی growth rate تقریباً 8 فیصد ہے، میرے حساب سے ان کی minus point five percent ہے۔ کاشتکاروں کے ساتھ پچھلے تین سال سے ایک سوتیلی ماں والا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ ان کی ہر فصل کو ریٹ مہیا نہیں کیا گیا اور supporting price ہٹا دی گئی ہے جس وجہ سے مافیا، سٹاک کرنے والے لوگ اور شوگر مافیا نے ان کو شکار کیا ہے۔ اس وقت موجودہ حکومت کی دلیل یہ تھی کہ ہم نے مہنگائی کم کرنی ہے اس لیے اجناس کا ریٹ کم ہو تو مہنگائی کم ہو گی۔ اس کا فائدہ کاشکاروں سے شگر مافیا، گندم stock کرنے والے ہو، سٹاکیے نے سارا فائدہ اٹھایا ہے۔ پہلے انہوں نے کاشکار کو لوٹا ہے، بعد میں انہوں نے consumer کو لوٹا ہے، اور جو عام عوام تھی، وہ ان کے ظلم کا شکار ہوئی ہے۔ نہ روٹی سستی ہوئی ہے، نہ چینی سستی ہوئی ہے۔ جیسے کہ شگر مافیا نے پہلے گنا سستا خرید لیا ہے اور دو سو روپے تک چینی بیچی ہے۔ اسی طرح stock کرنے والے لوگوں نے اور مختلف کمپنیوں نے سستی گندم خرید کے شکار کو لوٹا ہے اور روٹی کھانے والوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ میں اپنے پاکستان تحریک انصاف کے دور کی کچھ فصلوں کے بارے میں بتاؤں گا اس فورم سے کہ اس وقت گندم کا ریٹ بیالیس سو روپے تھا، کپاس کا ریٹ سترہ ہزار روپے تھا، چاول کا ریٹ پانچ ہزار تھا منجی کا، اور باسپتی منجی کا آٹھ ہزار تھا۔ اسی طرح گنے کا ریٹ اس وقت ساڑھے چار سو

تھا۔ اٹھارہ سو سے، دو ہزار تک گندم بکی ہے۔ کپاس ساڑھے آٹھ ہزار تک بکی ہے۔ چاول منجی پچیس سو روپے تک اور باسمتی پینتیس سو روپے تک۔ گنا اڑھائی سو تک، مکئی اب اٹھارہ سو تک بکی ہے۔ اس وقت چار ہزار تک گئی تھی۔ اسی طرح سورج مکھی پانچ ہزار پر بکی ہے، اس وقت گیارہ ہزار تھی۔

جبکہ کاشکار کی production cost بڑھی ہے۔ کھاد کے ریٹ ہیں، اور ان کے خرچے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ڈیزل چار سو روپے، بیج تقریباً آج نو ہزار ہے۔ پاکستان تحریک انصاف کے دور میں چار ہزار تھا۔ اسی طرح جڑی بوٹیوں کا خرچہ، وہ دس ہزار perایکڑ ہے۔ DAP اس وقت آٹھ ہزار کی تھی، آج اٹھارہ ہزار کی ہے۔ urea اس وقت بائیس سو کی تھی، آج ساڑھے چار ہزار ہے۔ کاشکار کے پلے کچھ بھی نہیں رہا، وہ دیوالیہ ہو چکا ہے۔ میں آپ کو اتنا عرض کر دوں کہ کاشکار خوشحال تو پاکستان خوشحال۔ پاکستان خوشحال تبھی ہو سکتا ہے کہ ہم agriculture sector کو ترقی دیں۔

میں بجٹ پہ آجاؤں کہ اس وقت ہماری جو growth rate ہے، وہ minus میں جا رہی ہے، اور GDP میں شیئر کاشکار کا 25% ہے، جبکہ بجٹ میں total چار ارب روپیہ کاشکار کے لیے رکھا گیا ہے۔ اگر ہم اپنے اٹھارہ ہزار ارب کے بجٹ میں دیکھیں تو آٹھ ہزار ارب کا بجٹ وہ سود کی مد میں جاتا ہے۔ تین ہزار ارب کا Defence Budget ہے۔ اور باقی سب کٹ کٹا کے پچیس کروڑ کاشتکار کے لیے جو رکھا گیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں 25% جو کاشکار کا شیئر ہے، اس حساب سے کم از کم پندرہ سو ارب روپیہ کاشکار کے لیے رکھا جانا چاہیئے تھا۔ یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے کاشکار کے ساتھ۔ اور اتنا بتا دوں کہ کاشکار جب معاشی طور پر مضبوط ہو گا تو کساد بازاری ختم ہو گی، مارکیٹوں میں رونق ہو گی۔ کاشکار کے پاس بنیادی طور پر، یہ ملک ایک agricultural ملک ہے اور agrarian society ہے۔ جب کاشکار کے پاس پیسہ آتا ہے تو local market، کپڑا، برتن، ہر چیز، motorcycle، cycle، local industry چلتی ہے۔ کاشکار ہی local product خریدتا ہے۔ جب مافیا، middleman اور سٹاکیے کے پاس پیسہ جاتا ہے تو وہ سارا باہر چلا جاتا ہے۔ اس لیے پچھلے تین سال سے کاشکار کے حق میں کوئی بھی policy نہیں بنائی گئی۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس حکومت کو سوتیلی ماں والا سلوک ختم کرنا چاہیئے اور کاشکار کی بات سننی چاہیئے، اور ان کو relief دینا چاہیئے۔

دوسرا، میں آتا ہوں اپنے جنوبی پنجاب کے حوالے سے کہ جتنے بھی منصوبے وہاں رکھے گئے ہیں جنوبی پنجاب میں، وہ سارے ongoing ہیں۔ کوئی بھی منصوبہ نیا جنوبی پنجاب میں نہیں رکھا گیا۔ تخت لاہور 1970 سے لے کر آج تک ہمارے اوپر ظلم کر رہا ہے۔ جنوبی پنجاب کی عوام کا مطالبہ ہے، علیحدہ صوبہ۔ میں اپنے اس برصغیر کی ایک مثال دوں گا کہ ہندوستان جب بنا تھا تو total بارہ صوبے تھے، اب چھتیس صوبے ہیں۔ صوبے بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ انتظامی بنیاد پر صوبے بننے چاہییں۔

پاکستان تحریک انصاف کے دور میں جنوبی پنجاب میں ایک Secretariat کھولا گیا تھا تاکہ لوگوں کی سہولت ہو سکے ملتان میں۔ وہاں localطور پر لوگوں کے کام ہو جاتے تھے۔ اب وہ Secretariat بھی بند کر دیا گیا ہے۔ اور پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ پنجاب 52% انتظامی

لحاظ سے تقریباً fail ہو چکا ہے۔ جنوبی پنجاب صوبہ، وہاں کے خطے اور وہاں کے لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے بننا بہت ضروری ہے۔ اور صوبہ جب بنے گا تو وہاں کے مسائل حل ہوں گے۔

دوسرا، پاکستان جو ایک multi-cultural ملک ہے، جس میں گلگتی بھی ہے، کشمیری بھی ہے، ہزارہ وال بھی ہے، پوٹھواری بھی ہے، پشتون بھی ہے، سندھی بھی ہے، بلوچی بھی ہے، سرائیکی بھی ہے۔ میری یہ ایک عرض ہے کہ کسی قوم یا کسی علاقے کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی صوبے انتظامی بنیاد پر ہوں گے تو اس سے ملک بھی ترقی کرے گا، وہاں کے لوگ بھی ترقی کریں گے۔ دوسرا، میں اپنے حلقے کی بات کروں گا کہ اس وقت میرے حلقے میں چولستان سب سے بڑے رقبے کا ایک area ہے، جہاں Cholistan Development Authority, 1970 میں بنی تھی۔ اور وہاں کی زمینیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ایک مرلہ وہاں local لوگوں کا حق ہے۔ اب وہ authority توڑ کے باہر کے لوگوں کو allot کی جا رہی ہے۔ اس allotment میں ناجائز قبضے بند کرائے جائیں۔ اور local تقریباً بتیس ہزار درخواستیں وہاں جمع ہیں، اور ان لوگوں کو وہاں زمین allot کی جائے۔ ان کا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پانی available نہیں ہے، تو ان کا 500 cusec پانی منظور کیا جائے۔

میرے حلقے میں اس وقت سب سے زیادہ بجلی کا مسئلہ ہے۔ اور اس وقت بل کی صورت میں تقریباً ہر پاکستانی ساٹھ روپے per unit بجلی کا pay کر رہے ہیں۔ تو اتنی مہنگی بجلی ہونے کے باوجود WAPDA کو چاہیئے کہ ان کو proper services provide کرے، اور تاریں، کھمبے، transformer پورے کر کے لوگوں کو دے، تاکہ زیادہ سے زیادہ revenue اکٹھا ہو۔

دوسرا، میں اتنا عرض کروں گا کہ ہم نے پاکستان تحریک انصاف اور عمران خان صاحب کے دور میں ہمیشہ مافیا کو cut to size کیا گیا اور عام انسان کو سہولت دی، جس میں Health Card بھی شامل تھا، اور کاشکار کو بھی rates دلائے گئے۔ میں اتنا عرض کر دوں گا کہ جب socialism پوری دنیا میں ختم ہو رہا تھا، جب روس ٹوٹا، تو پوری دنیا میں ایک نئی لہر آئی سرمایہ دارانہ نظام کی، جس کو میں چور ڈاکو نظام کہوں گا۔ اس سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے western world نے، جس کو ترقی یافتہ ملک ہم کہتے ہیں، انہوں نے socialism کی جو اچھائیاں تھیں، اپنا لیں، جس میں health facilities، welfare laws، بے گھر allowance، بے روزگاری allowance، یہ ساری چیزیں دی گئیں۔ جبکہ ہمارے پاکستان میں ایک تاجر حکمران طبقے نے پورے ملک کی سیاست پر قبضہ کر لیا، اور انہوں نے IPPs کی صورت میں، sugar industry کی صورت میں، آج پورے ملک کا جو خزانہ ہے، وہ اپنے گھروں میں رکھ کے باہر غیر ملکوں میں منتقل کر دیا ہے۔

یہ ریاست کا کام ہوتا ہے کہ طاقتور طبقے سے tax کی وصولی کرے اور کمزور کو inject کرے۔ ہماری ریاست کی policy welfare کی بنیاد ہو گی، اللہ کی مخلوق پر اگر ہم ترس کھائیں گے، احساس کریں گے، تب ہی ہم ترقی کر سکیں گے۔ ایسے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ وسلام۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، احمد سلیم صدیقی صاحب۔

جناب احمد سلیم صدیقی: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعظم پاکستان شہباز شریف اور وزیر خزانہ اور نگزیب صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان کی ٹیم نے بہت معقول بجٹ بنایا ہے اور بہت مشکل حالات میں یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ آج ہم بڑے اطمینان سے بیٹھے بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ اگر ایک سال پہلے کی صورتحال دیکھیں تو ہم کافی زیادہ پریشان تھے اور معیشت کا بھی برا حال تھا، لیکن gradually موجودہ حکومت نے ان چیزوں پر قابو پایا ہے اور آج ہم بہتر صورتحال میں ہیں اور یہ اتنی آسانی سے ہمیں نہیں ملا ہے۔ موجودہ حکومت نے خارجہ پالیسی کے سلسلے میں بھی بہت اہم پیش رفت کی اور مسلسل کام کیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بلاول بھٹو صاحب کی سربراہی میں مختلف ممالک میں وفد نے جا کر پاکستان کی خارجہ پالیسی کے سلسلے میں کام کیا تھا۔ جس میں آپ کو یاد ہو گا کہ فیصل سبزواری صاحب اور دیگر حضرات بھی تھے اور اس کے بڑے مثبت نتائج نکلے تھے۔ پھر جب مشرقِ وسطیٰ کی صورتحال develop ہوئی، اس میں ہماری حکومت نے بھرپور طریقے سے اپنا role ادا کیا اور میں سمجھتا ہوں اور اس سلسلے میں جو کلیدی رول ہمارے Field Marshal حافظ عاصم منیر صاحب نے پیش کیا، وہ بہت ہی قابل قدر ہے، اس سے پاکستان کو بہت فائدہ ہوا اور دنیا کے تمام ممالک میں پاکستان کی عزت اور وقار میں اضافہ ہوا۔ یقین جانیے کہ اس وقت ہم ایک بہتر position میں ہیں اور امید ہے کہ مشرقِ وسطیٰ کے سلسلے میں جو اختلاف اور جو جنگ کی کیفیت ہو گئی تھی اور اب لگتا ہے کہ Geneva میں معاہدہ ہو جائے گا۔ وہاں پر بھی ہمارے وزیرِ خارجہ اسحاق ڈار صاحب گئے ہوئے ہیں اور انشاءاللہ بہتر position میں ہم آ جائیں گے۔

اب خارجی معاملات میں بہتری ہو گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے بجٹ پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہمیں direct tax لگانے چاہئیں، indirect tax سے بچنا چاہیئے، اس لیے کہ direct tax جب آپ کہیں کم کرتے ہیں تو indirect tax کی وجہ سے وہ ساری سہولتیں جو عوام کو آپ دینا چاہتے ہیں، وہ بیکار ہو جاتی ہیں اور بڑی مشکلات ہو جاتی ہیں۔ Tax کے rate کو بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے، tax کے base کو بڑھائیں اور جو طبقات tax نہیں دے رہے ہیں، اس پر research کریں اور ان کو بھی tax net میں لے کر آئیں۔ تمام لوگ ترقیاتی بجٹ مانگتے ہیں اور اپنے علاقوں کی ترقی کے لیے بات کرتے ہیں۔ جو اس ملک سے پیسے کما رہے ہیں اور وہ tax نہیں دیں گے تو پھر دیکھیئے کہ ہمیں IMF کی طرف جانا پڑے گا اور IMF سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ تمام لوگ جو ایک حد تک یہاں سے پیسے کما رہے ہیں وہ ٹیکس دیں۔ اس سلسلے میں ہمیں FBR میں بھی اصلاحات کرنی چاہئیں تاکہ صحیح طرح سے tax collection ہو سکے اور کسی کو معافی نہیں ملنی چاہیئے، اس لیے کہ ہمیں Defence کے لیے بھی بجٹ چاہیئے۔ اس میں تمام پاکستانیوں کو اپنا حصہ ڈالنا پڑے گا اور ایسے نہیں چلے گا کہ آپ tax نہ دیں، حالانکہ tax بنتا ہو۔ اس طرح سے تو ہم محتاج رہیں گے IMF کے، تو ہمیں قربانی دے کے آگے بڑھنا پڑے گا، اور تمام لوگوں کو اپنا حصہ ڈالنا پڑے گا تاکہ ترقیاتی بجٹ ہمیں مل سکے۔

اب میں بات کروں گا اپنے حلقۂ انتخاب کی، کہ میرا حلقۂ انتخاب کراچی ہے اور وہاں کا جو برا حال ہے اور دن بہ دن وہاں پر مشکلات بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے کہا کہ بلدیاتی حقوق دیے جائیں تاکہ وہاں کے مسئلے حل کیے جا سکیں، لیکن اس کا الٹا اثر یہ ہوا کہ جو بھی بلدیاتی اختیارات

موجود تھے، وہ واپس لے لیے گئے، Mayor کے اختیارات اور Mayor سے سارے departments واپس لے لیے گئے اور اس کو بے دست و پا کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں پر سخت مشکلات ہیں۔ ہم نے باقاعدہ معاہدہ کیا تھا موجودہ حکومت سے کہ بھائی، آپ 140-A کو آئین میں مستقل جگہ اور آئینی تحفظ دیں ان اداروں کو، کیونکہ یہ روز روز کی تبدیلیاں ٹھیک نہیں ہیں۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ دیگر صوبوں میں بھی بلدیاتی حقوق نہیں دیے جا رہے ہیں، وہاں elections نہیں کروائے جا رہے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ لیکن جب آپ آئین میں اس کو تحفظ دے دیں گے تو پھر وہاں پر elections کروانے ہوں گے اور بہت بہتری آجائے گی۔

کراچی میں ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ پورے پاکستان کا کاروبار کراچی port سے ہوتا ہے اور مال بردار trucks اور ہمارے شہر کے اندر سے آتے ہیں، جبکہ northern bypass بنا ہوا ہے، لیکن وہاں سے وہ trucks نہیں آتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو پھر پابند کیا جاتا ہے کہ وہ رات میں آئیں، تو دس بجے سے لے کر صبح چھ بجے تک ان کا time ہوتا ہے۔ اس طرح ان کا time بھی برباد ہوتا ہے اور وقت پر مال بھی نہیں پہنچ پاتے اور export, import بھی ہماری متاثر ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ شہر کی سڑکوں سے گزرتے ہیں تو وہاں پر ہر روز accidents سے لوگ زخمی ہوتے ہیں اور ہر دوسرے دن لوگ مر جاتے ہیں، لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے یہ بھی تجویز دی تھی کہ بندرگاہ سے شہر کے باہر پپری کے مقام پر مال گاڑی کے لیے خصوصی line بچھائی جائے، یہ سارا سامان وہاں تک پہنچایا جائے اور وہاں سے پھر پورے ملک میں پہنچایا جائے تاکہ شہر متاثر نہ ہو۔ لیکن ان باتوں پر توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ یہ وفاقی حکومت کا کام ہے کہ ان باتوں پر توجہ دے تاکہ شہر کا جو infrastructure تباہ و برباد ہو رہا ہے، ہماری سڑکیں برباد ہو رہی ہیں، تو اس سے بچت ہو سکے۔ کسی طور سے بھی سننے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم بار بار یہ بات کہہ رہے ہیں، لیکن بات سنی نہیں جا رہی ہے۔ میں اپنی بات ابھی ختم نہیں کر رہا ہوں، لیکن ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ختم کریں پلیز۔

جناب احمد سلیم صدیقی: ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں، اس کے بعد وہ بات کہوں گا۔ معاف کیجئے گا، دو منٹ مجھے دے دیجئے۔ علامہ اقبال نے کہا:

آئینِ نو سے ڈرنا، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

میرے بھائیو، میری بہنوں اور معزز اراکین! اس ملک میں نئے صوبے بنانے کی باتیں ہو رہی ہیں اور اس کا بہترین حل یہ ہے کہ یہاں پر آئین میں تبدیلی کی جائے اور قومی اسمبلی کو اختیار دیا جائے کہ وہ نئے صوبوں کا فیصلہ کرے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شائلہ رانا صاحبہ۔ شاید آپ کی seat پیچھے ہے۔

محترمہ شائلہ رانا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے اس تاریخی بجٹ مجھے لب کشائی کا موقع دیا۔ بجٹ تو پہلے بھی پیش ہوتے رہے۔ لیکن یہ بجٹ اپنی نوعیت سے اہمیت کا حامل بجٹ ہے جس کے اندر پاکستان کی معیشت 337 ارب ڈالر سے بڑھ کر 452 ارب ڈالر تک پہنچ گئی ہے، جناب سپیکر! شرح نمو 0.2 سے 3.5 کو پہنچ کر پاکستان کی حکومت وزیراعظم اور ان کی معاشی ٹیم کی کارکردگی اور حکمت عملی کا بہترین منہ بولتا ثبوت ہے ان نامساعد حالات کے باوجود اس طرح کا متوازن بجٹ پیش کرنا، جو ہر مکتبہ فکر ہر طبقے کے لیے ہے، مزدور اور کسان اور دہقان سے لے کر ایک سرمایہ کار تک ہے جناب سپیکر! انسان اپنے تجربات سے ہمیشہ سیکھتا ہے گو کہ وہ تجربہ آپ کا کامیاب رہے یا ناکام رہے آپ سیکھتے ضرور ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیشہ ہم نے یہ کہا کہ عوام دوست بجٹ، غریب دوست بجٹ، میں سمجھتی ہوں کہ جب تک آپ سرمایہ دار کے لیے اس بجٹ میں جس طرح اب الحمدللہ ہم نے مزدور سے لے کر دہقان اور سرمایہ دار تک ہم نے ریلیف دیا ہے ٹیکس میں تاکہ سرمایہ کاری کے دروازے کھلیں تاکہ لوگوں کو روزگار کے مواقع ملیں، یہ وہ فیصلہ ہے جو میں سمجھتی ہوں کہ وزیراعظم کی بہترین حکمت عملی کا نمونہ اور منہ بولتا ثبوت ہے۔

ابھی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کو مکمل طور پر ختم کرنا، سولر پینل پہ ٹیکس کو ختم کرنا، پراپرٹی ٹیکس پہ چھوٹ، اوورسیز پراپرٹی کے اوپر ٹیکس کو ختم کرنا، پراپرٹی ایویلیوایشن ٹیکس کو ختم کرنا، پورٹ اینڈ شپنگ کے اوپر جو اٹھارہ فیصد ٹیکس تھا اس کو ختم کرنا، سولر پینل کے اوپر ٹیکس کو ختم کرنا، کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت آسان کام تھا؟ یہ آسان کام نہیں تھا، ان حالات میں جب ایران اور امریکہ کی جنگ کی تپش وہ پوری دنیا میں محسوس کی گئی اور ان ممالک کے اندر جو تیل کی پیداوار تھی وہاں بھی مہنگائی اور پیٹرولیم مصنوعات میں ہوشربا اضافے دیکھنے میں آئے ہیں لیکن کہیں پہ targeted subsidy نہیں دی گئی کہیں پہ آپ کو سبسڈی کا substitute نہیں دیا گیا۔ اگر یہ قدم اٹھایا ہے تو آپ کے وزیراعظم نے اور فیڈرل حکومت نے اٹھایا ہے کہ عوام کو اس وقت بھی تنہا نہیں چھوڑا جس وقت پوری دنیا میں پیٹرولیم مصنوعات کا بحران اور پریشانی تھی۔

جناب سپیکر! یہ وہ عوام دوست اقدامات ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ حکومت عوام کے لیے ہے یہ حکومت عوام دوست ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہاں پہ بہت سے لوگوں نے بہت سی باتیں کیں، کچھ تنقید کی، تنقید برائے تنقید کی۔ تنقید برائے اصلاح کرتے تو سمجھ آتی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑا ہے کہ آپ اپنے حلقے کے نمائندگان ہیں، آپ یہاں پر اپنے حلقے کی اور پاکستان کی عوام کی نمائندگی کرنے کے لیے آتے ہیں، اور آپ باتیں کیا کر رہے ہیں؟

آپ بجٹ سے related اپنی تجاویز پیش کریں، آپ تنقید کریں یا اصلاح کریں، لیکن کچھ کریں تو صحیح۔ آپ کا نکتہ ایک ہی طرف ہے کہ یہاں میرا لیڈر کھڑا تھا، یہاں میرا لیڈر بیٹھا تھا۔ میں آج آپ کو بتاتی ہوں کہ میرا لیڈر کہاں کھڑا تھا۔ میرا لیڈر نواز شریف تین دفعہ کا وزیراعظم وہاں کھڑا تھا، جس کی حکومت کو شب خون مار کر آپ کے مہربانوں نے گرایا تھا۔ آج آپ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر بات کریں۔ آپ کو عادت ہے، آپ کے

منہ کو خون لگا ہوا ہے۔ آپ تنقید کرتے ہیں، آپ اپنی ڈھول دھاندلی، ڈنڈا سوٹا کی سرکار کو اس ملک پر مسلط کرنا چاہتے ہیں، ایسا نہیں ہوگا۔ آپ ہماری خاموشی کو، آپ ہمارے ادب میں رہ کر بات کرنے کو ہماری کمزوری نہ سمجھیں۔ ہم کمزور نہیں ہیں، ہمیں سب پتا ہے کہ توشہ خانہ سے لے کر، دیسی مرغیوں اور کٹوں کے ساتھ معیشت کا آپ نے جو جھانسا اس عوام کو دیا، کیا ہوا آپ کا؟ کون سی معیشت؟ بڑی بڑی تقاریر کرتے ہیں آپ عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے۔ اب عوام آپ کا چورن نہیں لینے والی۔ بک گیا جو بک گیا، آپ کا چورن۔ اب عوام کی آنکھیں کھل گئی ہیں کہ آپ وہی لوگ ہیں جو ریاست کے خلاف عوام کو instigate کرتے ہیں۔ آپ وہی لوگ ہیں جو کور کمانڈر کے گھر حملہ کرتے ہیں۔ آپ وہی ہیں جو نیشنل ڈیفنس یونیورسٹی کے اندر جو لوگ اس کورس کے لیے جاتے ہیں، آپ ان کو کہتے ہیں کہ یہ غدار ہیں۔ یہ غدار ہیں! یہ کیسے غدار ہیں جو اپنے سینوں کو اپنی سرحدوں پر پیش کرتے ہیں؟ آپ کے بچے، میرے بچے، ہم سب لوگ اپنے گھروں میں سکون کی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جب بھی دشمن کی فوج سامنے آتی ہے تو پاک فوج مقابلہ کرتی ہے۔ کیا ان ماؤں کے اور ان سہاگنوں کے دلوں کے اندر، جن کی شادی کو چند دن ہوتے ہیں، تو ان کے سہاگ لٹ جاتے ہیں، ان کے دلوں کے اندر کیا پلاسٹک کے دل لگے ہوئے ہیں؟ ان کا organ نہیں ہے؟ آپ مجھے بتائیں کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ جو آپ کے ملک کی حفاظت کریں، جو آپ کی سرحدوں پہ پہرے دیں، جو گلیشیئر زپر جائیں، گرمی، سردی، ہوا میں جائیں، ان کی ماں کہیں کہ یہ بیٹے ہم نے اپنی قوم پر قربان کر دیے ہیں۔

یہ کہنا بہت آسان ہے، جائیں جس کے گھر کا بچہ نظر نہیں آتا، جس کی ماں نے اس کو ڈیوٹی پر بھیجا ہے اور واپس اس کی لاش آتی ہے، وہ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ، بوڑھا باپ بیٹے کی وردی موصول کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے دس بچے بھی ہوتے تو قربان کر دیتا۔ اور آپ ان کو غدار کہتے ہیں؟ آپ نے نواز شریف اور نواز شریف کی بیٹی کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے شہباز شریف کے ساتھ کیا کیا؟ آپ نے شہباز شریف صاحب کی بیٹیاں جن کا سیاست سے تعلق نہیں ہے، آپ نے انہیں عدالتوں کے چکر لگوائے تھے۔ آپ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور پھر بات کریں۔

دوسری بات، میں آپ کو یہ بتاتی چلوں کہ آپ نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ آپ نے سیاست کے اندر بد تہذیبی اور بے ادبی اور گالم گلوچ کو فروغ دینا ہے۔ آپ نے لوگوں کی بہنوں، بیٹیوں کو سوشل میڈیا پر گندا کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ آپ نے بیس بیس ہزار پر پاکستان کے بچوں کو بے راہ روی کی طرف لگا دیا ہے۔ میں کہتی ہوں کہ معیشت ڈوبے گی تو ہم پھر کھڑے ہو جائیں گے، ہم دشمن کا مقابلہ کر لیں گے، لیکن ہمارے قوم کے بچوں کو آپ نے خراب کیا ہے۔ میں اونچی آواز میں بھی بات کر سکتی ہوں۔ میں مائیک کی مرہون منت نہیں ہوں۔ دوسری بات یہ ہے جنابِ سپیکر! میرا قائد جس نے یہاں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ اتنا ہی ظلم کریں جتنا کل برداشت کر سکیں۔ میرے قائد نے کہا تھا کہ میں اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑتا ہوں۔ میں اس قائد کی ادنیٰ کارکن ہوں، میں فرض سمجھتی ہوں کہ کون ان کی بات کرے گا اگر میں نہیں بتاؤں گی کہ میرے قائد کے ساتھ کیا ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب علی خان جدون صاحب۔

جناب علی خان جدون: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر، شکریہ کہ آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ ہمارا بجٹ 2026 پیش ہو چکا۔ میں یقین رکھتا ہوں میری بہن کی پتا نہیں کافی لمبی تقریر ہے۔ لیکن مہربانی کریں۔

میرے خیال میں بجٹ پیش ہو چکا۔اب سامنے وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ محسوس تو ایسا ہوتا ہے کہ جیسے چھبیسویں ترمیم میں ہمارے وزیر قانون صاحب موصوف نے فرمایا تھا کہ مجھے آدھا گھنٹہ پہلے یہ ڈرافٹ موصول ہوا ہے۔ تو شاید یہ بجٹ دیکھ کے مجھے بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وزیر خزانہ کو کوئی آدھا گھنٹہ پہلے ہی بجٹ کی speech موصول ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! بڑی بات کی گئی اس بجٹ میں economy کی اور یہ بتایا گیا کہ بڑی مضبوط ہو گئی ہے ہماری economy جب GDP کو دیکھا جائے تو خطے میں سب سے کمزور جی ڈی پی ہماری ہے۔ ہم اس وقت economy میں انڈیا کا مقابلہ تو کرنے سے رہے، ہم شاید بنگلہ دیش اور نیپال کا مقابلہ بھی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ہماری exports اس سال دو بلین ڈالرز کم ہوئی ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ ہماری انڈسٹری آہستہ آہستہ بند ہوتی جا رہی ہے۔ وہ انڈسٹری جو عمران خان اور پاکستان تحریک انصاف کے دور میں، میں فیصل آباد کی examples دوں گا جو power looms اور spinning industry اس وقت بھرپور چل رہی تھی آج وہ آہستہ آہستہ کر کے بند ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ وجہ؟ خطے میں کیا کہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ ٹیکس، ہماری مہنگی بجلی، سب سے زیادہ interest rates ہمارے صنعت کار کیسے ان حالات میں اپنی انڈسٹری چلا سکتے ہیں؟ جس وقت عمران خان صاحب کا دور تھا subsidize کی گئی بجلی، taxes میں چھوٹ دی گئی اور یہ حالت تھی کہ ہمارے مزدور کے پاس مزدوری تھی، ہمارے صنعتکار کے پاس کاروبار تھا اور ہماری exports بڑھ رہی تھیں۔

آج حالت یہ ہے کہ بچت پالیسی اور austerity measures کی بات ہوتی ہے۔ لیکن جب بجٹ کو دیکھتے ہیں تو بجٹ میں یہ کہاں کی گئی ہے بچت پالیسی؟ میں بتاتا ہوں health spending GDP میں 9% تھی جو اس سال 8% کر دی گئی ہے۔ غریب کے ہاتھ سے آپ نے ادویات لے لیں اور running of civil government expenses آپ نے 100 ارب روپے زیادہ کر دیے۔ یہ کیا ہے یہ running of civil government expenses یہ left right پہ جو ہمارے وزراء ہیں ان کی گاڑیوں کے petrol، ان کے گھریلو اور offices کے خرچے ہیں۔ اور کیا چیز لی گئی ادویات۔ اس کے ہیلتھ کا بجٹ ہم نے کم کر دیا اور شاہ خرچیوں کا بجٹ ہم نے زیادہ کر دیا۔ عمران خان کے دور میں ہر ایک شخص کی جیب میں ہیلتھ کارڈ تھا۔ ہر غریب کو اس دور میں آپ کی petroleum levy نے بہت مجبور کر دیا ہے۔ آپ کے ان sales taxes نے مہنگائی کس جگہ پہ پہنچا دی ہے۔ لیکن آج بھی خیبر پختونخوا کے عوام کے ہر ایک شخص کو یہ پرواہ نہیں کہ کل کو وہ بیمار ہو جائے گا تو اس کے علاج کا پیسہ کون دے گا؟ آج بھی عمران خان کا دیا ہوا وہ ہیلتھ کارڈ پختونخوا کے ہر ایک شخص کی جیب میں پڑا ہے۔ ہیلتھ کارڈ کی صورت میں اس کا ID cards ہی اس کا health card ہے۔

تو افسوس ناک بات یہ ہے سپیکر صاحب! کہ اگر عوامی حکومت ہوتی تو عوام کا سوچتی۔ یہ فارم 47 اور اشرفیہ کی حکومت ہے۔ تو اس لیے شاید اس طرف ان کا ذہن نہیں گیا۔ Tax slabs کی باتیں کی گئیں کہ جی ہم نے بڑی چھوٹ دی ہے، ہماری جو salaried class ہے Information Minister صاحب ابھی اس وقت نہیں تشریف فرما۔ انہوں نے کہا جی کہ 50 ہزار روپے جو کماتا ہے اس کے اوپر تو

ٹیکس ہی نہیں ہے۔ بالکل اس کے اوپر ٹیکس نہیں ہے۔ آپ نے ٹیکس کی بہت کم چھوٹ دی ہے۔ لیکن ان لوگوں کو دی ہے جو 22 لاکھ روپیہ سالانہ کماتے ہیں۔ اس کے درمیان ایک اور کلاس آتی ہے جو 12 لاکھ سے 22 لاکھ روپیہ کمارہے ہیں۔ یہ آپ کا ٹیلی فون آپریٹر ہوسکتا ہے، آپ کے آفس کا کلرک ہوسکتا ہے۔ انہیں اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ ان کی اس میں کیا غلطی ہے کہ ان لوگوں کو اس چیز سے دور رکھا گیا اور جو ٹیکس میں چھوٹ دی بھی گئی ہے جس کا اتنا واویلا ہے۔ یہ اس petroleum levy کے بعد، اس بے تحاشہ sales tax کے بعد، اتنی مہنگی بجلی اور گیس کے بعد ان لوگوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے یہ دو یا تین پرسنٹ آپ نے اگر چھوٹ دے بھی دی کم از کم اگر چھوٹ دینی ہی تھی ان لوگوں کو تو tax 10% تک دے دیتے تاکہ پتہ بھی چلتا۔

جناب سپیکر! ہمارے خیبر پختونخوا میں فاٹا کو exemptions دی گئی تھیں extension اس پہ مزید نہیں دی گئی income tax میں اور sales tax میں۔ ہمارے ادھر already حالات خراب ہیں اور اگر وہاں پہ یہ exemptions نہ دی جاتیں تو ایک مزدور کے ہاتھ میں ہنر کی جگہ ہتھیار آجاتا۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس چیز کو نوٹ کریں اور یہ جو exemption ہے اس میں extension دی جائے ویسے بھی extensions دینے میں ہماری یہ حکومت بڑی ماہر ہے۔ بڑے بڑے لوگوں کو تو extensions دیتے ہیں یہ عوام کے لیے بھی کوئی بھلائی کر دیں۔

Withholding tax کے ساتھ ایک کام کیا گیا withholding tax پہلے صرف اور صرف companies پہ عائد ہوتا تھا اس دفعہ AOPs اور individuals کو بھی اس میں شامل کیا گیا ہے۔ لیکن practically یہ possible نہیں ہے withholding tax وہ ہوتا ہے کہ جو آپ اگر کسی کمپنی کو کوئی اگر بلڈنگ مثال طور پہ اگر کرائے پہ دیتے ہیں تو اس سے پہلے آپ کرایہ پہ دینے سے پہلے وہ withholding tax کاٹ ہیں یا اس سے کچھ سامان رکھ لیتے ہیں یا اس سے کوئی خریداری کرتے ہیں۔ لیکن جب individual to individual یہ transaction ہوتی ہے تو اس میں withholding tax میرا نہیں خیال کہ وہ کوئی practical چیز ہے۔ للٰذا میرا نہیں خیال کہ اس کا کوئی فائدہ ہوگا، اسے ہٹایا جائے۔

جہاں تک privatization کی بات کی گئی۔ Privatization کا بڑا سب نے کہا کہ جی ہم نے بڑا کمال کیا، پی آئی اے کو ہم نے privatize کر دیا اور بڑا تیر مارا اس گورنمنٹ نے۔ جناب سپیکر! عجیب بات ہے۔ بالکل آپ نے privatize کیا ایک کمپنی کو 10 ارب روپے میں۔ پچھلے سال آپ نے ایک ٹارگٹ رکھا تھا کہ ہم 10 companies کو privatize کریں گے۔ آپ نے ایک کو کیا، 10 ارب روپے میں کیا اور ساتھ ہی ساتھ شاہ خرچیاں اتنی ہیں کہ 12 ارب کا جہاز لے لیا۔

میرے خیال میں ایک ایئر لائن کمپنی کی جگہ ایک جہاز اور اس کی قیمت ایک بڑی عجیب سی بات ہے۔ البتہ میں آخر میں اپنے حلقے کی بات کروں گا جی خیبر پختونخوا بالخصوص ہزارہ کی بات کروں گا۔

جناب سپیکر! ہزارہ ڈویژن بالخصوص ایبٹ آباد ایک ایسا علاقہ ہے جو 100% گیس اور بجلی کے billsادا کر رہا ہے۔ ہمارا علاقہ بلکہ خیبر پختونخوا گیس اور بجلی خود produceکر رہا ہے۔ اس کے باوجود بے تحاشہ load shedding ہے۔ اس ADPمیں ہمارے علاقے ایبٹ آباد کے لیے یا ہزارہ ڈویژن کے لیے کوئی mega projectیہاں پہ ہمارے منسٹر بھی ہزارہ سے موجود ہیں۔ کوئی خاص بڑا پراجیکٹ یہاں پہ نہیں رکھا گیا۔ ہم ایبٹ آباد کے لیے سنتے آئے ہیں کہ کوئی انٹر چینج کی منظوری دی گئی، کوئی روڈز کے لیے کوئی بہتری ہوئی بلکہ عین GBکے الیکشن کے دوران ہم نے سنا کہ موٹروے بن رہا ہے۔ لیکن میں بالکل یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ وہ بھی ایک سیاسی دعویٰ اور بات تھی۔ میری آپ سے گزارش ہے، اس گورنمنٹ سے اور۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایبٹ آباد یا ہزارہ کے لوگوں نے مسلم لیگ نون کا جو الیکشن میں جنازہ نکالا وہ بھرپور طریقے سے نکالا۔ لیکن پورے پاکستان میں آپ کی حکومت ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ہزارہ ڈویژن کا بالخصوص جو ہمارا پورا خیبر پختونخوا ہے اس کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک نہ کیا جائے۔ ہمیں بھی فنڈز دیے جائیں، ہمیں بھی انفراسٹرکچر بہتر کرنے کے لیے فنڈ دیا جائے جو کہ اس تک وقت بالکل آپ دینے میں ناکام رہے ہیں۔ بہت شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ شاہدہ رحمانی صاحبہ۔ جی ایک منٹ شاہدہ رحمانی صاحبہ تشریف رکھیئے گا۔

POINT OF ORDER

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب۔

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: تھوڑی سی عکس بندی کرتے ہوئے میرے honourable Memberنے کہا ہے کہ کابینہ کے لیے اضافہ کیا گیا ہے۔ میں Floor of the House یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تو وزراء austerityکی وجہ سے تنخواہ نہیں لے رہے ہیں، وزیراعظم کی ہدایت پہ۔ دوسرا، وزراء کے نہ بجلی، نہ گیس، یہ جو bills ہیں، آپ خود پڑھے لکھے ہیں، آپ کو پتہ ہے، آپ لوگ بھی رہے ہیں، کوئی utility billگھر کا حکومت ادا نہیں کرتی۔ وزراء، under the procedure, under the lawوہ اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔ Petrol 400 literآتا تھا، وہ بھی austerity میں 200 literکر دیا گیا ہے۔ تو وفاقی وزیر، اب 200 liter petrolکے علاوہ کسی چیز کا entitle نہیں ہے۔ اگر آپ کو وہ بھی اچھا نہیں لگتا تو اس پہ بات کر لیں۔ یہ آپ کے لیے وضاحت ضروری تھی۔ شکریہ۔

FURTHER GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2026-27

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، شاہدہ رحمانی صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رحمانی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ وفاقی حکومت کی جانب سے پیش کردہ مالی سال 2026-27 کے بجٹ پہ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ اور جب عوام مہنگائی، بے روزگاری اور معاشی بے یقینی کا شکار ہوتی ہے، تو اس موقع پہ عوام کو ایک ایسے بجٹ کی ضرورت ہوتی ہے جو معیشت کو نئی سمت کی طرف لے کے جاتا ہے۔ حقیقی عوامی بجٹ وہ ہوتا ہے، جو معیشت کو نئی سمت کی طرف لے کے جاتا ہے۔ حقیقی عوامی بجٹ وہ ہوتا ہے

جس میں اشرافیہ کی مراعات کم اور سرکاری اخراجات میں کمی کی جاتی ہے۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ یہاں پر business class کے ticketsپر جو رعایت دی گئی۔ اسی طرح آپ نے دیکھا کہ اس بجٹ کا اہم پہلو یہ ہے کہ قومی وسائل کا بڑا حصہ اب بھی قرضوں اور ان کے سود کی ادائیگی پر صرف ہو رہا ہے۔

صورتحال اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہے کہ حکومت اب تک معیشت کو اس مقام پر نہیں لا سکی جہاں ترقیاتی اور پیداواری شعبوں پر زیادہ توجہ دی جاسکتی یا سرمایہ کاری کی جاسکتی۔ آپ نے دیکھا کہ آج پاکستان کے عوام کو سب سے زیادہ ایک ایسے معاشی نظام کی ضرورت ہے جہاں طاقتور قانون اور tax کے سامنے جوابدہ ہو، جہاں غریب کا پسینہ نچوڑ کر اشرافیہ کی عیاشیوں کو برقرار رکھنے کا سلسلہ ختم ہونا چاہیئے۔

میں سمجھتی ہوں کہ یہ بجٹ ریاست اور عوام میں خلیج پیدا کرے گا۔ جس طرح آپ نے دیکھا کہ FBR اپنا target achieve کرنے میں ہمیشہ ناکام رہتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ ہم Petroleum Levy اور electricity bills کے اندر اتنا زیادہ tax لگاتے ہیں، وہ indirect tax ہے کہ ایک آدمی جب آٹا، چینی، چاول یا mobile کا card یا petrol ڈلواتا ہے، ایک لیٹر petrol پر، جس طرح ابھی ڈاکٹر اختیار بیگ نے اس کی پوری وضاحت کی کہ اگر ایک لیٹر پر 117 روپے levy دے رہے ہیں تو یہ حکومت کی کامیابی نہیں ہے۔

میں اس بجٹ میں یہ دیکھنا چاہ رہی تھی کہ حکومت نے کس طرح، کتنے manufacturing units لگانے کے لیے پروگرام دیا۔ حکومت نے جو بالواسطہ ٹیکس ہیں، ان میں کمی کرنے کے لیے، جو بوجھ ہے، وہ عام عوام کے اوپر کس طرح سے ڈالا جا رہا ہے۔ اس ملک کا جو مزدور ہے، کسان ہے، ریڑھی بان ہے، pensioner ہے، تنخواہ دار طبقہ ہے، پہلے ہی وہ مہنگائی کی چکی میں پسا ہوا ہے، اور اسے پھر tax net کی طرف دھکیلا جا رہا ہے، جبکہ اس کیلئے اپنی بنیادی ضروریات بھی پوری کرنی مشکل ہوتی ہیں۔

دوسری طرف آپ نے دیکھا کہ اربوں روپے کی مراعات دی جا رہی ہیں۔ حکومتی اعداد و شمار خود بتا رہے ہیں کہ جو tax وصولی کا سب سے بڑا بوجھ ہے، وہ عوام پر ہے، تنخواہ دار طبقے پر ہے، اور بالواسطہ، یعنی indirect taxes کے حوالے سے ہے۔

جس طرح سے ابھی میں نے دیکھا کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نیا tax نہیں لگایا، تو میں یہ پوچھتی ہوں کہ آپ یہ بتائیں کہ اگر نیا tax نہیں لگایا تو جو آپ نے targets رکھے ہیں، ان کو کس طرح achieve کریں گے؟

اسی طرح آپ دیکھیں کہ pensioners کے حوالے سے یہاں بات ہوتی ہے، لیکن آپ یہ دیکھیں کہ ten thousand billion جو PSDP کا بجٹ ہے، جب کہ eleven thousand billion pensioners جو کا بجٹ ہے۔

تو معاشی ترقی کا انحصار سرمایہ کاری اور برآمدات پر ہوتا ہے، لیکن اس بجٹ میں ان شعبوں کے لیے کوئی غیر معمولی حکمتِ عملی نظر نہیں آ رہی۔ صنعتی شعبہ کئی برسوں سے جمود کا شکار ہے۔ بلند پیداواری لاگت، taxes، بجلی، gas کا مہنگا ہونا، اور یہ تسلسل، اور سرمایہ کاروں کے اعتماد میں

کمی کی وجہ سے آپ کی صنعتیں مستقل بند ہوتی جارہی ہیں یا بیرونِ ملک جارہی ہیں۔ہم سمجھ رہے تھے کہ حکومت اس میں کوئی جامع package دے گی تاکہ آپ کی پیداوار بڑھے اور آپ کا جو بوجھ ہے وہ کم سے کم ہو۔

زراعت جو پاکستان کی معیشت ہے، زراعت ہماری base ہے اور backbone ہے، وہ بھی اس بجٹ میں کوئی خاطر خواہ توجہ حاصل نہیں کر سکی۔کسان پہلے ہی fertilizer ، مہنگے بیج، زرعی ادویات اور مسائل کے باوجود مشکلات کا شکار ہے۔پھر آپ دیکھیں کہ جو ہمارا climate change ہے، جس کی وجہ سے آپ نے دیکھا کہ ایک اندازے کے مطابق گندم فی ایکٹر 10 سے 15 من کم پیدا ہو رہی ہے، اور اس کے باوجود کوئی زرعی package نہیں ہے، نہ زرعی تحقیق ہے، نہ جدید technology کے لیے آپ نے کچھ رکھا، نہ ہی آبپاشی اور value addition کے لیے کوئی نمایاں پیش رفت ہے۔

ایک ایسا ملک جو کہ زرعی ملک ہے، جہاں لاکھوں افراد کا تعلق زراعت کے پیشے سے ہے، اگر آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے jobs create کیں تو کسان کا بیٹا تو کسان ہی بنتا ہے، اس کا credit تو Government اپنے حصے میں نہیں لے سکتی۔ Government اگر job create کرے گی تو IT کے شعبے میں کرے گی، صنعت کے شعبے میں کرے گی یا کسی اور شعبے میں کرے گی۔تو یہ agriculture میں اگر jobs create ہو رہی ہیں تو یہ Government کا کمال نہیں ہے۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ PSDP کے اندر آدھے سے زیادہ بجٹ interest واپس کرنے کیلئے ہے۔ current % 93 budget ہے۔ BISP کے علاوہ آپ کے پاس کوئی social programme نہیں ہے۔

آپ یہ دیکھیں کہ human rights کے لیے آپ نے بجٹ میں ایک پیسہ نہیں رکھا، کیونکہ وہ تو آپ کی priority نہیں ہے۔ Human rights کو تو آپ نے ختم کر دیا۔جتنی human right violations ہو رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ نے human rights کے لیے بجٹ نہیں رکھا۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ Parliamentary Affairs کے لیے آپ نے بجٹ میں کوئی اضافہ نہیں کیا، کیونکہ جمہوری اداروں کو مضبوط کرنا کبھی آپ کی priority نہیں رہی، اور یہی وجہ ہے کہ Parliamentary Affairs میں بھی آپ نے کوئی اضافہ نہیں رکھا۔

مہنگائی پچھلے سال سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ Youth unemployment 7.5 % ہو گئی ہے۔صرف اگر jobs ہوئی ہیں تو وہ agriculture میں ہوئی ہیں۔اس کے ساتھ ہی آپ gender کے حوالے سے دیکھیں، میں ایک خاتون ہوں، میں ایک Parliamentarian ہوں، اور بہت ساری خواتین ہماری colleagues ہیں۔ Sir! You are the Custodian of the House. آپ کے لیے تمام Members equal ہیں۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہدہ رحمانی صاحبہ کا mike کھولیں۔

محترمہ شاہدہ رحمانی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں خواتین کے حوالے سے بات کر رہی تھی اور چونکہ میں Women Caucus کو بھی represent کرتی ہوں، 50 % of population خواتین کی ہیں، ان کو ہم represent کرتے ہیں۔ تو جب آپ دیکھیں کہ SDGs کے اندر جب male Parliamentarians کو funds دیے جاتے ہیں، تو اس میں خواتین Parliamentarians کو، جو کہ 2002 سے 2013 تک دیا جاتا تھا، لیکن اب بالکل ہی neglect کیا گیا ہے۔ اور جب یہ gender discrimination یہاں ہو رہی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ gender میں پاکستان کی کیا position ہے؟ 48 نمبر پہ آئے ہیں سر! یہ انتہائی شرم ناک ہے۔ اور جس طریقے سے آپ نے لکھا، gender tagging budget میں کی گئی ہے کہ 1.9 trillion gender، تو میں پوچھتی ہوں وہ کہاں بڑھایا ہے سر؟ یہاں پر تو آپ نے دیکھا، Commission کے لیے صرف دو million رکھے گئے ہیں، PSPA کے لیے پیسے نہیں بڑھائے گئے ہیں، اور خواتین پہ، تشدد کیا ختم ہو گیا؟ ابھی بھی میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ gender-based crimes بڑھ رہے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ acid burning case ہو، honour killing case ہو، خواتین پہ تشدد کے case ہوں۔ ابھی صرف Islamabad Police کی ہزار سے زیادہ آسامیاں خالی ہیں۔ Last year budget کے دوران Prime Minister صاحب نے announce کیا تھا کہ ہم 33 percent خواتین کو ملازمتوں میں لائیں گے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ آج بھی جب ہم اس کو دیکھتے ہیں، Gender Mainstreaming Committee قائم کی گئی، اور اس میں جب بلایا جاتا ہے تو وہاں 10 percent بھی خواتین ملازمتوں میں نہیں ہیں۔ تو اگر آپ کی یہ priority نہیں ہے، کیونکہ آپ کی priority تو ہمیشہ motorways اور سڑکیں رہی ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے 20 percent budget جو ہے، وہ صرف NHA کو دیا اور اس کو gender tagging خواتین کے حوالے سے کر دی۔ تو کیا خواتین صرف سڑکوں پر جائیں گی؟ Bridge بنے گا تو کیا صرف خواتین جائیں گی؟ آپ خواتین کو fund تو دیتے ناں۔ پھر SDGs کے اندر تو ہم بھی بتاتے ہیں کہ اس ملک کے اندر اگر acid burning unit نہیں ہے، ان کی کمی ہے، تو ہم وہ بنوائیں گے۔ ہم Community Centre بنائیں گے، ہم basic health پہ کام کریں گے۔ Population آپ کی بڑھ رہی ہے۔ اس حوالے سے Government نے اچھا کام کیا کہ contraceptives پہ tax ختم کیا۔

Second یہ کہ جو women hygiene ہے، اس پہ ٹیکس ختم کیا یہ خوش آئند بات ہے۔ لیکن خواتین کے حوالے سے جہاں تک gender budgeting کا تعلق ہے، تو میں سمجھتی ہوں کہ اس میں آپ نہ بیت المال کا بڑھا رہے ہیں۔ نہ SMEDA کے پیسے، بلکہ SMEDA کے پیسے تو آپ نے ختم ہی کر دیے۔ تو میں Minister صاحب سے یہی پوچھوں گی کہ 1.9 trillion کو آپ define کریں کہ وہ کہاں خواتین پہ کام کر رہے ہیں۔ BISP کے علاوہ کوئی ایسا project نہیں ہے کہ جس کے اندر آپ کا کام ہو رہا ہو۔ اور BISP ایک ایسا

programme ہے کہ جس میں ایک کروڑ سے زائد خواتین اس سے benefit ہو رہی ہیں۔ تقریباً پانچ کروڑ خاندان جو ہیں، وہ اس کے beneficiaries ہیں۔ اور صرف پنجاب میں 60 percent budget جو ہے، اس کا مطلب ہے کہ پنجاب میں غربت تھی۔ 60 percent budget BISP کا پنجاب میں جا رہا ہے، اور 40 percent تین صوبے لے رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ دنیا کا بہترین project ہے، اور دنیا اس کو appreciate کر رہی ہے کہ یہ social welfare کا سب سے بہترین programme ہے، social protection کا ہے۔ اور اگر کسی کے پاس اس سے بہتر programme ہے تو وہ لے کے آئیں، لیکن اس طرح کی بات نہ کریں۔

ابھی میری بہن بات کر رہی تھی کہ جی ہم نے solar پر tax بالکل ختم کر دیا، تو میں آپ کو بتاتی چلوں کہ 18 percent جو Government نے کیا تھا، اور پھر consultation, negotiation کے بعد اس کو 10 percent کیا، لیکن inverter پر 4 percent tax لگا کر آپ نے اس کو پھر مہنگا کر دیا، حالانکہ یہ Government آئی تھی solar base پر، اور پھر solar کے اوپر taxes لگانا۔ ایک طرف energy crisis ہے، پانی کا crisis ہے۔ ابھی Minister صاحب بتا رہے تھے کہ شاید 20 کیوسک پانی آج انہوں نے اضافی release کیا، تو میں اس کا شکریہ ادا کرتی ہوں، کیونکہ سندھ کے اندر پانی کا جو بدترین crisis ہے۔

دوسرا یہ کہ ابھی ہماری Opposition کی رکن فرما رہی تھیں، یہ خاندان، بلاول خاندان، تو میں تو کہتی ہوں کہ Chairman Bilawal Bhutto Zardari صاحب جو legacy لے کے چل رہے ہیں، Shaheed Zulfikar Ali Bhutto کی، Shaheed Mohtarma Benazir Bhutto صاحبہ کی، جنہوں نے اس ملک کو ناقابل تسخیر بنایا۔ اور آج ہم دفاع میں اگر strong ہیں، اور کوئی دشمن میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا، تو یہ وہ خاندان ہے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ کے والد صاحب انتہائی محترم تھے، اللہ انہیں غریقِ رحمت کرے۔ وہ جب PTI سے علیحدہ ہوئے، انہیں reality کا علم ہوا۔ ان کی رحلت کے بعد آپ کے بھائی نے PPP کا ticket لیا، اور اس کے بعد آپ نے کہا ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں election لڑنے کے، پارٹی نے وہ بھی provide کیے۔ لیکن اس کے بعد آپ نے وہ ticket فروخت کیا۔ تو کون ہے خاندانی؟ خاندان تو وہ تھا جس میں آپ آنے کے لیے تڑپ رہے تھے، جس کے لیے آپ منتیں کر رہے تھے، جس کے لیے آپ ترلے کر رہے تھے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ as a woman میں مطالبہ کرتی ہوں کہ یہاں پر gender discrimination کو ختم کیا جائے، کیونکہ ہم اس شہید محترمہ کے follower ہیں، جنہوں نے اس ملک میں تنخواہیں بڑھائیں۔ آپ نے 7 percent تنخواہ بڑھائی سر! ہم نے 120 percent تنخواہ بڑھائی تھی اپنے پانچ سال کے دور میں۔ ہم نے اس ملک میں زراعت کو ترقی دے کر ایک support کے قابل بنایا تھا۔ جب ہمیں یہ ملک ملا تو انتہائی خراب صورتحال تھی، لیکن ہم اس ملک کو ترقی کی راہوں پہ ڈال کر گئے۔ ہم نے اس ملک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کام کیا۔ ہم نے اپنی شہید بینظیر بھٹو کو قربان کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔

محترمہ شاہدہ رحمانی: ہم نے اس ملک میں جمہوریت کے لیے جو قربانیاں دی ہیں، آپ ہم پر تنقید کرتے ہیں، لیکن ان شاءاللہ تعالیٰ ہم اس محترمہ کے follower ہیں۔ میں اس پر ایک شعر کہنا چاہتی ہوں سر:

ایک چلتی ہوئی تلوار میں ڈھل سکتی ہے،
اپنے پیروں سے حکومت کو کچل سکتی ہے۔
وقت پڑ جائے تو کانٹوں پہ بھی چل سکتی ہے،
تو ہے عورت، وہ عظیم عورت، تو زمانے کو بدل سکتی ہے۔
کام تیرا تو نہ تھا، پھر بھی کیا ہے تُو نے،
اپنی دھرتی کے لیے خون دیا ہے تُو نے۔
انقلاب ایسے اٹھے دل میں تیرے نعروں سے،
تُو پہاڑوں سے لڑی، ظلم سے ٹکرائی تُو،
تُو تو مردوں سے بھی آگے نکل آئی ہے۔
فخر کرتی ہے زمیں خود پہ کہ زمیں زاد ہے تُو

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔ محمد جمال احسن خان صاحب۔

جناب محمد جمال احسن خان: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ ماشاءاللہ، سبحان اللہ، یہ پاکستانی جمہوریت کا حسن ہے کہ سترہ سیٹیں جیت کر آنے والی پارٹی نے اس ملک میں اپنا تیسرا budget پیش کر دیا ہے۔ اس budget پہ میں کیا بات کروں کہ جس کے آنے کے بعد boot polish Cherry Blossom کی ڈبی کی قیمت بھی آٹھ گنا زیادہ بڑھ گئی ہے۔ جنابِ والا! اس budget میں ہوائی ticket پر Business Class اور First Class پر Federal Excise Duty ختم کر دی گئی ہے۔ اسی طرح بیرونی اثاثوں پر بھی tax ختم کر دیا گیا ہے۔ تو یہ صرف اور صرف اشرافیہ کا budget ہے۔ پاکستان میں بسنے والے غریب آدمی کو Disprin کی گولی تک میسر نہ ہو، اور اشرافیہ کے ان اللے تللے کے تحفظ کے لیے budget بنایا جائے، تو ہم اشرافیہ کے اس budget کو مسترد کرتے ہیں۔

میں اب بات کروں گا اس مردِ قلندر کی، جس کو پاکستانی عوام نے کروڑوں vote دیے، اور وہ آج اڈیالہ جیل میں قیدِ تنہائی کی سخت ترین سزا کاٹ رہا ہے۔ کروڑوں عوام کے اس محبوب leader کو آج صحت کی سہولیات تک میسر نہیں ہیں۔ پچھلے کئی ماہ سے بہنوں کو اپنے بھائی سے ملنے کی اجازت تک نہیں ہے۔ عمران خان کے ذاتی معالجین اور ان کے رفقائے کار بھی ان سے نہیں مل سکتے۔ اس شخص کا قصور صرف اتنا ہے کہ میرا لیڈر عمران خان کہتا ہے کہ پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک ہوگا اور اپنے فیصلے خود کرے گا۔ United Nations کے platform پر

Islamophobiaاور حرمتِ رسول ﷺ کی جس جراءت مندی سے عمران خان نے بات کی، آج اسی کی پاداش میں وہ پابندِ سلاسل ہے۔ اگر اس طرح کا نظریہ رکھنا جرم ہے، تو ہم سب جو اس کے ساتھی ہیں، ہم بھی اس جرم میں اس کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔

ہمارا بھی یہ ایمان ہے کہ پاکستان ایک آزاد اور خود مختار ملک ہو گا اور اپنے فیصلے خود کریں گے۔ ہم آج بھی اپنے لیڈر عمران خان کے ساتھ کھڑے ہیں، اور خون کے آخری قطرے تک ساتھ کھڑے رہیں گے، ان شاءاللہ۔ جنابِ ڈپٹی سپیکر! حکومتی انتقام کی کہانی صرف اڈیالہ تک محدود نہیں، بلکہ بغضِ عمران میں موجودہ Government میانوالی کے عوام سے بھی بھرپور انتقام لے رہی ہے۔ میں یہ بات تیسری دفعہ اس ایوان میں کر رہا ہوں، لیکن کوئی سننے کے لیے تیار نہیں۔

State-of-the-Art hospital, Mother and Child hospitalجو عمران خان نے میانوالی کو تحفہ دیا تھا، وہ صرف میانوالی کی عوام کے لیے نہیں تھا بلکہ اس کے ارد گرد جتنے اضلاع ہیں، ان کے بسنے والے تمام لوگ اس سے مستفید ہو رہے تھے۔ اس وقت Punjab Governmentکے آتے ہی، فارم 47 کے آتے ہی پہلا وار انہوں نے ہمارے اس hospital پر کیا، اور اس hospital کو بند کر دیا گیا۔ یہاں سے اربوں روپے کی machinery یہ لاہور یا جانے نہ جانے کہاں لے گئے۔

صرف یہاں پر ستم نہیں رکا، جنابِ والا! انہوں نے ایک اور ظلم ڈھایا کہ ساٹھ سال پرانا DHQ Hospital، جو پانچ سو bed کا hospital تھا، اس کو ختم کر کے وہ اس دو سو bed کے Mother and Child hospital کی building میں لے گئے۔

حالانکہ اس DHQ Hospital کے ساتھ عمران خان کے دورِ حکومت میں 200 bedکا ایک اور hospital تیار کیا جا رہا تھا، جس کے مکمل ہونے کے بعد اس کو Teaching Hospital کا درجہ مل جانا تھا اور میانوالی کے عوام نے اس سے مستفید ہونا تھا، جو حق انہوں نے ہم سے چھین لیا ہے۔

سنا ہے کہ ریاست ماں جیسی ہوتی ہے، لیکن یہاں ہمارے ساتھ تو یہ ریاست، ڈائن جیسا سلوک کر رہی ہے۔ میانوالی کے عوام سے RHCاور BHUعملہ غائب کر دیا گیا، 80 فیصد RHC اور BHUکا عملہ غائب کر دیا گیا۔ مریض دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ تحصیل عیسیٰ خیل کے THQ Hospitalمیں اس طرح کے حالات ہیں کہ Dialysis Centre میں مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مشینری اور عملہ کے نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بھی مریض پریشان حال ہیں۔ اسی طرح ہمارا کالا باغ کا جو hospital ہے، وہاں پہ آبادی کا تناسب بہت زیادہ ہے، لیکن اس hospital میں بھی مریضوں کے لیے خاطر خواہ کوئی انتظامات نہیں ہیں۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ اس hospital میں beds کو بڑھایا جائے اور buildingمیں بھی اضافہ کیا جائے۔

Education، میرے حلقہ کے سکول جو کئی دہائیوں سے تعلیم دے رہے تھے، ان کو مرحلہ وار بند کیا جا رہا ہے، ان کو ٹھیکے داروں کے حوالے کیا جا رہا ہے اور ہمارے بچوں کو تعلیم سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ضلع میانوالی کے 95 فیصد جو ہمارے colleges ہیں، اس میں

95 فیصد staff کم ہے۔ جہاں پہ lecturer 22 ہونے چاہئیں، وہاں پہ صرف ایک یا دو ہیں۔ بجائے اس کے کہ حکومت ہمارے lecturers کا بندوبست کرتی، اب سوچا یہ جا رہا ہے کہ ان colleges کو بھی ٹھیکے داروں کے حوالے کیا جائے۔ اس طرح کرنے سے ہمارے علاقے کے بچے تعلیم سے محروم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات پہلے بھی کر چکا ہوں، اب دوبارہ میں دہرانا چاہتا ہوں کہ water supply scheme تھی۔ عمران خان کے دور میں اس پہ اربوں روپے کے funds دیے گئے اور اس scheme کو مکمل کرنا اس حکومت کی ذمہ داری تھی۔ اب اس scheme کو ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے اور funds روک دیے گئے ہیں۔ اس وقت بھی اربوں روپے لگنے کے باوجود تحصیل عیسیٰ خیل کی جو عوام ہے، شکر درہ روڑ سے لے کے درہ تنگ تک جتنے نیچے دیہات ہیں، پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ آج بھی خٹک بیلٹ کے لوگ جانوروں کے ساتھ پانی share کرنے پر مجبور ہیں۔ اسی طرح جو ہمارا خٹک بیلٹ ہے، جہاں سے ہمارے آج بھی ہزاروں نوجوان اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت پر مامور ہیں، وہاں کے لوگ، تبی سر، ٹولا بانگی کھیل، کچا بانگی کھیل، چاپری ساہو خیل اور بور کھوئی کے لوگ پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ وہاں پہ Mari Petroleum کام کر رہی ہے، لیکن CSR کے fund سے 2021 سے 2026 تک ایک روپیہ اس کے اوپر خرچ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح production bonus اور royalty کی مد میں جو funds ہیں، وہ بھی ہمیں دستیاب نہیں ہیں۔ Deputy Commissioner میانوالی اور Mari Petroleum کے افسران سے میں نے کئی بار رابطہ کیا، تحریری یادداشتیں بھیجیں، لیکن کوئی سننے کے لیے تیار نہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح زراعت ہے۔ ہمارے ضلع میں آپ کو پتہ ہے کہ پانی بہت زیادہ drawdown ہے اور پانی آٹھ، نو سو فٹ پہ چلا گیا ہے۔ Diesel کی قیمتوں کی وجہ سے کسان کے منہ سے نوالہ چھین لیا گیا ہے۔ Solar plates کے اوپر rate پہلے سے کہیں زیادہ بڑھا دیے گئے ہیں اور ہماری جو اجناس کے rate ہیں، وہ balance نہ ہونے کی وجہ سے کسان بہت زیادہ نقصان کا شکار ہے۔

Lift Irrigation Scheme ہماری کئی لاکھ زمین کو سیراب کرتی ہے، Irrigation Department نے پچھلے مالی سال میں بھی میانوالی کے لیے ایک روپیہ بھی fund نہیں رکھا تھا، جس کی وجہ سے کئی دفعہ ہماری Lift Irrigation Scheme کی بجلی کاٹی گئی اور کسانوں کو اس کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔

جناب سپیکر! سیلاب سے ہر سال ہمارا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ میں کئی دفعہ اس معاملے پہ اس معزز ایوان میں بات کر چکا ہوں۔ نالہ بڑوچ، نالہ پچالی اور شیخ آباد کا جو سیلاب ہمیشہ ہزاروں کنالوں پر کھڑی فصلوں کو تباہ کرتا ہے۔ ایک سب سے اہم جو مسئلہ اس وقت ہمیں درپیش ہے۔ ہمارے مغرب میں دریائے کرم دریائے سندھ میں ہمارے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ دریائے کرم کا جو bed level ہے، وہ عیسیٰ خیل شہر سے 14 فٹ

اونچا ہے۔ وہاں پہ اگر حفاظتی بند نہ باندھا گیا، تو عیسیٰ خیل شہر کو شدید سیلاب کا اندیشہ ہے۔ کئی بار ہم یہ بات ضلعی انتظامیہ کے نوٹس میں دے چکے ہیں، لیکن کوئی آگے نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آسیہ ناز تنولی صاحبہ۔ Not present ۔ محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ۔

محترمہ تمکین اختر نیازی: بہت شکریہ، سپیکر صاحب۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے opportunity دی کہ میں اس ایوان میں حکومت کے دیے ہوئے بجٹ کے اوپر بات کر سکوں۔ جب ہماری حکومت نے اقتدار سنبھالا تو ملک ایک ایسے غیر معمولی معاشی، سفارتی اور security challenges میں سے گزر رہا تھا کہ حکومت کو گرتی ہوئی economy کو سنبھالنا تھا، زرِ مبادلہ کے ذخائر کو مستحکم کرنا تھا، مالیاتی خسارے کو کم کرنا تھا، جو علاقائی کشیدگی تھی اور دفاعی challenges کو tackle کرنا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا مرحلہ تھا۔ بین الاقوامی سطح پر امن مذاکرات اور سفارت کاری کو فروغ دینے میں فعال کردار ادا کیا۔ معرکہ حق میں کامیابی نصیب ہوئی اور پاکستان کا وقار بلند ہوا۔ یہ کوئی معمولی باتیں نہیں ہیں۔ ان پہ ذمہ داری لینا حکومت کی بہت بڑی بہادری تھی۔ اس بجٹ کا مقصد معاشی ترقی، عوامی فلاح اور قومی استحکام ہے۔

جناب سپیکر! Business community نے اس بجٹ کی پذیرائی کی ہے اور معیشت کی stabilization کی طرف ایک اہم قدم قرار دیا ہے۔ Economists نے لکھا ہے کہ 2018-19 کے بجٹ میں 9.1% fiscal deficit تھا GDP کا اور اس بجٹ میں fiscal deficit 3.6% متوقع ہے۔ Fiscal deficit 3.6% ہونے کی وجہ سے قرض کی طلب 6.7 trillion روپے کم ہو جائے گی۔ یہ آہستہ آہستہ targets achieve کیے جاتے ہیں۔ یہ overnight decisions نہ ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کو implement کیا جا سکتا ہے۔ So, we all understand that Rome wasn't built in a day.

پراپرٹی اور تعمیراتی شعبے میں tax کم کیا گیا اور اس سے سرمایہ کاری بڑھے گی اور تعمیرات میں اضافہ ہوگا۔ صنعت اور کاروبار میں بہت بڑی سہولت دی گئی ہے۔ Super tax میں کمی کی گئی تاکہ کاروبار آسان ہو سکے۔ Exports کو special importance دی گئی ہے اور exporters پہ tax کم کیا گیا ہے اور IT exports کو facilitate کیا گیا ہے۔ Shipping industry سے 18 % بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ تجارت کے اخراجات کم کرے گا اور freelancers ، software houses اور نوجوانوں کو اس کا فائدہ ہوگا۔ This is stimulating economic activity ہے، یہ تو ہر ایک کی سمجھ میں آتا ہے، اس کے اوپر کوئی بحث نہیں ہے۔

توانائی کا شعبہ ایک بہت بڑا challenge ہے۔ پاکستان solar energy کی طرف بڑھ رہا ہے۔ لوگوں نے کاروبار اور گھروں پر solar systems لگوا لیے ہیں اور ان سے ان کو کافی relief ملا ہے۔ اب حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس تبدیلی کو support کریں اور solar system کے لیے grid system کو upgrade کریں۔ اور اس کے لیے اگر ہمارے پاس enough funds نہیں ہیں

تواس کو Public Private Partnership میں ڈالنا چاہیئے تاکہ عوام بھی اس کا حصہ بن سکیں۔اور grid کو upgrade کرکے proper طریقے سے solar system کا استعمال کیا جائے۔اس سے بجلی کی لاگت کم ہو جائے گی اور عوام کو بہت بڑا relief ملے گا۔

صحت کے شعبے میں بھی cancer patients کی ادویات میں بڑا relief دیا گیا ہے۔یہ ادویات سستی ہوں گی اور مریضوں کو فائدہ ہو گا۔Contraceptives کے اوپر سے tax ہٹالیا گیا ہے، یہ ایک بہت بڑا قدم ہے جو بہت پہلے لے لینا چاہیئے تھا تاکہ ہم اپنی population پر قابو پا سکیں۔

تعلیم، سائنس، ٹیکنالوجی اور سرمایہ کاری بڑھادی گئی ہے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے 60 سے 65 ارب روپے رکھے گئے ہیں تاکہ نوجوانوں کو educate کیا جائے اور مستقبل کے لیے ملک کا سرمایہ بنیں۔آبی وسائل اور energy کے منصوبے شامل ہیں جن میں داسو، تربیلا فیز فائیو، بھاشا ڈیم، مہمند ڈیم شامل ہیں۔ان منصوبوں سے پانی اور زراعت کے لیے بہت سہولت ملے گی۔

Income tax میں نرمی کی گئی ہے اور تنخواہ دار طبقے کو relief دیا گیا ہے، اضافی بوجھ کم کیا گیا ہے تاکہ ان کی زندگی بھی کچھ آسانی میں آئے۔ Overseas Pakistanis کو سہولت دی گئی ہے اس لیے کہ سرمایہ کاری کے مواقع بڑھ جائیں۔ If these policies are implemented properly; this budget can bring positive change in Pakistan. This budget has an important step towards development, jobs and public belief. Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم رحمان صاحب۔

جناب سلیم رحمان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! آج دو سال بعد مجھے موقع ملا ہے کہ بات کروں۔لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں اسمبلی میں بات کیوں نہیں کرتے، لیکن موقع نہیں دیا جاتا۔بہت شکریہ سپیکر صاحب کہ آپ نے بجٹ کے موقع پر ہمیں موقع دیا۔اور جس طرح پچھلے سال کا بجٹ تھا، اسی طرح کا بجٹ اس سال بھی ہے، کوئی کمی نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے اس میں کہ بندہ اس پر بات کر سکے۔حکومت کی طرف سے بہت شاباش آرہی ہے۔لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ بجٹ سب کے لیے ہے، یہ صرف پی ٹی آئی والوں کے لیے نہیں ہے، مسلم لیگ (ن) کے عوام بھی بھگتیں گے، پیپلز پارٹی والے بھی بھگتیں گے، جے یو آئی والے بھی بھگتیں گے، اور ہم پی ٹی آئی والے تو بھگت ہی رہے ہیں کیونکہ ہمارے ساتھ جو رویہ رکھا ہوا ہے سب نے، تو لگتا ہے کہ ہمارے لیے خصوصی طور پر بنایا گیا ہے، لیکن اپنے عوام پر بھی ظلم کر رہے ہو۔زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اشرافیہ کا بجٹ ہر دفعہ دیا جاتا ہے۔یہ جو اشرافیہ ہے یہ تو ہر چیز afford کر سکتی ہے، غریبوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔غریبوں کو مار دیا گیا ہے۔پاکستان میں غریب کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔

افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ ہم جب ووٹ مانگنے جاتے ہیں تو عوام کا ذکر کرتے ہیں، لیکن جب اسمبلی میں آتے ہیں تو عوام کو بھول جاتے ہیں۔جن غریب لوگوں نے ہمیں یہاں کامیاب کر کے بھیجا، اس کام کے لیے ہم ان کے گلے کاٹیں۔مجھے یہ بات کہتے ہوئے افسوس بھی ہوتا ہے کہ یہی

جو بجٹ آپ لوگوں نے دیا ہے، business classمیں کون پھرتا ہے؟ Airline کیbusiness class میں اشرافیہ ہی بیٹھتی ہے،ان کے لیے آپ لوگوں نے taxمعاف کر دیا ہے۔ دوسرے یہ جو کم تنخواہ والے لوگ ہیں ان کی salary پر آپ نے پانچ اور تین فیصد ٹیکس minus کیا ہے تو یہ آپ نے کوئی بڑا کام کیا ہے؟ ایک اور بات، حاتم طائی کی قبر پر آج وزیر اعظم صاحب نے جو لات ماری ہے، چار روپے لیٹر پیٹرول سستا کیا ہے، بڑا کمال کا کام کیا ہے۔

ایران، امریکہ کی جنگ میں ایران میں تیل سستا، سعودی عرب، دبئی اور انڈیا میں ہر جگہ سستا ہے، پاکستان میں تباہی پڑی ہوئی ہے، تیل نے ہمیں مار دیا ہے، ہم اپنی گاڑیاں کھڑی کر کے بیٹھ گئے ہیں، پتہ نہیں ہم کس طرح گزارہ کر رہے ہیں کہ تیل نہیں afford کر سکتے ہیں۔ تو یہاں منسٹر صاحب کہہ رہے تھے، ابھی ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کہ بجلی کا بل بھی ہم دیتے ہیں اور گیس کا بل بھی دیتے ہیں، اور تیل بھی کم ہو گیا تو بہت افسوس ہوا منسٹر صاحب کہ آپ لوگوں پر بھی سختی آگئی تو ہم لوگ آپ کے ساتھ ہیں اس موقع پر۔

میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی ہمارے ایک محترم لیڈر ممبر نے خان صاحب کے حوالے سے بات کی ہے کہ وہ ناحق تین سال سے جیل میں بند ہے، 36 ہفتے ہو گئے اس پر ملاقات کی پابندی ہے، ڈاکٹر کی رسائی کی پابندی ہے۔ جب ان کا لیڈر جیل میں تھا، دس دن پندرہ دن اس نے جیل میں گزارے تو اس کے platelets کمزور ہو گے اور وہ چیخ مار کر لندن چلا گیا۔ یہاں پر ہمارے خان صاحب کو ڈاکٹر تک کی رسائی نہیں ہے۔ ہر ہفتے ہم احتجاج کرتے ہیں اڈیالہ جیل کے باہر صرف اس لیے کہ ان کی بہنوں کی ملاقات کرائی جائے، ان کی فیملی کی ملاقات کرائی جائے، لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔

میں آپ کو یہ بات کہنا چاہتا ہوں، اس Floor of the House پر ان شاءاللہ کہ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آئے گی بہت جلد اور عمران خان وزیر اعظم ہوں گے۔ اور یہ بات یاد رکھ لیں کہ ہمارے کارکن جو شہید ہوئے ہیں، جو زخمی ہوئے ہیں، جنہوں نے جیلیں کاٹی ہیں۔ یہاں پر ہمارے MNAs کو نااہل کیا گیا ہے، کتنے ہیں؟ وہ MNAsسارے ووٹ لے کر آئے تھے، ان کو نااہل کر کے اور تیس تیس اور چالیس چالیس سال کی سزا دی گئی ہے۔ عمر ایوب صاحب ہمارے اپوزیشن لیڈر تھے ان کو اسمبلی سے باہر کر دیا ہے۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ پاکستان تحریک انصاف کی حکومت آئے گی، ہم ایک ایک ظلم کا بدلہ لیں گے۔ منسٹر صاحب یہ یاد رکھیں آپ کو خصوصی طور پر کیونکہ آپ نے یہاں پر 26 ویں ترمیم میں لوگوں کو استثنیٰ دیا، عجیب عجیب لوگوں کو استثنیٰ دیا، اور اپنی پارلیمنٹ کو میں چیختا بھی رہا لیکن آپ نے اپنی پارلیمنٹ کو استثنیٰ نہیں دیا کہ اس میں PTI والے شامل ہیں۔

میں کہتا ہوں اس پارلیمنٹ کو مضبوط کیا جائے، اس کو استثنیٰ دیا جائے۔ ہر جگہ پر جتنی تذلیل، بے عزتی MNAs اور MPAs کی ہوتی ہے وہ آپ سڑکوں پر دیکھ لیں۔ یہاں پر روزانہ کی تعداد سے اتنی چیک پوسٹیں لگی ہوئی ہیں، خاص کر کے KP سے جو لوگ آتے ہیں، MNAsآتے ہیں، MPAsآتے ہیں، قسم خدا کی کوئی نام نہیں لے سکتا چیک پوسٹ پر کہ ہم MNA یا MPA ہیں، ایسی بدمعاش پولیس کھڑی کی ہے آپ

لوگوں نے یہاں اسلام آباد میں صرف ہماری بے عزتی کے لیے۔ صرف خیبر پختونخوا کی بے عزتی کے لیے ہمارے 443ارب روپے KP کے آپ لوگوں کے ذمے بقایا ہیں، وہ نہیں دیتے۔ گیس اور بجلی کی اتنی load shedding KP میں ہو رہی ہے۔ بجلی ہم produce کرتے ہیں، ساری hydropower جو ہے وہ KP میں ہے۔ شکر ہے یہ پنجاب میں نہیں ہے ورنہ پتہ نہیں پھر کیا ہمارے ساتھ تم لوگ کرتے۔ گیس ہمیں نہیں دیتے۔ اتنی سخت load shedding ابھی پچھلے دنوں۔ اچھا گندم کی ترسیل بند کر دی تھی پنجاب سے۔

جناب سپیکر! ایک بات کہنا چاہتا ہوں، یہ پاکستان جب آزاد ہوا تھا 1947 میں، یہ تو اس میں تو نہیں لکھا تھا کہ یہ صرف پنجاب کے لیے آزاد ہو گا، یہ پاکستان تو مجھے لگتا ہے کہ پنجاب کے لیے بنایا ہے۔ آپ لوگوں کا بھی کوئی حصہ نہیں ہے سندھ والوں کا، بلوچوں اور KP والے تو غرق ہیں، ہم ابھی گئے تھے اپنے صوبائی صدر جنید اکبر کے ساتھ گلگت بلتستان election campaign کے لیے۔ جیسے ہم پہنچے ایک رات گزاری، صبح ناکے پر غذر جاتے ہوئے، پولیس والوں نے ہمیں روکا کہ آپ کے پاس NOC نہیں ہے، کہ ہم لوگ foreigners ہیں یا پاکستانی ہیں؟ یہ foreigners کو NOC چاہیئے ہوتی ہے نا کہ پاکستانیوں کو چاہیئے ہوتی ہے۔ ہمیں وہاں سے پکڑ کر تھانے لیکر گئے ہیں اور پھر تھانے سے ہمیں صوبہ بدر کر دیا گیا اور پیپلز پارٹی والے خوش ہو رہے ہیں کہ ہم الیکشن جیت گئے ہیں اور (ن) لیگ والے خوش ہو رہے ہیں کہ ہم الیکشن جیت گئے ہیں، ہمیں تو چھوڑا ہی نہیں گیا، ہمیں تو الیکشن کرنے ہی نہیں دیا اس لیے آپ جیت گئے ہیں، ہمیں میدان میں چھوڑیں تو پھر دیکھتے ہیں مقابلہ۔ ابھی ہماری محترمہ یہاں speech کر رہی تھی کہ خان صاحب کا چورن ختم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں خان صاحب کو ذرا باہر نکالو نا ں جیل سے نکالو پھر دیکھتے ہیں کس کا چورن ختم ہوتا ہے۔ قسم خدا کی یہاں جہازوں میں سیٹ نہیں ملے گی آپ لوگوں کو، آپ بھاگتے ہوئے نظر آئیں گے سارے۔ جب خان صاحب نکلے گا اور ان شاءاللہ خان صاحب نکلے گا پاکستان کے لیے، اس عوام کے لیے، اس غریب عوام کے لیے اور اس پاکستان کو خود مختار اور آزاد بنانے کے لیے۔

میں اپنے ملاکنڈ ڈویژن کی بات کرنا چاہتا ہوں سپیکر صاحب۔ ملاکنڈ ڈویژن ہمارا پاٹا اور فاٹا جب merge نہیں ہوا تھا تو ہماری ایک علیحدہ حیثیت تھی پاٹا کی، ایک فاٹا ہے، ایک پاٹا ہے Provincially Administered Tribal Area اس میں ہمیں مراعات تھیں taxes کی اور یہ چھوٹ ہمیں حاصل تھی۔ پچھلے سال انہوں نے 10 پرسنٹ سیلز ٹیکس لگا دیا ہے ملاکنڈ ڈویژن پر اور ابھی سننے میں آ رہا ہے کہ اس کو بڑھا بھی دیا ابھی 12 پرسنٹ کر دیا ہے۔ کتنی افسوس کی بات ہے کہ دہشت گردوں کے ساتھ ہمارا واسطہ ہے۔ ملاکنڈ ڈویژن میں دہشت گردوں کا ابھی دو ہفتے پہلے ٹرانسپورٹر پر حملہ ہوا ہے مٹہ میں اور اس پر گولیوں کی برسات کی گئی ہے۔ اس کا بیٹا، اس کا بھتیجا، دو gunmen شہید کیے گئے اور دو گھنٹے تک مقابلہ کرتا رہے وہ بیچارہ۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تدراک ہونا چاہیئے، اس کا کوئی حل نکالنا چاہیئے کیونکہ ہمارے سوات کا نہ افغانستان کے ساتھ بارڈر ہے، نہ کوئی اور ملک کے ساتھ بارڈر ہے کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں پھر یہ کس طرح آ جاتے ہیں؟ ملاکنڈ میں کس طرح پہنچ جاتے ہیں دہشت گرد؟ تو یہ بہت ضروری بات ہے۔

دوسرا ہمارا سوات ایک touristعلاقہ ہے۔ ہم depend کرتے ہیں سیاحت پہ۔ کالام مدین، بحرین، مالم جبہ، یہ ہمارے سوات پر مشتمل خوبصورت ترین علاقے ہیں۔ سارے پاکستان سے لوگ سیاحت کے لیے وہاں آتے ہیں۔ لیکن ایک تو دہشت گردوں نے ہمیں وہاں تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، ہمارا کاروبار تباہ کر کے رکھ دیا۔ دوسرا مرکزی حکومت کے خصوصی اقدامات سے این ایچ اے جو ہے وہ roads نہیں بنا رہا۔ پچھلے دو سال سے 2022 کے سیلاب کے بعد ہماری سڑکیں جس طرح سیلاب میں خراب ہوئی ہیں حصوصاً کالام کی، اس کو آج تک repair نہیں کیا گیا۔ وہ اسی طرح پڑی ہوئی ہے۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں مرکزی حکومت کا ہاتھ ہے، ہمارے سیاہ حت تباہ کرنے میں، ہماری روزی ختم کرنے میں۔ میں سوات کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجلی کا 100 پرسنٹ ہم بل pay کرتے ہیں۔ سوات ایسا ڈسٹرکٹ ہے جہاں 100 پرسنٹ recovery ہے واپڈا کی، وہاں 18، 18 گھنٹے کے لوڈ شیڈنگ ہے۔ تباہی پھیر دی ہے واپڈا والوں نے بھی، این ایچ اے والوں نے بھی۔ یہ ساری مرکزی محکمے ہیں اور یہ ہم سے بدلہ لے رہے ہیں پاکستان تحریک انصاف کو ووٹ دینے پر۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ عوام سے بدلہ نہ لو، آؤ مقابلہ کرتے ہیں سامنے ایک دوسرے کے کہ کون کس کے ساتھ کھڑا ہے۔ بہت شکریہ۔ جی بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سلیم صاحب ٹائم کی پابندی کرنے کا بہت شکریہ۔ جی جناب صادق علی میمن صاحب۔

جناب صادق علی میمن: شکریہ ڈپٹی سپیکر صاحب۔ سر! بجٹ تقریر کرنے سے میں شروعات کروں گا۔ کل پرائم منسٹر صاحب نے بڑی اچھی بات کی انہوں نے بھائی چارے کا ذکر کیا، انہوں نے مساوات کا ذکر کیا اور بلوچستان اور کے پی کے کے حوالے سے جو انہوں نے بات کی کہ سب بھائی ہیں اور جس طرح جتنی روٹی ہوتی ہے اس کو مل بانٹ کے کھانا چاہیئے۔ تو بڑی اچھی بات ہے یہ ایک مفاہمت والی اور اپنے چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھنے والی بات ہے۔ فیڈریشن کو اسی حساب سے چلانا چاہیئے۔

تو اسی حوالے سے میں ان سے گزارش کروں گا کہ سب سے بڑا مسئلہ جو سندھ میں ابھی ہم face کر رہے ہیں، وہ ہے پانی کا irrigation water and drinking water shortage کا۔

تو میں یہاں پہ کچھ حقائق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پہ آج کے دن پورے سندھ میں 50 پرسنٹ کے قریب shortage ہے پانی کی۔ جس میں گڈو بیراج پہ 42 پرسنٹ ہے، سکھر پہ 45 پرسنٹ ہے اور کوٹری downstream وہاں پہ 62 پرسنٹ پہ shortage ہو چکی ہے۔

سر! یہ جو 91 میں Water Accord ہوا تھا وہ اگر آپ تاریخ دیکھیں تو اس وقت جو بھی حکومت سندھ میں تھی وہ سندھ کے عوام کی true representative نہیں تھی کیونکہ ہمیشہ سندھ کی عوام نے پیپلز پارٹی کو ووٹ دیا ہے اور وہی وہاں پہ آکر سندھ کے عوام کی نمائندگی

کرتے ہیں۔ تو اس Accord میں بہت سارے تحفظات تھے سندھ کے عوام کے۔ لیکن پھر بھی یہ ملک کے مفاد میں accept کیا گیا۔ لیکن جب اس کے بعد IRSA بھی Accord کے نتیجے میں بنی۔ لیکن آج اسی Accord کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور پانی سندھ کا جو due share ہے وہ ہمیں نہیں مل رہا۔

اب یہ کہتے ہیں کہ پانی جو ہے 19 تاریخ کو آپ کو گڈو پہ ایک لاکھ چالیس ہزار کیوسک مل جائے گا۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سندھ میں اور خاص کر لوئر سندھ جس کو ہم لاڑ کا ایریا کہتے ہیں اس میں ٹھٹھہ ضلع آتا ہے، سجاول آتا ہے، بدین آتا ہے، ٹنڈو محمد خان آتا ہے۔ وہاں پہ early sowing ہوتی ہے ہماری چاول کی فصل کی اور کاٹن کی اور وہاں پہ اب یہ حالت ہوگئی ہے کہ وہاں پہ پینے کا پانی دستیاب نہیں ہے۔ ٹھٹھہ شہر مکلی ہمارا ہیڈ کوارٹر ہے۔ وہاں پہ issues ہیں drinking water کے۔ تو کیٹی بندر وہ جگہ بالکل tail پہ ہے اور وہاں پہ پینے کا پانی بالکل دستیاب نہیں ہے۔ اور وجہ اس کی کہ آپ دیکھیں پچھلے ایک مہینے سے جو ہم نے دیکھی ہے کہ جو flood canals ہیں، جس میں چشمہ جہلم کنال CJC آتی ہے اور Thal Canal وہاں کا continuous 30 thousand cusec discharge چلا آرہا ہے اور یہ IRSA کے figures ہیں۔ ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پانی موجود ہو تو بالکل ان کو جتنا چاہے وہ لے سکتے ہیں۔

لیکن اگر جب بھائی چارے، مساوات کی، مفاہمت کی اور چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھنے کی جب بات آتی ہے تو میرے خیال میں وزیراعظم صاحب کو اس کا سخت نوٹس لینا چاہیئے تھا اور یہ پانی سندھ کو اس بنیاد پہ فراہم کرنا چاہیئے تھا۔ اگر آپ تین سال سے دیکھیں تو سندھ کے جو زمیندار ہیں، جو آبادکار ہیں وہ بالکل تباہ ہو چکے ہیں۔ ایک تو مہنگائی اتنی زیادہ ہو چکی ہے۔ fertilizer کی cost ہے۔ ڈیزل اتنا مہنگا ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جب آپ کاشت کرتے ہیں تو ریٹس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ پچھلے تین چار سالوں میں گندم ہو، چاول ہو، آپ کا ٹماٹر ہو، مرچ ہو اور even cotton اس میں ہر زمیندار کو نقصان پہنچا ہے اور اس سال بڑا اچھا ریٹ چل رہا ہے کاٹن کا اور ہماری فصل اب اتر رہی ہے۔ لیکن اس میں جو پانی کی shortage کی وجہ سے بہت زیادہ نقصان ہو گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بڑی misconception ہے یہاں پہ کہ جو پانی کوٹری down-stream جاتا ہے وہ جی ضائع ہو جاتا ہے، سمندر میں جاتا ہے۔ لیکن delta کی بقاء کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے اور یہ نہ صرف وہ delta کو بچاتا ہے، erosion کو روکتا ہے، mangroves ہیں، shrimp کی اتنی زیادہ farming ہے۔ اس سے لاکھوں لوگ منسلک ہیں۔ ان کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ تو یہ چیز بھی ہمیں ذہن میں رکھنی چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں اس بجٹ پہ جب رات کو بیٹھ figures کے کچھ دیکھ رہا تھا تو دو تین چیزیں immediately میں نے نوٹس کیں۔ Although I am not a financial expert. لیکن جو موٹی موٹی باتیں وہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اس بجٹ میں ایک ایف بی آر کی ایک نمایاں ناکامی سامنے نظر آئی۔ 1200 ارب کا shortage tax collection میں ہوا ہے اور اس کے بعد ہم

نے اس دفعہ جو collection ہے اس کا ٹارگٹ رکھا ہے 12983 سے اب ہم 15 ہزار پلس جا رہے ہیں۔ کیسے collection کرے گی ایف بی آر؟ کیا کیا اقدام اٹھائے ہیں؟ مجھے نہیں سمجھ میں آتا۔ اس میں ہمارے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب کی suggestion اور میرے دوست میرے colleague طارق شاہ صاحب نے بھی یہی بات کی۔ بہتر ہو گا کہ یہ آپ صوبوں کے حوالے کر دیں اور میں صرف سندھ کی بات نہیں کر رہا۔ سندھ دیکھ لیں، پنجاب دیکھ لیں،، انہوں نے ایف بی آر سے بہت اچھی پرفارمنس دی ہے tax collection میں۔ تو یہ اگر ان کو دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ تو یہ بڑی ایک serious بات ہے جس کو consider کیا جائے۔

اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں تو جو بھارت کی جنگ ہوئی تھی پچھلے سال اور جس میں ان کو ہماری armed forces نے عبرت ناک شکست دی تھی۔ تو اس سلسلے میں میں ان کو خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہتا ہوں خاص کر ہمارے فیلڈ مارشل چیف آف ڈیفنس فورسز عاصم منیر صاحب اور ہمارے فوجی نوجوان جو اس میں شامل تھے۔ انہوں نے جس بہادری، دلیری کا مظاہرہ کیا، اس کے لیے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں اور ان کی needs اب بڑھ گئی ہیں جو کہ علاقائی صورتحال ہے اور حتیٰ کہ پوری دنیا کی اور اس کے علاوہ جو خطرات ہمیں face کرنے پڑتے ہیں external borders پہ تو ان کی جو justification ہے وہ بالکل جائز ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا فیصلہ کیا ہے چاروں صوبوں نے کہ اس میں اپنے پیسوں سے اس shortfall کو cover کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور وہ بالکل ہی جائز چیز ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ اگر دوسری چیزیں دیکھیں ایف بی آر shortage کو کیسے انہوں نے اپنی ناکامی پہ پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ تو ایک چیز جو بجٹ میں ہوتی ہے وہ federal taxes ہوتے ہیں، اور ان ٹیکسز کی مد میں جتنی رقم آتی ہے، وہ according to the Constitution, according to the NFC award وہ divisible pool میں چلی جاتی ہے، جس سے وہ سارے صوبوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ لیکن وفاقی حکومت کی طرف سے یہ جو levies کا نیا طریقہ اپنایا گیا ہے، اب levies کی مد میں اگر آپ دیکھیں تو وہ براہِ راست Federal Government کی گنتی میں جاتی ہیں، اور اس میں سے divisible pool میں کوئی ایک روپیہ بھی نہیں جاتا، اور یہ سارے کا سارا وفاقی حکومت اپنے پاس رکھتی ہے، اور صوبوں کو اس میں سے کوئی share نہیں دیا جاتا۔ ان کا ٹوٹل میں نے جب کیا تو وہ ٹوٹل 1764 ارب بنتا ہے، اور اس میں سب سے بڑا حصہ petroleum levy کا ہے جو 1676 ارب ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے LPG پہ بھی levy لگائی ہوئی ہے، crude oil پہ بھی levy ہے، گیس پہ بھی levy ہے، off-grid پہ بھی levy ہے، اور تو اور چھوڑیں climate پہ بھی levy ہے۔ اب یہ ساری levies وفاق اپنے پاس رکھتا ہے، اور levies کا یہ culture میرے خیال میں سوچنے کی بات ہے، اس کو ذرا دیکھنا چاہیئے۔ اس سے صوبوں میں بہت ساری بے چینی پیدا ہو گی۔ تو اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ آپ اس کو دیکھیں۔

اس کے ساتھ آپ کو پتہ ہے کہ پاکستان بڑے مشکل معاشی حالات سے گزر رہا ہے۔ ایران امریکہ جنگ جس کی وجہ سے بہت زیادہ economic shock بھی آیا ہے، petroleum کی prices بہت بڑھ بھی گئی ہیں۔ تو اس میں نہ صرف ہمیں اپنا tax base بڑھانا

ہے، اپنی آمدنی کو بڑھانا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت ضروری چیز ہے کہ ہمیں، خاص کر اپنے وفاق کو اپنے خرچے کم کرنے پڑیں گے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے، اس بجٹ میں مجھے وہ چیز reflect ہوتی نظر نہیں آتی، اور اس کی سب سے بڑی مثال آپ state-owned enterprises (SOEs) کی بات لے لیں۔ اب ان کا جو بجٹ ہے، وہ 355 ارب تھا، اور اس کو کم کرنے کے بجائے %27 اس کو increase کر کے 451 ارب پہ لے جایا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکومت اپنے اخراجات کم کرنے میں اتنی سنجیدہ نہیں ہے۔ اور کچھ ایسی Ministries بھی ہیں جو کہ ہمارے Chairman Bilawal Bhutto Zardari نے بھی point out کیا ہے کہ 18th Amendment کے بعد ان کو وفاق میں رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے، تو ان چیزوں پہ اگر نظرِ ثانی ہو تو بہت بہتر ہے۔ ہم Utility Store Corporation تو بند کر دیتے ہیں، ہم PWD تو بند کر دیتے ہیں، لیکن یہ جو اضافی قلمدان ہم نے رکھے ہیں، جو اضافی ملازمین ہم نے رکھے ہیں، اور authorities پہ authorities ہم بنائے جا رہے ہیں، جس میں ہم اور زیادہ ملازمتیں دے رہے ہیں، تو اس چیز پہ ذرا نظرِ ثانی ہو۔

اس ملک میں، میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا جو ہمارا contributing factor ہے، جو economy میں contribute کرتا ہے، وہ agriculture sector ہے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ GDP کا %25 ہے، اس میں ہماری %37 workforce employed ہے۔ تو آپ اس بجٹ میں اگر seriousness دیکھیں تو ہم نے صرف subsidies کی مد میں، ہم نے fertilizer production اور import کرنے پر 16 ارب کی subsidy دی ہے۔ میں اس لیے آپ کو کہہ رہا ہوں، آپ کو اس تناظر میں دیکھنا پڑے گا کہ ٹوٹل جو subsidies اس بجٹ میں ہیں، وہ تقریباً 1100 ارب کے برابر ہیں۔ اس میں سے 16 ارب، آپ اس کا تناسب دیکھ لیں، تو %1.5 بنتا ہے۔ اگر Power sector کا مقابلہ کریں، جس میں losses ہوتے ہیں، جس میں بہت ساری thefts یا دوسرے issues ہیں، ان کو 830 ارب کی subsidies ملتی ہیں، جس میں K-Electric کے، ہمارے کراچی والے MQM کے دوست، ان کو بھی بتاتا چلوں، 163 ارب ان کو subsidy مل رہی ہے۔ %76 ٹوٹل یہ Power sector کی subsidies ہیں۔ تو یہ ایک چیز ہے جس کو ہمیں دیکھنا پڑتا ہے۔ اس کے باوجود ہماری electricity کی price بہت زیادہ ہے، اور load shedding آپ پھر دیکھ لیں کہ 14,16 یا 18 گھنٹے چل رہی ہے۔ اس میں بھی کوئی improvement تو ہمیں نظر نہیں آتی۔ اس کے بعد agriculture میں، Prime Minister کا جو ایک پروگرام ہے، جس میں انہوں نے 7.5 لاکھ کسانوں کیلئے 4 لاکھ کے حساب سے 300 ارب مختص کیے گئے ہیں، اچھی بات ہے، لیکن یہ بہتر ہوتا کہ اگر آپ اس کو loan کی بجائے subsidies میں convert کر دیتے۔ سر! 5 منٹ، تھوڑا سا، کافی عرصے بعد موقع ملا ہے، ضروری detail دے دوں، دو تین منٹ لگیں گے۔ تو یہ ایک اچھی بات ہوتی کہ اس کو subsidies کی مد میں زیادہ بڑھایا جاتا۔ loan پھر آپ ان سے لے رہے ہیں۔ دوسرا، اس کا کوئی شفاف طریقہ کار بھی تو ہو جو ہمیں پتا چلے۔ یہ تو نہ ہو کہ جس طرح ہم کسی خاص جگہ کو زیادہ loans دے دیں، اور دوسرے صوبوں کو ان کا حصہ نہ مل سکے۔ تو اس کی شفافیت کو بھی ہمیں دیکھنا پڑے گا۔

ایک اچھی بات جو اس بجٹ میں ہوئی ہے، میں BISP کے حوالے سے کہتا چلوں، increase 19% کے ساتھ 838 ارب روپے رکھے گئے، اور یہ بہت اچھی بات ہے۔ یہ نہ صرف ایک بہت بڑا initiative ہے، حالانکہ اس پہ ہمارے کچھ فاضل دوستوں نے، ممبران پر اعتراضات بھی اٹھائے ہیں کہ یہ ہم اپنے لوگوں کو خیرات اور بھیک کی مد میں دے رہے ہیں۔ لیکن ان کو یہ چیزیں ذہن سے ہٹانی پڑیں گی۔ یہ جو Income Support Programme ہے، یہ بڑا important ہے۔ اس کی پوری دنیا میں recognition ہے۔ World Bank دیکھ لیں، Asian Development Bank دیکھ لیں، UNICEF دیکھ لیں، انہوں نے اس کو recognize کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہ صرف یہ عورتوں کی empowerment بڑھاتا ہے، بلکہ real terms میں ایک روپے کی subsidy 2.34 real income روپے generate کرتی ہے، اور جب economic shocks آتے ہیں تو اس کو بھی alleviate کرتی ہے۔

آگے چلیں آخری بات PSDP کے حوالے سے، تھوڑی ٹھٹھہ کی بھی اس میں بات کرتا چلوں۔ سکھر حیدرآباد motorway کی بڑی عرصے بعد یہ خوشخبری ملی ہے۔ پانچ sections میں ہے، تین sections ہونے والے ہیں، 30 ارب رکھے گئے ہیں لیکن دو sections کا PPP mode میں Government نے indicate کیا ہے۔ یہاں سندھ Government کی performance پہ ہر کوئی نکتہ چینی کرتا ہے، ہر کوئی سندھ حکومت کو criticize کرتا ہے، لیکن ہمارے Finance Minister یہاں پہ موجود ہو کر سندھ کے PPP programme کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگلے دو sections سندھ کی طرز پہ ہمیں PPP mode میں کرنے ہیں، تو یہ ایک اچھی بات ہے جس کو appreciate کرنا چاہیئے۔ ٹھٹھہ کے حوالے سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس بس، آپ کو موقع دیا، wind up کرنے کا اتنا موقع دیا please wind up کریں۔ میمن صاحب کا مائیک کھولیں۔

جناب صادق علی میمن: سر! ٹھٹھہ کے حوالے سے عرض کرتا چلوں، ایک PSDP میں اچھی خبر ہے کہ Gharo سے Keti Bandar کوسٹل ہائی وے کی 36 کلومیٹر کے لئے 20 ارب رکھے گئے اور یہ بڑی important link ہے۔ Keti Bandar وہ جگہ ہے جہاں پہ شہید محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ نے port بنانے کا فیصلہ کیا تھا، اور وہ جگہ اس لیے سے select کی تھی کہ گوادر تو دور ہے، لیکن یہ گوادر کے علاوہ واحد deep water port ہے، جس کی development کے لیے یہ بہت ضروری رقم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ wind power کا میں ٹھٹھہ میں عرض کرتا چلوں، 1950 megawatt ہم لوگ produce کر رہے ہیں۔ سب سے بڑا wind corridor ہمارے پاس ہے، لیکن CSR کی مد میں نہ Jobs ملتی ہیں، نہ ہمیں دوسرے funds ملتے ہیں، تو اس چیز پہ ذرا AEDB کو Federal Government دیکھے۔ تھر کول کی طرح ایسا کوئی سسٹم، جیسے سندھ حکومت نے کیا ہے کہ ہمیں free energy یا

electricityمل رہی ہے۔اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری باتیں تھیں، لیکن ٹائم ختم ہو رہا ہے۔آپ کا بہت بہت شکریہ، اور میں ایک دفعہ پھر اپنے Chairman Bilawal Bhutto Zardari صاحب کو۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، آپ نے relevant pointsاٹھائے۔شہزادہ محمد گشتاسپ خان صاحب۔

شہزادہ محمد گشتاسپ خان: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔جناب سپیکر! شکریہ۔بجٹ جب بھی پیش ہوتا ہے تو ہم یہ اصطلاح سنتے آئے ہیں کہ بڑے مشکل حالات میں بڑا اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں تو کوئی اچھائی کافی مدت سے نظر نہیں آ رہی۔میرا خیال ہے یہ اسمبلی میں ہمارا تیسرا بجٹ ہے جو پیش ہو رہا ہے۔بہر حال جب planning ٹھیک نہ کی جائے تو کسی چیز کے بھی results اچھے نہیں آتے۔میں facts and figures اور ان چیزوں میں نہیں جاؤں گا، کیونکہ کافی ممبران نے اس پہ روشنی ڈالی ہے، اور we learn a lot from itہم نے observe کیا، ہم نے اسے examine کیا، تو میرے خیال میں اب تک جو ہماری سمجھ میں آیا کہ یہ بجٹ تو پیش ہوا ہے، لیکنit is not very beneficial for the common man ۔اس پہ دبے لفظوں میں Government کی اتحادی جماعتوں نے بھی اپنی reservations show کیں ہیں، اور Opposition نے جو اسے study کیا ہے، اور جو ہمارے اسے سمجھنے والے ممبران ہیں، انہوں نے کئی چیزیں ایسی point out کی ہیںwhich are not in the public interest ۔اور امید ہے حکومت کو سوچنا بھی چاہیئے، حکومت کو سیکھنا بھی چاہیئے، حکومت کو ان چیزوں کو، اگر Opposition بھی ایک اچھی بات کرتی ہے، تو اسے اپنانا بھی چاہیئے۔

میں یہ سمجھتا ہوں،we come from different regions of the country۔ہمارے different terrainsہیں، ہمارے different landscapes ہیں، ہم لوگ مختلف علاقوں سے آتے ہیں۔اب اگر planning ایسی ہو گی کہ پنجاب میں بیٹھ کے، سندھ میں بیٹھ کے، اسلام آباد میں بیٹھ کے northern areas کے لیے plan کیے جائیں گے، تو میں سمجھتا ہوں وہ usefulنہیں ہو گا، کیونکہ ہمارے مختلف علاقے ہیں، ان کا environment مختلف ہے، اور وہاں پہ کسی کو نہیں بلایا جاتا کہ اس سے feedbackلی جائے یا ان سے کچھ سمجھا جائے۔اب ہم Himalayas کے قدموں میں رہتے ہیں۔ہمارے مسائل different ہیں، اور جب بھی ہم حکومت کی بات سنتے ہیں تو حکومت ہمیشہ سے یہ کہتی ہے کہ جو backward areas ہیں، جوareasپیچھے رہ چکے ہیں، انہیں ہم developed areasکی برابری پر لائیں گے۔لیکن اگر آپ اس کی funding دیکھیں، اس کی allocations دیکھیں، تو میرے خیال میں آپ کو واضح پتہ چلے گا کہ وہareasپہلے بھیignoreہو چکے ہیں، وہareas، اور اب بھی وہ ignore ہو رہے ہیں۔میں یہ یہاں پر کہتا چلوں کہ کچھ باتیں تو ہماری ہزارے سے متعلق علی خان جدون نے بھی کی ہیں اور کچھ بڑی پتے کی بات کی ہے میاں غوث صاحب نے، جو ہمارے فاضل

ممبر ہیں، کہ ہزارے میں کچھ ایسے areas بھی آتے ہیں جس طرح تور غر ہے، کوہستان ہے، تناول ہے۔ اگر آپ وہاں جاکے دیکھیں تو وہاں رسائی بھی بڑی مشکل ہے۔ you cannot easily reach into those areas اور آج تک ادھر توجہ نہیں ہے۔

وہ توجہ اس لیے نہیں ہے کہ لوگوں کے representatives سے نہیں پوچھا جاتا، ان لوگوں کو نہیں پوچھا جاتا جن لوگوں کو عوام نے mandate دیا۔ حکومت کو چاہیئے کہ انہیں planning میں include کریں، تو حکومت انہیں include نہیں کرتی۔ اپنے cronies کو، buddies کو، relatives سے وہ کام وہاں پہ کرواتی ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ وہ بجائے اس کے کہ لوگوں کے لیے کام کریں، اپنی خواہشات کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اس میں پیسے نکالتے ہیں، allocated funds کا بے جا استعمال ہوتا ہے۔

Tender وہاں پہ ہونے چاہئیں جہاں پہ وہ region ہے، regional offices ہیں، district offices ہیں۔ کسی کا پشاور میں tender ہوگا، کسی کا اسلام آباد میں tender ہوگا، تاکہ عوام کو اس بات کا پتہ نہ چل سکے اور پیسے بھی نکل جائیں۔ اسی طرح سر! میں یہاں پہ یہ بھی کہوں گا کہ اب ہمارے علاقوں کے حساب سے ہماری جو planning ہے، وہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وہ چیز جو پنجاب پر لاگو ہوتی ہے، وہ northern areas پر نہیں ہوتی۔ جو سندھ پر لاگو ہوتی ہے، وہ ہمارے areas پر نہیں ہوتی، کیونکہ they are different in nature۔ تو میرے خیال میں یہ کوئی formula نہیں ہے جو دیا گیا ہے۔

پہلے بھی میں نے اس پر بات کی تھی کہ جب 18th amendment ہوئی، صوبوں کو autonomy دی گئی، خود مختاری دی گئی کئی معاملات میں، تو سر وہ خود مختاری، وہ autonomy اور وہ جو بھی تھا، وہ صوبوں سے آگے کہیں بھی نہیں گئی۔ Regions کو کچھ نہیں ملا، districts کو کچھ نہیں ملا۔ تو میاں غوث صاحب نے یہاں ایک تجویز دی تھی اور پچھلی بجٹ تقریر میں میں نے بھی یہ کہا تھا کہ جب تک new administrative units نہیں بنتے، یہ مسائل حل ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ مسائل حل ہونے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ بہتر governance اس طرح سے دے سکتے ہیں کہ اگر چھوٹے units ہوں گے، وہ manageable ہوں گے، ان میں کام ہوسکے گا، لوگ approach کر سکیں گے۔ لیکن اگر ایسے نہ کیا گیا، اور ایسا نظام چلتا رہا، تو میں سمجھتا ہوں development بہت مشکل ہے، نہیں ہوسکے گی۔ تو میں اس تجویز کو second بھی کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں جس طرح سرائیکی صوبے کی بات کی گئی، جس طرح اور administrative units کی بات کی گئی، ہزارہ ایک complete region ہے۔ ہزارہ north میں آتا ہے۔ ہزارہ خود ایک entity ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں نئے صوبے بنائے جائیں۔ اور میں اس میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ اس سے further آگے بھی لے جایا جائے۔ Devolution کی بات ہوتی تھی، ہماری پارٹی نے، عمران خان صاحب کا programme تھا کہ devolution، اور انہوں نے کی بھی۔ تو میں سمجھتا ہوں جب تک اختیارات کی تقسیم نیچے تک نہیں جائے گی، grass-root level تک نہیں جائے گی، تو ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ آپ دوسرے ممالک کو دیکھیں، ان کی counties کتنی strong ہیں، ان کا local body system کتنا strong ہے۔ جب اختیارات نیچے جاتے ہیں،

لوگوں کی وہاں تک رسائی ہوتی ہے،وہ better manage ہو سکتے ہیں،وہ better control ہو سکتے ہیں،اور لوگوں کو سہولت مل سکتی ہے۔

اور یہاں پہ میں ایک اور بات کرتا چلوں، which is very important، ہمارے وزیراعظم صاحب نے یہاں House میں یہ کہا اور دعوت دی کہ آئیں بیٹھیں، بات کرتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی بات کی تھی، آپ لوگوں نے وہ بات نہیں مانی۔ سر! حالات پیدا کیے جاتے ہیں۔ Government چاہے وہ form-47 کی ہے یا جس کی بھی ہے، آپ اقتدار پر بیٹھے ہوئے ہیں، you are running the Government۔ تو اس میں ان کی ذمہ داری ہے کہ یہ ایسے حالات پیدا کریں جن میں کوئی بات چیت ہو سکے، جن میں کوئی negotiation ہو سکے۔ حالات خود خراب کر کے ہمیں اس پر blame کیا جاتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک good sense prevail نہیں کرے گی۔ عمران خان صاحب is a unified leader of the nation ۔ عمران خان کو لوگ مانتے ہیں۔ کوئی اور مانے یا نہ مانے۔ یہاں پہ جو 17 seats تھیں یا جتنی seats بھی تھیں، اگر وہ نہیں مانتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ عوام نہیں مانتے۔

عوام میں اب بھی اگر چلا جائے کوئی، تو میں سمجھتا ہوں if there is an election, he will score 90 % of the votes۔ تو میں یہاں پہ یہ گزارش کروں گا۔ علاج سے آپ اسے روکیں، doctors کی رسائی نہ ہونے دیں، family کی رسائی نہ ہونے دیں، تو حالات کیسے بہتر ہوں گے؟ کیسے حالات پیدا ہوں گے کہ ہم آپ اس میں بیٹھیں، ہم آپس میں کوئی بات کریں؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیراعظم صاحب کو اپنی بات میں کھڑا ہونا چاہیئے اور ایسے حالات پیدا کرنے چاہییں جن میں کہ ہم آپس میں بیٹھ سکیں، اس ملک کو چلانے کا سوچ سکیں، بہتر governance دے سکیں، ملک کے حالات improve کر سکیں۔ Thank you۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، آسیہ ناز تنولی صاحبہ۔

محترمہ آسیہ ناز تنولی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے بات کرنے کے لیے وقت دیا، اور آج بجٹ 27-2026 پر بات کرنے کا موقع ملا۔ پہلے تو میں مبارک باد پیش کرنا چاہوں گی اپنے وزیراعظم پاکستان میاں شہباز شریف صاحب کو، وزیر خزانہ اورنگزیب صاحب کو، تمام وفاقی وزراء کو اور تمام وہ لوگ جو ان کی ٹیم میں شامل تھے۔ ان سب کو بہت بہت مبارک ہو جو اس وقت اتنے مشکل حالات میں ایسا بجٹ پیش کیا، جو کہ عوامی بجٹ ہے۔ میں تعریف اس لیے کر رہی ہوں کہ تنقید کرنے والوں نے تنقید بہت کی، لیکن ان کو اس بجٹ میں کچھ نظر نہیں آیا۔ وہ تنقید پر تنقید کرتے چلے گئے۔ جنابِ سپیکر! میاں شہباز شریف کو جب حکومت ملی، 11 اپریل 2022 کو، جب ان کو یہ منصب ملا، پاکستان کو سنگین معاشی مشکلات کا سامنا تھا۔ انتہائی چیلنجز، مہنگائی بلند ترین سطح پر، زرِ مبادلہ شدید دباؤ کا شکار، IMF کا programme ناکام، سرمایہ کاروں کا اعتماد کمزور ہو چکا تھا۔ لیکن 16 ماہ کی جو حکومت تھی، اس میں سیلاب سے متاثرین کی امداد، خارجہ تعلقات کی بہتری، معیشت کا استحکام بہت ضروری تھا

جس پر focus کیا گیا۔ جنابِ سپیکر! یہ challenges راتوں رات سامنے نہیں آئے تھے۔ یہ سابقہ حکومت، عمران نیازی، کے دوران کیے گئے policy فیصلوں کے ثمرات تھے جو عوام کو بھگتنا پڑے۔

جہاں ان کے ساڑھے تین سالہ دورِ حکومت میں 4 Finance Ministers تبدیل ہوئے، جو عوام کو بھگتنا پڑے۔ معیشت، ادائیگیوں کے توازن کے شدید دباؤ، زرِ مبادلہ کے ذخائر میں کمی، عدم استحکام، دہشت گردی کا شکار ملک، ایسی تمام challenges پاکستان کے سامنے تھے۔ جنابِ سپیکر! ایک وقت تھا جب پاکستان کی بیرونی مالیاتی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا جاتا تھا، لیکن آج مضبوط ذخائر اور بہتر کھاتوں کے ساتھ ملک معاشی انتظام کو مضبوط کر کے رکھ دیا حکومتِ شہباز نے۔ شہباز، تیری اُڑان سے جلتا ہے زمانہ۔

جناب سپیکر! آج ملک digital معیشت کی ترقی کی طرف گامزن ہے۔ ہمارے نوجوان اور technology کے شعبے بھی بے پناہ صلاحیت اُجاگر کرنے کے لیے تیار ہیں۔ حکومت Digital Pakistan کے vision کو آگے بڑھانے کے لیے تیار ہے اور بہت پُرعزم ہے۔

جناب سپیکر! آج اپوزیشن پارلیمنٹ میں موجود ہے، اس بحث اور اس Session کا حصہ ہے۔ اپوزیشن آج بھی وہی سوالات اٹھا رہی ہے جن کا جواب خود ان کے پاس، ان کے دورِ حکومت اور معاشی کارکردگی کی صورت میں موجود ہے، اور وہ ثبوت ہے جو کہ انہوں نے کیا۔ قوم دیکھ رہی ہے کہ معاشی عدم استحکام سے استحکام کی طرف سفر کس نے ممکن بنایا۔ حقائق ناقابل تردید ہیں۔ اب پاکستان کا معاشی نقطۂ نظر اپنی سمت گامزن ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں سیاسی اور عسکری قیادت کا بہت بڑا رول ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان اس وقت climate change کا شکار ہے۔ موسمی تبدیلی کی وجہ سے سیلاب، بے وقت کی بارشوں، خشک سالی، شدید گرمی، glacier کا پگھلنا اور فضائی آلودگی ہماری معیشت، زراعت اور عوامی صحت کے لیے بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ لیکن تنقید ہو رہی ہے، کیونکہ ہمیں تنقید کرنی ہے، ہمیں اصلاح نہیں کرنی۔ ہم تو یہ سوچ کے بیٹھے تھے کہ شاید اپوزیشن، اگر کہیں اس بجٹ میں سقم ہے، تو اس کی بہتری کے لیے کام کرے گی، لیکن ایسا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ قومی شجرکاری مہم کو ایک ارب درختوں کے لگانے کا ہدف دیا جائے، Pink Farms Programme شروع کیا جائے، زرعی graduation کے لیے خصوصی grants اور کاروباری قرضے دیے جائیں، school, college اور university کو شجرکاری programme سے منسلک کیا جائے۔ Green Pakistan Fund کا قیام بھی ہونا ضروری ہے۔ بارش کے پانی کو محفوظ بنانے کے لیے منصوبے بھی شروع کیے جانے چاہئیں۔ Electric buses اور گاڑیوں کی حوصلہ افزائی بھی بہت ضروری ہے۔ خواتین کے لیے Green Entrepreneurship Programme شروع کرنے چاہییں، جس سے وہ اپنے گھر کے ساتھ ساتھ ملک کے لیے بھی سودمند ثابت ہوں۔ ایک جامع Green Pakistan Action Plan متعارف کروانا چاہیئے، جس میں

شجر کاری، صاف توانائی، پانی کے تحفظ، Greenروزگار اور موسمیاتی آفات سے بچاؤ کے واضح اہداف ہوں۔ Day Care Center کی جگہ Child Care Centerہونے چاہئیں کہ جہاں خواتین آسانی کے ساتھ اپنے بچوں کو لے کے کام کر سکیں۔

نوجوانوں کے لیے Prime Minister کاYouth Programmeبہترین ہے، لیکن اس کو Work Study Programme کر دینا چاہیئے۔ جامعات کو صنعتوں کے ساتھ منسلک کر کے طلبہ کے لیےInternship Programmesاور روزگار کے مواقع پیدا کیے جائیں۔ بڑیcompanies کو لازم قرار دینا چاہیئے کہ اپنے ملازمین کے لیے مخصوص تناسب کے برابر traineeنوجوان بھرتی کریں۔ معذور افراد کے لیےwheelchair ،مصنوعی اعضاء، سماعتی آلات اور دیگر معاون آلات پر subsidy دیناضروری ہے۔

جناب سپیکر! 2018 میں عوام سے 50 لاکھ گھروں اور ایک کروڑ نوکریوں کا وعدہ کیا گیا تھا، لیکن عملی طور پر اہداف مکمل نظر نہیں آئے۔ Naya Pakistan Housing Programmeشروع کیا گیا، ایک کروڑ نوکریوں کے اہداف کے مستند سرکاری ثبوت موجود نہیں ہیں۔ متعدد معاشی تجزیوں کے مطابق یہ اہداف حاصل نہیں ہو سکے۔ یہ صرف انتخابی وعدے تھے جو پورے نہیں ہو سکے۔ نہ کوئی نیا کارخانہ بنا، نہ کوئی projectبنا۔ پاکستان کی عوام کو آپ اب انتخابی نعروں میں نہیں پیس سکتے۔ جناب سپیکر! وہ سارے وعدے جو انہوں نے کیے تھے، وہ پاکستان کے نوجوان بھگت چکے ہیں۔ آج پاکستان کی عوام، پاکستان کے نوجوان اور پاکستان کا media یہ جانتا ہے کہ پاکستان ایک مضبوط اور مستحکم ملک ہے، جہاں سیاسی اور دفاعی دونوں کا استحکام موجود ہے۔

میں شمالی علاقہ جات کی بات کرنا چاہوں گی۔ شمالی علاقہ جات میں تاریخی مقامات کی international branding کی بہت ضرورت ہے۔ مقامی افراد کو اور Tourism Programme کو promote کرنا چاہیئے۔ Green Pakistan Fund کا قیام ضروری ہے۔ شہری علاقوں میں Urban Forest Programme کی بھی بہت ضرورت ہے۔ پاکستان کا سب سے بڑا اثاثہ نوجوان ہیں۔ اگر انہیں روزگار، مہارت اور مواقع فراہم کر دیے جائیں تو یہی نوجوان ملک کی ترقی کی نئی منزلوں کو آگے لے جا سکتے ہیں۔ اگرچہ challenges ابھی باقی ہیں، سمت واضح ہے، معیشت مستحکم ہوتی جا رہی ہے، اعتماد بحال ہو رہا ہے پاکستان کا دنیا میں اور یہ پتہ چلا ہے کہ پاکستان ایک مضبوط ملک بن کے سامنے آ رہا ہے، کیونکہ سیاسی اور دفاعی طاقت ایک جگہ مستحکم ہیں۔

10 مئی کے واقعے کے بعد پاکستان نے جو کچھ دیکھا، بنیان المرصوص پاکستان کی تاریخ کا ایک بہت اہم باب ہے۔ 10 مئی 2025 کو پاک فوج نے سیسہ پلائی دیوار بن کر دشمن کو بھرپور جواب دیا۔ آج چار سو دن ہو گئے اس واقعے کو، لیکن کوئی بھی پاکستانی ایسا نہیں ہے جو اس واقعے کو بھلا سکے اور نہ بھلا سکتا ہے۔ یہ تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ سیاسی اور عسکری قیادت نے وطنِ عزیز پاکستان کی قومی یکجہتی، دفاع اور خود مختاری کے تحفظ کے عزم کی علامت ہے۔ اس پہ کوئی بھی compromise نہیں کیا اور نہ کریں گے ان شاءاللہ۔ آج پاکستان نہ صرف دفاعی لحاظ سے، بلکہ سیاسی اور سفارتی لحاظ سے بھی مضبوط اور مستحکم ہے۔ پاکستان اپنے شہداء اور غازیوں کو سلام پیش کرتا ہے اور ہر پاکستانی شہداء اور غازیوں کو سلام پیش کرتا ہے۔

جناب سپیکر! Health Card کی یہاں بار بار بات ہو رہی ہے، تو میں یہ درست کر دوں کہ 31 دسمبر 2015 کو اسلام آباد میں یہ National Health Programme میاں محمد نواز شریف نے شروع کیا تھا، جسے بعد میں عمران خان نے انصاف کارڈ کا نام دیا تھا۔ اور سیاسی طور پر اگر دیکھا جائے تو اس کو انہوں نے بڑا cash کروایا۔ لیکن میں یہ اس لیے درست کرنا چاہتی ہوں کہ اس کا درست کرنا بہت ضروری ہے۔ اور رہی چادر اور چار دیواری کی بات، تو چادر اور چار دیواری کی بات وہاں پہ شروع ہوتی ہے جب مریم بی بی کو ان کے کمرے سے دروازہ توڑ کے نکالا جاتا ہے، جب والد کے سامنے گرفتار کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت چادر اور چار دیواری کی بات کیوں نہیں ہوتی؟ ہم اس وقت پاکستان کے سب سے بڑے ادارے میں موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، آپ کو موقع دیا Wind Up کرنے کا۔ دو منٹ نہیں ہیں جی، آپ please thirty second میں Wind Up کریں۔ مائیک کھولیں۔

محترمہ آسیہ ناز تنولی: جناب سپیکر! تو ہم اس وقت کو کیوں نہیں بھولتے؟ ہمارے لیے تمام خواتین قابل احترام ہیں، لیکن چادر اور چار دیواری کا تحفظ سب کے لیے یکساں ہونا چاہیئے۔ بہت شکریہ۔ پاکستان ہمیشہ زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فیصل امین گنڈاپور۔

جناب فیصل امین خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ، آنریبل سپیکر! Budget fudging کے تو champion ماشاء اللہ ہیں۔ IMF بھی ہمیں کئی دفعہ پکڑ چکی ہے۔ اس پہ جو X-Ray اپوزیشن کے senior لوگوں نے کر دیا ہے، مزید اس پہ کچھ نہیں بولوں گا۔ کچھ ضروری چیزیں ہیں۔ Water wars، جو لوگ کہتے ہیں کہ water wars future میں آئیں گی، water wars شروع ہیں، unfortunately ہماری توجہ پتہ نہیں کہاں ہے۔ India tunnels نکال کے پانی کہاں لے کے جا رہا ہے، بہر حال وہ تو جو internationally ہم کریں گے، کریں گے۔ ہمارے اپنے جو resources ہیں، ان کے ساتھ ہم کیا کر رہے ہیں؟ جتنا ہمارا اپنا potential ہے، اس کے ساتھ ہم کیا کر رہے ہیں؟ یہ ایک سوال ہے۔

میں آپ کو چھوٹی سی ایک مثال دیتا ہوں۔ Ex-FATA اور KP کے اندر جو چھوٹے نالے یا چھوٹے دریا ہیں، اگر ان کا صرف 20 percent ہم harness کر لیں، اس 20 percent سے ہم منگلا جتنی storage capacity اور بجلی بھی ساتھ بنا سکتے ہیں اور اس پہ منگلا جتنی cost نہیں آئے گی۔ یہ چھوٹے dam ہیں، کوئی 4 ارب روپے کا ہے، کوئی 6 ارب روپے کا ہے، کوئی 8 ارب کا ہے اور quickly within 2 to 3 years completion بھی ان کی ہو سکتی ہے۔ میری یہ request ہے کہ اس طرف توجہ دی جائے۔

دوسرا، CRBC Lift Canal, food security ظاہر ہے water سے linked ہے۔ 1992 سے truck کی بتی ہمیں دکھائی گئی ہے کہ جی بس اگلے سال، اگلے سال، اگلے سال، تین لاکھ ایکڑ زمین اس سے سیراب کرنی ہے۔ خیبر پختونخوا food secure ہو گا تو

پنجاب بھی food secure ہوگا۔پنجاب اپنی فصل export کرتا ہے whatever ۔ہمارے بھائی ہیں۔وفاق کو چاہیئے کہ اگر چھوٹا سا صوبہ خیبر پختونخوا land acquisition کے پیسے بھی اس کے لیے رکھ سکتا ہے،اس کے لیے پہلے سال کی development کے پیسے بھی رکھ سکتا ہے، وفاق اپنا حصہ کیوں نہیں ڈال رہا؟ چلو نہر KP میں ہوگی، اس کا اناج کدھر جائے گا؟ پاکستان میں جائے گا۔ Kindly سب کو equally treat کریں۔GB ، کشمیر، سندھ، پنجاب، بلوچستان، ہم سب ایک ہیں۔روٹی کو اکٹھا کھانے والی بات ہے۔خیر، ہم چھوٹا piece کھا لیں گے، لیکن کم از کم چھوٹا piece تو دیں۔

ایک اور بڑا اہم challenge ہے۔پچھلے کافی سالوں سے ہم پتہ نہیں کس چیز میں اوپر جا رہے ہیں، climate challenges میں اور climate risk میں ہم الحمدللہ top پہ ہی آ رہے ہیں، لیکن ہم اس کے لیے اتنا کچھ کر رہے ہیں۔خیبر پختونخوا، سر! 45%forest پورے پاکستان کا خیبر پختونخوا میں ہے۔50% پاکستان کا carbon ہم absorb کرتے ہیں۔ہم نے اپنی investment سے one billion tree شروع کیا۔کوئی اس کو اچھا کہے، برا کہے، ساری دنیا نے اس کو assess کر کے اچھا کہا۔الحمدللہ ten billion tree میں بھی آج خیبر پختونخوا اپنے resources ڈال کے number one پہ جا رہا ہے۔میں دوسرے صوبوں کو بھی request کروں گا کہ اس طرف بے شک تھوڑا پیسہ ڈالیں۔لیکن ڈالیں۔وفاق definitely ان کو کچھ نہ کچھ share تو دے۔کیونکہ دیکھیں forest کا ایک assessment کے مطابق جو ہماری KP forest کی land ہے۔ہم ان میں کہیں کوئی commercial activity نہیں کر رہے، for the sake of country، for the sake of Pakistan۔اگر ہم commercial اور یہ World Bank کے اور Asian Development Bank کے figures میں آپ کو بتا رہا ہوں، اگر ہم وہاں پہ commercial mining یا commercial activities شروع کر دیں، دو سو پندرہ ارب سالانہ خیبر پختونخوا اس سے کما سکتا ہے۔لیکن ہم نہیں کر رہے۔کیوں؟ For the sake of country، the sake of Pakistan۔تو kindly اس کا کچھ نہ کچھ credit ، کچھ نہ کچھ بدلہ خیبر پختونخوا کو ملنا چاہیئے۔

NFC ہے۔ Debate لمبی ہے، ظاہر ہے اس میں time لگے گا۔ But ابھی تک یہ بڑی زیادتی ہے۔فاٹا کے لوگ گنتی میں نہیں ہیں، میں record پر کہہ رہا ہوں۔دوبارہ repeat کر رہا ہوں۔فاٹا کے لوگ آپ کی NFC کی گنتی میں نہیں ہیں۔وہ انسان نہیں ہیں کیا؟ اگر ان کی کوئی محرومیاں ہیں، وہ لڑتے ہیں، جھگڑتے ہیں، تو گھر کے بچے ہیں۔کس نے ان سے بات کرنی ہے؟ اگر مجھے حصہ نہیں ملے گا تو ظاہر ہے لڑوں گا۔ بڑے بھائی سے لڑوں گا۔اس سے بڑے بھائی سے لڑوں گا۔تو خدارا اس ملک کے لیے سوچیں۔بیٹھیں، اپنے اختلافات، ہم سیاسی ایک دوسرے کے ساتھ زندہ باد، مردہ باد کرتے رہیں گے۔ But اگر پاکستان ہے تو ہم لوگ ہیں۔ Treat every unit of Pakistan as a son of

Pakistan, as a daughter of Pakistan to move forward.یہی میری اس ایوان سے request ہے۔زیادہ time نہیں لوں گا۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رسول بخش چانڈیو صاحب۔

حاجی رسول بخش چانڈیو: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ نے وفاق کے Budget 2026-27 پر بات کرنے کے لیے موقع دیا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جو Budget پیش کیا گیا ہے، یہ کاغذی Budget ہے، اس کے زمینی حقائق کچھ بھی نہیں ہیں۔ حکومت معاشی استحکام اور ترقی کے دعوے کر رہی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عام آدمی آج بھی دو وقت کی روٹی کے لیے اور تعلیم اور اپنے دوا علاج کے لیے دربدر پھر رہا ہے۔ میں معزز وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ وہ خود پچاس ہزار روپے ماہانہ آمدنی کا ایک خاندانی budget بنا کر اس ایوان کے سامنے پیش کریں اور بتائیں کہ ایک خاندان کا بجلی، گیس، پیٹرول اور تعلیم اور روزمرہ کی اشیاء کا کتنا budget بنتا ہے اور کیسے اس کا وقت گزرتا ہے، اس کا کیسے چولہا چلتا ہے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی منصوبوں کی بات کی گئی۔ سکھر اور حیدرآباد motorway کے اوپر تیس ارب روپے رکھے گئے ہیں، لیکن یہ کم ہیں۔ اس کو تین سال، چار سال نہیں، یہ پچھلے Budget میں بھی وعدہ کیا گیا تھا، لیکن وہ بھی ابھی تک شروع نہیں ہوئی۔ دوسری یہ بات ہے کہ میرا ضلع بدین ملک کے تیل و گیس کی پیداوار میں اہم کردار ادا کرتا ہے، آج بھی وفاقی ترقیاتی منصوبوں سے محروم ہے اور ضلع قومی معیشت اور ترقیاتی شعبے میں اتنا بڑا حصہ ڈال رہا ہے کہ مسلسل نظرانداز کیا جا رہا ہے اور یہ ناقابل قبول ہے۔ اس طرح سندھ کے چھوٹے ڈیموں، آبی منصوبوں اور دیگر وفاقی ترقیاتی اور پروگراموں میں بھی مناسب حصہ نہیں دیا گیا۔ پانی کی قلت، زرعی مسائل اور ماحولیاتی چیلنجز سے دوچار سندھ کو اس بجٹ میں وہ اہمیت نہیں دی گئی جس کا سندھ کو حق ملنا چاہیئے، یہ حق دار ہے۔

دوسری بات، LBOD کا کیا کوئی منصوبہ ہے؟ یا ابھی تک خرابیوں سے دوچار ہے؟ ہزاروں ایکڑ زمین بنجر ہو گئی ہے اس LBOD سے، یہ جو ہماری شکر جھیل اور نریڑی جھیل ہے، ان کا پانی پہلے میٹھا تھا۔ اس ڈیزائن کی وجہ سے، اس کی خرابیوں کی وجہ سے سمندر پوری کی پوری جھیلیں کھا گیا ہے اور اس کا کوئی بھی ازالہ نہیں کیا گیا، نہ ہی اس کی روک تھام کے لیے کوئی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اور اس LBOD کی وجہ سے ہماری ہزاروں ایکڑ زمین سمندر کی نذر ہو گئی ہے اور کاشتکار اپنی زمینوں سے محروم ہو گئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پارٹی لیڈر، چیئرمین بلاول بھٹو زرداری صاحب اور ہماری بی بی آصفہ بھٹو زرداری صاحبہ کو گلگت بلتستان کے الیکشن جیتنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جنابِ سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ سیزن جو ہے، آپ سارے زمیندار بیٹھے ہیں، سارے ایگریکلچر، زراعت کے لوگ بیٹھے ہیں، سب کا بالواسطہ ان کا تعلق ہے۔ ہمارا بدین ضلع آخر میں ہے، ہمارے اس علاقے میں اُدھر پانی نہیں پہنچ رہا اور وہاں چرند، پرند، پکھی وغیرہ، اور انسان جو ہیں وہ وہاں سمندر کے پانی کھارے پن کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ خدارا، جو سندھ کے حصے کا پانی ہے اس سے کم از کم پچاس، ساٹھ فیصد

کم مل رہا ہے۔ ہم کوٹری بیراج والے non-perennial ہیں تو ہمارا پانی اپریل سے شروع ہوتا ہے۔ اپریل میں بھی نہیں ملا، مئی میں بھی نہیں ملا، جون میں بھی نہیں ملا۔ ہم کہاں جائیں؟ ہمارے لوگ کہاں جائیں؟ سندھ کے حصہ کا جو پانی ہے وہ ملنا چاہیئے۔ گڈو سے، سکھر سے اور کوٹری سے جو چیف ہیں وہ کاغذی رپورٹ دے دیتے ہیں کہ یہ پانی نہیں لیتے۔ ان کو ادھر بلایا جائے، ایک meeting کروائی جائے۔ وہاں سندھ کی جو SIDA ہے وہ تباہ ہو گئی ہے۔ SIDA نے بالکل ہماری زمینیں بنجر کر دی ہیں۔ SIDA کے MD کو فون کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ پانی نہیں ہے، کہاں سے میں دوں؟ یہ لوگ اپنی من مانی کرتے رہتے ہیں۔ SIDA کو یا تو ختم کر دیا جائے یا پھر ہمارے ساتھ بیٹھ کر، جو ہمارے زمیندار ہیں یا پو چھڑ کے زمیندار ہیں، بدین کے ہیں، ٹھٹھہ کے ہیں، ٹنڈو محمد خان کے ہیں، سجاول کے ہیں، ان کا کوئی ازالہ نکالا جائے۔ ہمارا delta ہے، جب پانی آتا ہے تو delta آباد ہوتا ہے اور سمندر کو پیچھے دھکیل دیتا ہے، لیکن delta میں بھی پانی نہیں جاتا۔ ہمارا جو حق ہے، IRSA والے اپنی من مانی کرتے ہیں وہ نہیں کرنی چاہیئے۔ خدارا، یہ ہمارے پانی کا مستقبل ہے، ہمارے بچوں کا مستقبل ہے۔ چاول کی فصل ہے، ابھی چاول لگانے کا وقت نہیں آیا، اگر جون کے آخر یا جولائی میں بارشیں آ گئیں تو لوگ کہاں جائیں گے؟ چاول کی فصل کیسے لگے گی؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ بارشوں میں زمینیں ہماری سمندر کے علاقے کی ہیں اور پانی آ جاتا ہے تو سیلاب کی وجہ سے چاول بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

میں گزارش کروں گا کہ زراعت کے شعبے پر توجہ دی جائے، یوریا کی قیمت کم کی جائے اور کسانوں پر رحم کیا جائے۔ دواؤں پر جو ٹیکس ہے وہ ختم کیا جائے، تو یہ بھی بڑی مہربانی ہو گی۔ پانی کا مسئلہ ہمارا پہلا مسئلہ ہے، خدا کے لیے اس کو حل کیا جائے، ورنہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں ادھر آ کے dais کے آگے بھوک ہڑتال کروں گا جو بھی میرے ساتھ ممبرز بیٹھیں گے میں ان کا بھی شکر گزار ہوں گا۔

میں فیلڈ مارشل عاصم منیر صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے تیسری عالمی جنگ سے ممالک کو بچایا ہے اور ہمارے صدر آصف علی زرداری صاحب اور وزیر اعظم شہباز شریف اور میں اسحٰق ڈار کا بھی نام لوں گا ان کی بھی محنت ہے، میں ان کو بھی سلام پیش کرتا ہوں۔ اور ہمارے فوجی جوان جو شہید ہوئے ہیں، میں ان کو سرخ سلام پیش کرتا ہوں۔ پاکستان زندہ باد۔ پاک فوج پائندہ باد۔ زندہ باد۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چانڈیو صاحب آپ کا شکریہ آپ نے ٹائم کی پابندی رکھی۔ جی محمد شبیر علی قریشی صاحب۔

محمد شبیر علی قریشی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! شہباز سرکار نے یہ پانچواں بجٹ پیش کیا ہے۔ اس سے پہلے بھی پیپلز پارٹی اور نون لیگ کی یہ حکومتیں 35 سال اس ملک پر حکمرانی کر چکی ہیں۔ ان کو 2022 میں سازش کر کے پی ٹی آئی کی حکومت گرا کر اس ملک پر مسلط کیا گیا تھا اور اس کے بعد ان کو مسلسل مسلط کرنے کے لیے پی ٹی آئی کے کارکنوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے، جیلوں میں ڈالا گیا۔

اور جناب سپیکر پھر 2024 میں پورا کا پورا الیکشن چوری کیا گیا اور ان کو دوبارہ حکومت فارم 47 سے دی گئی 17 سیٹوں والوں کو۔ اور ان کا دعویٰ تھا جناب سپیکر! کہ ہم معیشت ٹھیک کر دیں گے اور مہنگائی ختم کر دیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے جناب سپیکر کہ یہ مکمل طور پر اپنے دعوؤں میں ناکام ہو چکے ہیں۔ آج انہوں نے پاکستان کی عوام کو ٹیکسوں اور مہنگائی کے بوجھ تلے روند کے رکھ دیا ہے۔ آپ ان کی کارکردگی دیکھیں جناب سپیکر! کہ

پاکستان کی معیشت، جو عمران خان کے دور میں GDP چھ فیصد کی ریکارڈ شرح سے ترقی کر رہی تھی۔ آج ان کے پانچ سال ہونے والے ہیں پہلے یہ صفر پہ لے گئے اب بمشکل ساڑھے تین پہ پہنچی ہے۔

پاکستان کا مجموعی قرضہ جو 75 سالوں میں 44 ہزار ارب تھا۔ محض چار سالوں میں یہ لوگ 83 ہزار ارب پہ لے گئے ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ وہ قرضہ آخر لگا کہاں ہے؟ پاکستان کی عوام پہ تو نہیں لگا۔

جناب سپیکر! پاکستان کی exports چار سالوں میں ان معیشت کے ماہروں نے بڑھانے کی بجائے آٹھ فیصد کم کر دی ہیں۔ پاکستان کا تجارتی خسارہ 22.7 ارب ڈالر سے بڑھ کر 27.9 ارب ڈالر پہ پہنچ گیا ہے۔ اور جناب شہباز کی پرواز، شہباز نے 68 دفعہ پرواز کی چار سالوں میں، 68 دورے غیر ملکی کیے اور investment لانے میں بالکل ناکام ہوا ہے۔ ان کا دعویٰ تھا SIFC کے ذریعے ہم 100 ارب ڈالر لائیں گے دو تین ارب ڈالر سے زیادہ یہ لوگ نہیں لا سکے اور مہنگائی کا یہ عالم ہے جناب سپیکر کہ پٹرول ڈیڑھ سو روپے پہ تھا عمران خان کے دور میں، لوگ آج اس دور کو یاد کرتے ہیں اور آج پونے چار سو پہ بک رہا ہے۔ لوگ اپنے روزمرہ کے اخراجات پورے کرنے سے قاصر ہیں، ہم مصالحت کروا رہے ہیں امریکہ اور ایران کے بیچ میں۔ لیکن ہم سستا تیل ایران سے نہیں خرید سکتے۔ انڈیا اپنی عوام کو ایران اور روس سے سستا تیل خرید کر دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! ڈالر جو 180 پہ تھا وہ 280 پہ پہنچ چکا ہے۔ بجلی کا ایک یونٹ جو 16 روپے پہ تھا وہ 47 روپے پہ ہے۔ اتنی مہنگی بجلی جناب سپیکر! اس کی وجہ سے ہمارے کارخانے بند ہو گئے ہیں، ہمارے کاروبار ٹھپ ہو گئے ہیں۔ ہماری industry دنیا کی industry سے compete نہیں کر پا رہی۔

جناب سپیکر! تمام اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں ان پچھلے چار سالوں میں دو سے تین گنا بڑھ گئی ہیں۔ یہ جناب سپیکر! یہ ان کی کارکردگی ہے۔ نہ معیشت کو ٹھیک کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں بلکہ انہوں نے تو عوام کو مہنگائی کے بوجھ تلے پیس کر رکھ دیا ہے۔

تو جناب سپیکر! یہ جو hybrid regime ہے کا تجربہ تھا، مکمل طور پہ ناکام ہو چکا ہے۔ اگر پاکستان کو بچانا ہے تو اس نااہل ٹولے سے اس ملک کو نجات دینی ہو گی۔

جناب سپیکر! پاکستان کے تمام تر مسائل کا حل معاشی استحکام ہے، شفاف الیکشن ہے اور rule of law ہے۔ جب تک آپ اس پہ عمل نہیں کریں گے تب تک پاکستان آگے نہیں بڑھ سکتا۔

جناب سپیکر! زراعت جو پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ عمران خان کے دور میں زراعت نے ریکارڈ ترقی کی۔ پاکستان کا کسان خوشحال ہوا۔ تمام فصلوں کی جو پیداوار ہے وہ 9 سے تقریباً 19 فیصد تک بڑھ گئی تھی۔ کسانوں کو فصلوں کے اچھے rates مل رہے تھے جبکہ انہوں نے زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔ جناب سپیکر! کاشتکاروں کو mafias کے حوالے کر دیا گیا ہے، گنے کا کاشتکار mills پہ رُل رہا ہے، پہلے government rate مقرر کرتی تھی اب mills اپنی مرضی سے rate مقرر کر رہی ہیں اور ناجائز کٹوتیاں کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر! کھاد، ڈیزل، بجلی کے rates کہاں پہنچ گئے اور فصلوں کے ریٹ نہیں بڑھائے گئے۔ گندم کا عمران خان کے دور میں چار ہزار روپے ریٹ تھا۔ یہ اس کو دو ہزار روپے پہ لے آئے۔ گندم کی support price ختم ہوئی جس کی وجہ سے گندم کے کاشتکار کی کمر ٹوٹ گئی اور گندم کی پیداوار کم ہوئی۔ اب demand supply کی gap کی وجہ سے دوبارہ گندم کی قیمت بہتر ہوئی ہے تو انہوں نے private mafia کو ان پہ چڑھا دیا ہے۔ اب حکومت ان کو مجبور کر رہی ہے کہ وہ کم قیمت پہ گندم private companies کو دیں پنجاب میں جو کہ شرم کا مقام ہے۔

جناب سپیکر! ان کو ہوش کے ناخن لینے چاہیئے اور کسانوں کا خیال کرنا چاہیئے۔ کھاد، ڈیزل، بجلی کی قیمتیں اپنے وعدے کے مطابق کم کریں اور فصلوں کے ریٹ کسانوں کو بہتر دیں۔

جناب سپیکر! عمران خان صاحب جو پاکستان کے سابقہ وزیر اعظم ہیں، پاکستان کی سب سے بڑی جماعت کے لیڈر ہیں۔ پوری دنیا میں پاکستان کی سب سے زیادہ پہچانے جانے والی شخصیت ہیں ان کو انہوں نے ناحق قید کر رکھا ہے اور شرم بھی ان کو نہیں آتی کہ پچھلے 36 مہینوں سے نہ ان کی فیملی سے ملاقات کروا رہے ہیں اور ان کی آنکھ کا مسئلہ بھی ہے۔ ان کو علاج کی ضرورت ہے۔ یہ اتنے بے حس ہیں، نہ کوئی انسانیت ہے، نہ کوئی قانون کی پاسداری، نہ کوئی آئین کی پاسداری کی، یہ ان کا علاج بھی نہیں ہونے دیتے۔

تو میرا مطالبہ ہے جناب وزیر اعظم اگر میثاق جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں۔ تو اتنی تو شرم کر لیں کہ عمران خان صاحب سے فوری طور پر فیملی کی ملاقات بھی کرائیں اور معیاری ہسپتال سے فوراً ان کا علاج بھی کرائیں، پوری قوم کو آج یہ مطالبہ ہے۔ اور ان کو ماضی سے سبق سیکھنا چاہیئے کیونکہ ماضی ہمیں یہی بتاتا ہے کہ اگلا tenure اڈیالہ میں ان کا ہی لگنے والا ہے۔ تو اتنی ہی سختی کریں جتنا کل کو یہ برداشت بھی کر سکیں۔

جناب سپیکر! عمران خان کے دور میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ جنوبی پنجاب کو اس کا حق ملا۔ وزارت اعلیٰ جنوبی پنجاب کو دی گئی۔ پنجاب کے فنڈ کا جو تیسرا حصہ تھا وہ جنوبی پنجاب کو دیا گیا۔ جنوبی پنجاب کا سیکرٹریٹ بنایا گیا اور عملی طور پر صوبے کی بنیاد رکھی گئی۔ انہوں نے اس سب کو reverse کیا اور آج آپ کے بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اگر منصوبہ ہے تو allocation نہیں ہے، اگر allocation ہے تو ground پہ کام نہیں ہے۔

تو میرا مطالبہ ہے جناب سپیکر پنجاب جس کی ساڑھے 12 کروڑ کی آبادی ہے صرف دنیا کے 10 ملک ہیں جن کی آبادی جناب سپیکر پنجاب سے زیادہ ہے۔ پنجاب کی تقسیم ناگزیر ہے۔ تو میرا مطالبہ ہوگا کہ جنوبی پنجاب کو علیٰحدہ صوبے کا درجہ دیا جائے۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ ضلع کوٹ ادو، سابقہ دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری درخواست پر عمران خان صاحب نے کوٹ ادو کو ضلع کا درجہ دیا تھا اور چوک سرور شہید کو تحصیل کا درجہ دیا تھا۔ لیکن ان ظالموں نے اس کے funds روکے ہوئے ہیں اور اس کو مکمل طور پہ functional نہیں کر رہے ہیں۔ تو میرا مطالبہ ہوگا کہ فوری طور پر کوٹ ادو ضلعے کے تمام محکموں کو functional کیا جائے اور اس کے لیے جتنے بھی funds درکار ہیں وہ جاری کیے جائیں۔

جناب سپیکر! COMSATS University وزیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی یہاں پہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ COMSATS University کی زمین مختص ہوگئی تھی لیکن اس کے funds جاری نہ ہونے کی وجہ سے وہ منصوبہ شروع نہیں ہوسکا کوٹ ادو میں۔ تو میرا مطالبہ ہے کہ COMSATS University, Kot Addu کے لیے funds کا اجراء کیا جائے۔ Mother and Child Hospital ہسپتال جس کا 80 فیصد تعمیراتی کام مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے بھی funds روک دیے تھے۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس کے funds کا اجراء کیا جائے اور اس کو functional کیا جائے۔

جناب سپیکر! جی ٹی روڈ قصبہ گجرات سے لے کر احسان پور تک، اہم ترین شاہراہ ہے ضلع کوٹ ادو کی جس پہ سلامہ، کوٹ ادو، دائرہ دین پناہ، راسان پور جیسے بڑے شہر ہیں اور اس پہ ٹریفک کا بوجھ انتہائی زیادہ بڑھ چکا ہے اور آئے روز حادثات ہوتے ہیں۔ تو میرا مطالبہ ہے کہ اس کو دورویہ اور carpet کیا جائے۔ Canal Road جو کوٹ ادو، لیہ اور تونسہ اضلاع کو ملتان سے جوڑتی ہے، اہم ترین شاہراہ ہے۔ میرا مطالبہ ہے کہ اس کو بھی carpet کیا جائے اور دورویہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! Union Council ہنجرائی اور Union Council احسان پور کو دریائی کٹاؤ سے بچاؤ کے لیے Flood Bund کی تعمیر کی جائے۔ نور شاہ Minor کا اجراء کیا جائے تاکہ ہزاروں ایکڑ تھل کی اراضی قابل کاشت بنائی جاسکے۔

جناب سپیکر! انتہائی ایک اہم issue ہے، وزیر قانون صاحب بھی ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے حلقے میں Judicial Complex تحصیل چوک سرور شہید میں بنایا جارہا ہے، ایک ایسی جگہ پر جہاں پختونوں کی بستی آباد ہے۔ پچاس، ساٹھ سالوں سے وہاں پر تین سو خاندان آباد ہیں، پکے گھر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آپ کو موقع دیا ہے اور اب آپ wind up ہی نہیں کر رہے۔ 30 سیکنڈز ہیں، مائیک کھولیں۔

جناب محمد شبیر علی قریشی: پہلے وہاں پر چوک سرور شہید میں اس جگہ پر تحصیل کمپلیکس بننا تھا لیکن اب Judicial Complex propose کیا گیا ہے جس کیلئے بہت زیادہ زمین درکار ہوتی ہے جبکہ شہر میں متبادل زمین موجود ہے تو میرا مطالبہ ہوگا کہ جناب پختونوں کی یہ بستی جس میں 300 خاندان رہتے ہیں، پکے گھر ہیں ان کو نہ مسمار کیا جائے اور Judicial Complex کیلئے متبادل جگہ کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! عمران مانی وہ غریب نوجوان جس کی پولیس custody میں death ہوئی تھی اب اس کی پولیس انکوائری رپورٹ آگئی ہے کہ عمران نامی بندے کو رات 1 بجے غلط طور پر اٹھایا گیا تھا، یہ ملوث بھی نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ صلاح الدین جونیجو صاحب۔

جناب صلاح الدین جونیجو: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جنابِ سپیکر!، شکریہ، آپ نے آج مجھے بجٹ پہ بات کرنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں اپنے صوبہ سندھ کا جو ابھی پانی کی کمی کی وجہ سے حشر ہوا ہے، فصلوں کی جو حالت ہوئی ہے، وہاں کاشتکاروں کی جو حالت ہوئی ہے، اس کا ذکر کرتا

ہوا چلوں۔ ہمارا سندھ وفاق کا unit ہے۔ ہم tail پر ہیں اور ابھی 50% shortage face کر رہے ہیں۔ ہر دوسرے تیسرے سال سندھ کے ساتھ یہ ظلم ہوتا ہے۔ 1991 Accord بنا ہوا ہے، اس کے تحت پانی کی منصفانہ تقسیم کی جائے لیکن وہ نہیں ہوتی۔ ہر سال سندھ کا نمائندہ، ہمارے CM صاحب اور ہماری حکومت چلاتی ہے، اور ہر سال ہی ہم water issue کو face کرتے ہیں۔

میرا حلقہ ہو یا tail میں جتنے بھی اضلاع ہیں بدین ہے، ٹھٹھہ ہے، ٹنڈو محمد خان ہے، ساری عوام چلا رہی ہے اور اس حکومت کو بد دعائیں دے رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے Prime Minister صاحب، جیسے ہمیشہ جو بھی issue ہوتے ہیں، کسی بھی صوبے کا issue ہوتا ہے، تو وہ intervene کرتے ہیں، اس دفعہ بھی اور ہمیشہ کی طرح ہمارے پانی کے مسئلے میں intervene کریں، اور ہمیں منصفانہ حصہ دیا جائے۔

اس وقت جب سندھ 50% shortage face کر رہا ہے، دکھ کی بات ہے کہ CJ Canal ، 15000 cusecs پہ چل رہی ہے، جو flood canal ہے، جب بالکل ضرورت نہیں ہوتی۔ flood ہوتا ہے تو اس وقت ان canal کو بہنا ہوتا ہے۔ TP Canal بھی چل رہی ہے، Thal Canal بھی چل رہی ہے۔ اگر سندھ ڈوب رہا تو اس وقت ساری دنیا ہمیں کہتی ہے، ہر الزام سندھ پر آتا ہے۔ ہم لوگوں نے سامان بھی غریبوں میں نہیں بانٹا، ہم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ سندھ ہمیشہ الزام کی نظر رہا ہے۔ میں آپ سے بھی request کروں گا، please آپ بھی سندھ کے زمیندار ہیں۔ آپ کے حلقے میں بھی بہت کاشتکار ہیں جو آپ کو complain کر رہے ہیں۔ مہربانی کرکے اس issue کو serious لیا جائے۔

ابھی ایک مہینے کے بعد اگر پانی آیا تو سندھ میں کسی بھی کسان کے کام کا نہیں ہے۔ پانی کا وقت ابھی ہے۔ فصلیں جب جل جائیں گی، آدھی فصلیں سوکھ گئی ہیں، پھر پانی آئے گا، تب ہمارے کس کام کا؟ تو یہ جو flood canals ہیں، مہربانی کرکے، براہِ کرم، اس پر کوئی team بھیجی جائے، ان کو بند کیا جائے، تب ہمیں یہ مہینہ پانی ملے گا، اور سندھ کے جو کاشتکار ہیں، وہاں کے جو ہاری ہیں، وہ چل سکیں گے۔ ان کا گزر بسر ان ساری فصلوں پر ہے۔

سر! یہاں پر دوسرا issue PTA کا ہے۔ میں PTA کے حوالے سے ذکر کرتا چلوں کہ PTA کو، موبائل کو سب لوگ، زیادہ تر ہماری عوام، ہمارے دوست، luxury Item سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کل 60 فیصد کام موبائل پر ہوتا ہے۔ Mobile ضرورت ہے۔ Mobile پر ضرورت کی چیزیں ہوتی ہیں، جو بھی افسران ہیں، جو بھی نوکری پیشہ افراد ہیں، جو بھی companies میں لوگ کام کر رہے ہیں تو زیادہ تر کام mobile پر ہوتا ہے۔ تو براہِ کرم میں وفاقی حکومت سے، Prime Minister صاحب سے request کروں گا اس PTA Tax کو کم سے کم کیا جائے۔ شکریہ۔

سکھر موٹروے کے حوالے سے مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ تیسرا سال چل رہا ہے،اور میں سمجھتا ہوں یہ واحد ایشو ہے ، بار بار کہنے کا مقصد یہ ہے، ہم بار بار ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ اس Motorway کو لاوارث Motorway سمجھا گیا ہے۔پورے پاکستان میں ہر صوبے میں ایک ہی جگہ سے 20 کلومیٹر پر دوسری Motorway جارہی ہے، تو سندھ کے ساتھ کیوں ناانصافی ہو رہا ہے؟ یہ Motorway کیوں نہیں بنائی جارہی؟ کبھی سنتے ہیں CPEC میں Motorway اٹھے گا، کبھی سنتے ہیں اس Bank کے ساتھ ہوگا، کبھی ADB کے ساتھ ہوگا۔تو براہِ کرم، یہ ہمارے ساتھ سلوک کیوں کیا جارہا ہے؟ سندھ، جو 60% to 70% revenue generate کرتا ہے، اس road کا اس میں بہت اہم کردار ہے۔ یہاں سے آپ کی goods آتی ہیں، جاتی ہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس سال بھی ہمیں 30 ارب نظر آرہے ہیں۔اگر یہ 30 ارب ہر سال دیے جائیں گے، تو مجھے تو لگتا ہے کہ پھر ایک آدھی نسل ختم ہو جائے گی۔ تو براہِ کرم، میں Prime Minister شہباز شریف صاحب سے request کروں گا کہ سکھر حیدرآباد Motorway کا کام priority level پر شروع کرایا جائے۔

میں agriculture کے حوالے سے ذکر کرتا ہوا چلوں کہ agriculture میں import اور جو یہاں فیکٹریاں fertilizer produce کر رہی ہیں اُس میں Urea بھی آجاتا ہے، DAP بھی آجاتا ہے۔ جو پیداوار کر رہے ہیں، import کر رہے ہیں، ان کے لیے 16 Billion رکھے گئے ہیں۔ یہ جو 16 بلین ہیں ، اگر ان کو بڑھا کر کاشتکاروں کو subsidy دی جاتی تو بہت اچھا ہوتا۔ براہِ کرم، اگر importers and producers کو subsidy دی جائے گی تو اس کا relief کسان تک نہیں پہنچتا۔ تو براہِ کرم، اس میں بھی کچھ changes لائی جائیں۔ شکریہ۔

میں load-shedding کے حوالے سے بات کروں کہ جیسے ہمارے دوست صادق میمن صاحب نے ذکر کیا کہ subsidy کیلئے 1100 بلین رکھے گئے ہیں۔اس میں تقریباً آٹھ سو، ساڑھے آٹھ سو بلین electricity کی مد میں رکھے گئے ہیں۔اس میں k-electric ہے اور جتنی بھی companies ہیں، ساری شامل ہیں۔اب ساڑھے آٹھ سو ارب آپ رکھتے ہیں، اور electricity کی صورتحال یہ ہے کہ 80 فیصد سندھ کے interior میں 18 سے 20 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے۔جب 18 سے 20 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے، 12 گھنٹے یا 8 گھنٹے لوڈشیڈنگ ہے تو اس کیلئے 800 بلین رکھنا میں سمجھتا ہوں کہ عوام کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔اس کا ریلیف direct عوام کو نہیں مل رہا۔آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ لوڈشیڈنگ بھی چل رہی ہے اور وہ 800 بلین کی subsidy بھی لے رہے ہیں۔لوڈشیڈنگ بھی 18 سے 20 گھنٹے کی ہے تو اس سے زیادہ کیا ہوگا؟ اس سے تو اچھا ہے کہ وہاں light نہ ہو۔

میں BISP کے حوالے سے ذکر کرتا چلوں کہ ہمارے جو دوست اس پہ منفی بات کرتے ہیں، حالانکہ BISP کو internationally جو aid کے donors ہیں انہوں نے بھی recognize کیا ہے۔ان donors نے BISP کو ایک role model کے طور پر

recognize کیا ہے تو یہ کہنا کہ BISP میں یہ support ہے، یہ نہیں ہے۔ بلکہ BISP میں عورتوں کو جتنے پیسے ملتے ہیں ان سے ان کے گھر چل رہے ہیں۔ تو براہ کرم جو دوست حضرات BISP پر تنقید کرتے ہیں ان کو دیکھنا چاہیئے کہ کتنے لاکھوں خاندان اس پروگرام سے ریلیف لے رہے ہیں۔

میں اپنے حلقے کے حوالے سے ذکر کرتا چلوں، 5 کلو میٹر کے radius میں، PM کے 15 ستمبر 2003 کے directives ہیں، میرے حلقے میں دو سے تین فیلڈز ہیں اور 5 کلو میٹر میں کسی کو بھی گیس نہیں دی گئی۔ سپریم کورٹ کا decision ہے، 14-2013 کا، اس پہ بھی آج تک عمل نہیں ہو رہا۔ CCI کا decision ہے، 24 نومبر 2017 کو، سر اس حوالے سے پانچ کلو میٹر کے radius پہ گیس کے حوالے سے، سر وہ نہیں دی جا رہی۔ تو میں براہ کرم، سر آپ سے، Prime Minister صاحب سے، ہمارے Minister صاحب سے request کروں گا کہ جو ہماری گیس جو، دوسرے صوبوں میں جا رہی ہے، وہ سر ہمارا حق ہے۔ ہماری عوام ہم سے پوچھتی ہے کہ سر یہ جو ہمارے گھر کے آگے، ہماری گلی سے گیس نکل رہا ہے، وہ ہم تک نہیں پہنچ رہا اور دوسرے صوبوں تک جا رہی ہے۔ تو براہ کرم میں Petroleum Division کو request کروں گا آپ کے ذریعے، مہربانی کر کے اس میں interest لیں اور ہمارے گاؤں کو گیس پہنچائیں۔

میں فریال تالپور صاحبہ کا ذکر کرتا ہوا چلوں کہ سر! کوئی بھی case ہوتا ہے، کراچی کا، تو چاروں صوبوں کی، بلکہ تمام پاکستان کی نظر کراچی پہ تھی۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ساری drug کراچی میں چل رہی ہیں؟ کراچی میں supply ہو کے آتی ہیں۔ جن صوبوں میں drugs بن رہی ہیں وہاں پہ تو control کریں۔ یہ ناسور ہمارے پاس پہنچتا ہے، اس کو پہنچنے کیوں دیتے ہیں؟ سارا الزام لگتا ہے کہ جی سندھ میں چل رہی ہیں۔ تو میری بہن ہے، میری leader ہے، فریال تالپور صاحبہ، واقعی leader ہیں جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ drugs کا خاتمہ سندھ سے ہو گا، اور ان شاءاللہ سر ضرور ہو گا۔ میں Chairman بلاول بھٹو اور خاتونِ اول بی بی آصفہ بھٹو کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ GB کی عوام کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ کی طرح انہوں نے PPP پہ یقین رکھا، اور ان شاءاللہ PPP ان کے مسائل حل کرے گی۔

سر! میرے حلقے میں کچھ فوجی جوان شہید ہوئے ہیں۔ ان کا میں ذکر کرتا ہوا چلوں۔ اس دھرتی کے لیے ان لوگوں نے شہادت پائی ہے، اور میں ان کا ذکر نہیں کروں گا تو میں ناانصافی کروں گا۔ سر، اس میں شہید عارف آرئیں ہیں، وہ شہید ہوئے ہیں دو مہینے، تین مہینے پہلے شہید دلبر خان مہر ہیں، وہ شہید ہوئے ہیں، شہید محمد عمران شیخ ہیں، شہید شہریار چانڈیو ہیں۔ میں ان چاروں شہیدوں کو سلام کرتا ہوں۔ جتنے بھی پاکستان میں شہید نوجوان فوج کے ہیں، ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔ فوجِ پاکستان کو سلام پیش کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے ہمارے خاطر اس قربانی کو اپنایا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ صاحبزادہ محمد امیر سلطان۔

جناب محمد امیر سلطان: جناب سپیکر! یہ ن لیگ کی حکومت کا پانچواں مسلسل عوام کش budget ہے جو انہوں نے بڑے سر بلند کر کے پیش کیا، اور حیرانی کی بات، جناب سپیکر! یہ ہے کہ budget وہ ہوتا ہے جس کو عوام سراہیں۔ ہماری حکومت ماشاءاللہ سے ڈھنڈورے اس بات کے پیٹ رہی ہے کہ IMF ہمارے budget کو سراہ رہا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم budget وہ دیں جس کو عوام سراہیں، نہ کہ IMF سراہے۔ یہ

IMF کے مطابق چل کر عوام کو ذبح کرتے جا رہے ہیں۔ یہ relief budget نہیں، یہ تکلیف budget ہے، اس کا نام جانا چاہئیے۔ جنابِ سپیکر! IMF نے ان کی ایسے تعریف کی جیسے ایک bank کا خاص customer ہوتا ہے، جس کو پتا ہوتا ہے کہ اس نے بار بار میرے پاس قرضہ لینے آنا ہی آنا ہے۔ اس کو ایک prestige customer کا نام دے دیتے ہیں۔ تو ہماری حکومت کو IMF نے prestige customer بنا دیا ہے، جس کی وجہ سے وہ بار بار ان کی تعریف کرتے جا رہے ہیں۔ ماشاءاللہ، 25واں programme پاکستان کی حکومت نے IMF سے لیا ہے، اور ان پانچ سالوں میں انہوں نے 44 ہزار ارب سے قرضہ بڑھا کر 85 ہزار ارب کر دیا ہے۔ جنابِ سپیکر! پوچھنے کی بات تو یہ ہے کہ 85 ہزار ارب قرضہ لینے کے باوجود آج غربت کی جو ratio ہے، وہ 21% سے بڑھ کر 30% پر جا چکی ہے، جو کہ ان کے اپنے figures کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر! یہ figures بھی انہوں نے اپنی Form 47 حکومت کی طرح forge کرنے کی کوشش کی ہے، اور poverty line کو صرف 8500 روپے کا benchmark بنا کر یہ 30% پر لے کر آئے ہیں۔ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو ہمارے ملک کی poverty line، جو کہ پچھلے budgets کے اندر کم از کم 25 یا 30 ہزار روپے کے اوپر بنائی جاتی تھی، وہ اس دفعہ انہوں نے 8500 پر بنا کر صرف 30% poverty show کی ہے، ورنہ اصل میں 50% سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے۔ Record breaking inflation اس حکومت کے ہوتے ہوئے ہوئی۔ 85 ہزار ارب لینے کے باوجود inflation انتہا تک، غربت کی سطح انتہا تک۔ جناب سپیکر! ابھی تو یہ خالی ایک بات میں نے کہی ہے۔ میں آہستہ آہستہ آپ کو اس حکومت کے کئی اور کارنامے بتاؤں گا، جو اعزازات ان کو حاصل ہیں۔ ماشاءاللہ، پہلے اگر پورے region کی بات کریں، تو جتنا یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، پورے region میں، جس میں Bangladesh اور اپنے ہمسایہ ممالک کو دیکھ لیں، تو جو GDP کی شرح ہے وہ کم از کم 6.2 % ہے، اور ہم 2.3 % کے اوپر اتنا اعلان کر رہے ہیں جیسے پتا نہیں ہم نے پوری دنیا فتح کر لی ہو۔ تو سب سے کم، یہ اعزاز بھی ماشاءاللہ اسی حکومت کو جاتا ہے کہ پورے region میں سب سے کم GDP growth کی شرح اس حکومت نے 2.3 % پر کی ہے۔

ایک اور بات، جناب سپیکر! میں حیران ہوں، بلکہ پوری دنیا اس چیز کو عجیب نظر سے دیکھ رہی ہے اور ہم اس چیز پر خوشی کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہماری remittances بڑھ گئی ہیں۔ بھائی، دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ remittances بڑھی کیوں؟ آپ کا professional انسان، آپ کا industrialist پاکستان چھوڑ کر باہر جا رہے ہیں، اور ہم بھی اس چیز پر خوشی منا رہے ہیں کہ ہماری remittances بڑھ گئی ہیں، کیونکہ پاکستانی آپ پر عدم اعتماد کر کے ملک سے باہر جا کے اپنا کاروبار جما رہے ہیں۔ کیا یہ فخر کرنے کی بات ہے، جنابِ سپیکر؟ کم از کم اس حکومت کو اس چیز کا احساس ہونا چاہئیے کہ بجائے اس کے کہ آپ اپنے professionals کو، اپنے industrialists کو اس ملک میں ایسے مواقع دیں کہ وہ یہاں روزگار پیدا کر سکیں، وہ یہاں کے مزدور کے لیے کچھ کر سکیں، یہاں کے غریب بندے کے لیے کچھ کر سکیں، یہ ان کو باہر بھیج رہے ہیں اور کہہ

رہے ہیں کہ ہم نے دنیا میں ایک brain export کرنا شروع کر دیے ہیں، اور اس کے بدلے میں جو پیسے آ رہے ہیں، اس کو remittances کے نام پر دکھا کر یہ اپنی قابلیت show کر رہے ہیں، حالانکہ یہ ان کی نالائقی تصور کی جانی چاہیئے۔

اس کے بعد، جناب سپیکر، ان کو ایک اور بھی ماشاءاللہ اعزاز حاصل ہے کہ 2 ارب کی exports انہوں نے کم کیں اپنے ان سالوں کے اندر، جو کہ PTI کی حکومت میں 8 ارب بڑھ چکی تھیں۔ یہ اعزاز بھی ماشاءاللہ اسی حکومت کو حاصل ہے۔ اور export کو بڑھانے کا اس budget کے اندر بھی انہوں نے کوئی plan نہیں دیا۔ میں نے تو بہت تفصیل سے تقریر بھی سنی، باقی budget documents بھی پڑھے، لیکن سر اس پورے document میں export کو بڑھانے کا کسی طرح کا بھی کوئی انتظام نہیں دیا۔ انہوں نے کوئی roadmap نہیں دیا گیا۔

Energy کی بات کریں تو سارا کا سارا بوجھ انہوں نے غریب بندے کے اوپر ڈال دیا، جو کہ پہلے مہنگائی سے پس رہا ہے، بے روزگاری کا عروج ہے، اور 12 ہزار ارب انہوں نے circular debt کے نام پر جو لیا تھا، جو بجلی کے unit میں ہر پاکستانی شہری ان کے قرضوں کا بوجھ، ہر بجلی کے bill میں 3.43 روپے per unit کے حساب سے pay کر رہا ہے۔ ہر bill کے ساتھ پاکستان کا غریب بندہ بھرتا ہے، پاکستان کا مزدور بھرتا ہے، ان کے قرضوں کا بوجھ، چھ سال کے لیے، جو انہوں نے ہم پر لاد دیا تھا۔

لیکن جناب سپیکر! اس سے بھی بڑا اعزاز ان کو یہ جاتا ہے کہ پاکستانی قوم سے ہر unit پہ ساڑھے تین روپے لینے کے باوجود وہ قرضہ 12 ہزار ارب سے کم نہیں ہوا۔ وہ قرضہ بڑھ کے ساڑھے 18 ہزار ارب بن چکا ہے۔ جنابِ سپیکر! مجھے تو اس حکومت کی یہ منطق سمجھ نہیں آئی کہ قرضہ ختم کرنے کے لیے عوام کے اوپر بجلی کے units پہ پیسے لگا دیے ہیں، لیکن قرضہ بڑھ کیسے رہا ہے؟ تو اسی بات کے اوپر آج میں ان سے جواب مانگتا ہوں کہ مجھے یہ بتائیں، وزیر بتائیں، یا بجلی کے وزیر بتائیں، کہ یہ planning کس طرح کی ہو رہی ہے؟ کیونکہ circular debt کم ہونے کے بجائے، پاکستانی عوام سے آپ اس کے interest کے پیسے لے رہے ہیں، تو وہ بڑھ کیوں گیا؟

جنابِ سپیکر! 18 روپے کا unit تھا 2021 میں، آج وہی unit 55 روپے کا ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! غریب اور امیر کے درمیان فرق انتہا کا ہو چکا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں جو غریب اور امیر کی کمائی کا اور روزگار کا فرق ہے، وہ آج تک اتنا برا نہیں ہوا تھا جتنا اس حکومت کے اندر ہو چکا ہے۔ جنابِ سپیکر! کسی بھی economy کو چلانے کی backbone اس کی middle class ہوتی ہے۔ آپ اس middle class کے لیے ایسے مواقع پیدا کرتے ہیں، روزگار کے بھی، ان کو confidence دیتے ہیں، professionals کو، چھوٹی industry والوں کو، تاکہ وہ اپنے ملک میں رہ کر نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنے گھر والوں کے لیے کچھ کما سکیں، اور اس ملک کے غریب لوگوں کے پیٹ بھی پال سکیں، اور ساتھ میں مزدور کا گھر بھی چلتا رہے۔ جناب سپیکر! ماشاءاللہ میرے ڈویژن فیصل آباد کے اندر کم از کم دو سو صرف ٹیکسٹائل کے یونٹ آج بند پڑے ہیں۔ جناب سپیکر! وہ خالی دو سو ٹیکسٹائل کے یونٹ نہیں ہیں، ان دو سو ٹیکسٹائل یونٹس کے ساتھ

ہزاروں لاکھوں غریب اور مزدور جڑے ہوئے ہیں اور خالی غریب مزدور نہیں جڑا ہوا، ٹیکسٹائل کی انڈسٹری زراعت کے ساتھ بھی منسلک ہے۔ اس کے ساتھ آپ کی cotton کی price بھی جڑی ہوئی ہے۔ آج ہمارے پورے ضلع میں لوگوں نے cotton لگانی ختم کر دی ہے، صرف یہی وجہ ہے کہ cotton کی خرید کے لیے textile units کام ہی نہیں کر رہے۔ چار سو سے پانچ سو یونٹ اپنی آدھی capacity پر چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! عمران خان کے دور میں labour shortage ہو گیا تھا ٹیکسٹائل کے اندر۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، یہ record کی باتیں ہیں، Economic Survey کی باتیں کہہ رہا ہوں۔ میں اپنی طرف سے ایک بات بھی نہیں کر رہا۔ آج ہمارے پاس کل پانچ سو سے چھ سو یونٹس ہیں، جن میں سے دو سو بند ہیں اور چار سو آدھی capacity پر کام کر رہے ہیں۔ وہ نہ صرف بے روزگاری پیدا کر رہے ہیں بلکہ زراعت کو بھی شدید نقصان پہنچا رہے ہیں۔ تو اس چیز کے لیے بھی اس حکومت کے پاس کسی قسم کا کوئی road map نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس اس وقت جو چیز مہنگائی کو سب سے زیادہ affect کرتی ہے، وہ ہوتی ہے petrol کی price ۔اس حکومت نے عوام سے بدلہ لینے کا یہ انداز اختیار کیا ہے کہ عوام نے ان کو ووٹ نہیں دیا، تو ان کو اس طرح سے مارو تاکہ ان کو تکلیف محسوس ہو۔

آج کل Brent Oil کی جو قیمت ہے، اس کے مطابق petrol کی قیمت کم از کم 70 سے 80 روپے کم ہونی چاہیئے، لیکن انہوں نے صرف 4 روپے کم کر کے عوام پر احسان جمانے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! 117 روپے تو حکومت petrol کے ایک لیٹر سے levy لے رہی ہے۔ تو اگر یہ عوام کو اصل میں relief دینا چاہتے ہیں تو کم از کم ڈیڑھ سو روپے ایک لیٹر سے ابھی ختم کرنا چاہیں تو ان کے ہاتھ میں ہے، جس سے آدھی چیزوں کی قیمتیں تو ویسے ہی کم ہو جائیں گی۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ levy بھی کم کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آخری بات کریں۔

جناب محمد امیر سلطان: سر! میں دو منٹ اور لوں گا، زیادہ ٹائم نہیں لیتا۔ اب میں اس ملک کی زراعت، جو اس ملک کی backbone ہے، اس کی طرف آتا ہوں۔ اس point کو میں نے آخر میں اسی لیے رکھا ہے کیونکہ میں تھوڑا سا اس پہ غور کرنا چاہوں گا اور آپ کو بھی چاہوں گا، کیونکہ آپ کا بھی تعلق زراعت کے شعبے سے ہے۔ مجھے صرف دو منٹ extra دے دیجیئے گا۔ GDP % 25 اس ملک کا زراعت کے ساتھ آتا ہے۔ اگر آپ labour دیکھیں تو کم از کم % 36 اور indirect labour دیکھیں، جس میں آپ flour mill ، textile اور sugar شامل کر لیں، تو 70 percent labour زراعت کے شعبے کے ساتھ منسلک ہے۔ اور ساڑھے اٹھارہ ہزار ارب کے بجٹ میں اس حکومت نے زراعت کے لیے صرف چار۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں۔

جناب محمد امیر سلطان: سر! ابھی ختم کرتا ہوں۔ ساڑھے اٹھارہ ہزار ارب کے اس بجٹ میں سے زراعت کے لیے، جو ملک کی backbone ہے، صرف % 25 رکھا گیا ہے۔ تو کیا سر یہ ظلم نہیں ہے؟ میں اس حکومت سے یہ کہوں گا کہ زراعت کے لیے کوئی road

map نہیں۔آپ wheat کی price کم از کم 4000 رکھیں۔ Sir! Climate change انتہائی ضروری ہے۔پنجاب میں انہوں نے real estate کے نام پر آبادیاں بنادی ہیں۔ میرے ضلع کو اور تمام ایسے اضلاع کو جہاں سے دریا گزرتے ہیں، پچھلے سال انتہائی شدید flood کا سامنا کرناپڑا۔انہوں نے disaster management کے نام پر ان اضلاع کے ساتھ بند بنانے کے لیے، spurs بنانے کے لیے کوئی انتظام نہیں کیا۔اس کا کوئی road map دیں۔کم از کم اس چیز کے لیے ضرور کچھ کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ثمر ہارون بلور صاحبہ۔

محترمہ ثمر ہارون بلور: Thank you Mr. Speaker! For giving me the opportunity to represent my province and my city, Peshawar. سپیکر صاحب! یہاں پہ بہت باتیں ہوئی ہیں، لیکن بجٹ پہ بہت کم باتیں ہوئی ہیں۔کچھ باتیں ایسی ہیں جو PTI کے ہمارے بہن بھائیوں نے کی ہیں،ان کا میں quickly جواب دیناچاہوں گی۔کل ہمارے لیے بہت محترم، ہمارے مرشد محمود خان اچکزئی صاحب کی ایک بہت طویل تقریر ہم نے سنی۔ مجھے انتہائی افسوس ہوا۔انہوں نے جو باتیں کیں، Durand Line کے بارے میں، Pashtuns کے بارے میں، Pashtun youth اور بلوچ youth کے sentiment کے بارے میں۔ میں Floor of the House یہ بات clarify کرناچاہتی ہوں کہ سارے Pashtun حکومت سے-State, Establish ment یا فوج سے نالاں نہیں ہیں۔ہماری طرح بھی Pashtun ہیں جنہوں نے قربانیاں بھی دی ہوئی ہیں، شہادتیں بھی دی ہوئی ہیں۔ جمال رئیسانی صاحب بھی People's Party کے benches پر بیٹھتے ہیں۔میرے گھر میں میری 80 سال کی ساس بھی رہتی ہیں اور آج بھی پاکستان کی cricket team جب کھیلتی ہے تو تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر دعائیں کرتی ہیں۔ہم سارے ملک دشمن عناصر کی صف میں نہیں کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ہم پاکستان کے جھنڈے کے نیچے، پاکستان کی ترقی کے لیے کھڑے ہونے والے لوگ ہیں۔تو kindly آپ اپنا experience یا اپنی عمر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تمام Pashtuns کو اپنی صف میں نہ کھڑا کریں۔آپ کی اپنی سیاست ہے، ہم آپ کی سیاست کی respect کرتے ہیں، لیکن ہم اپنے ملک اور آئین کے دائرے کے نیچے اور اس سبز جھنڈے کے نیچے اپنی Pashtun قوم کے لیے struggle کریں گے اور اپنے ملک اور اپنے خطے سے دہشت گردی ختم کرنے کے لیے struggle کریں گے۔

ہمارے PTI کے بھائی شاہد خٹک صاحب Floor چھوڑ کے جارہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ 5 بجٹ پیش کیے وفاقی حکومت نے۔ جو 13 بجٹ خیبر پختونخوا حکومت نے پیش کیے، اس کے بارے میں ان کا کوئی خیال نہیں ہے؟ خیبر پختونخوا ایک اجاڑ، ویران صوبہ ہے، نہ وہاں governance ہے، نہ وہاں کسی قسم کا امن وامان ہے۔ دہشت گردی عروج پر ہے، بدامنی عروج پر ہے اور target killing عروج پر ہے۔یہ سارے میرے بھائی روز اڈیالہ آتے ہیں، اپنی TikTok بناتے ہیں، KP House آتے ہیں اور پھر بھاگ جاتے ہیں۔ وہاں پہ جو 13 بجٹ

انہوں نے پیش کیے، تو مجھے کوئی بتا دے، یہ کون سی ترقی لے کر آئے؟ کون سے dams بنائے ہیں؟ کون سے schools ، کون سی universities بنائی ہیں؟ کچھ بھی نہیں کیا۔ صرف اور صرف صوبے کو تباہی کے دہانے پر لے کر آئے ہیں۔

ہم پہ آج صبح ایک بہت بڑا الزام لگا ہے again Parliamentary Leader صاحب کی طرف سے کہ ہم بجٹ پڑھ کے نہیں آتے۔ تو may be یہ لوگ بجٹ پڑھ کے نہیں آتے کیونکہ یہ بجٹ پہ بات کرنے نہیں آتے، لیکن ہم بجٹ پڑھ کے بھی آتے ہیں، اس کے plus اور minus دیکھ کے پھر اس کے اوپر کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں۔

یہ وہ بجٹ ہے جس نے salaried طبقے کو ایک بہت بڑا relief دیا ہے۔ مختلف salaried class کو relief دیا گیا ہے۔ بہت دفعہ Opposition میں یہ بات ہوتی تھی کہ salaried class کو کچل دیا گیا ہے they have no breathing space. Now, they have breathing space also. Now, they have opportunity to grow also and they have an opportunity to be grateful to the Government also, which I hope they will be at some point, in time. اس کے علاوہ پینشنز میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ملک مشکل حالات سے گزر رہا ہے اور economy مشکل حالات سے گزر رہی ہے۔ ہماری growth % 4 کے اوپر بھی انہوں نے تضحیک آمیز باتیں کی ہیں۔ میں ان کو بتا دوں کہ 2025-26 fiscal year میں global economy کو دیکھیں more than 50 % of the economies have grown by less than 2 %. In that environment, I think we have done very well. We have performed very well.

ہماری گورنمنٹ آج کل foreign policy کی وجہ سے دنیا میں چھائی ہوئی ہے اور عنقریب ایک historic ceasefire Pakistani Government make up کرنے جا رہی ہے۔ یہ جو Gulf war یا Gulf countries میں طوفان کھڑا ہو گیا ہے تو کچھ بجٹ میں ایسی باتیں بھی عیاں ہوئی ہیں کہ ہم اس چیز پہ پاکستان کے لیے کیسے فائدہ اٹھا سکیں۔ اگر آپ نوٹ کریں کہ نہ صرف ہماری online transactions میں کمی آئی ہے، لیکن shipping میں tax % 18 کو % 0 پر کر دیا گیا ہے۔ Property tax کو % 40 کم کر دیا گیا ہے۔ ملک سے باہر جو پاکستانی رہتے تھے، اُن کا CVT tax بھی abolish کر دیا گیا ہے۔ So جو لوگ اپنی investment ملک سے باہر، Gulf countries میں کرتے تھے، supposedly یہ بہت safe جگہ تھی اپنے پیسے park کرنے کے لیے، اپنی investment park کرنے کے لیے، حکومت نے اُن کو ایک road map دے دیا ہے کہ آئیں پاکستان، believe in your own country, believe in your own people، اور ہم انشاءاللہ آپ کی investment کو protect بھی کریں گے اور یہاں پہ اُس کو growth کا موقع بھی ملے گا۔

کچھ باتیں میں اپنی حلقے کی اور پشاور کی عوض کرنا چاہتی ہوں، ایک request آئی ہے small and medium جو chambersہیں کیونکہ جو بڑے chambers ہیں اُن سے تو I think بجٹ سے پہلے SIFC کی، پھرFBR کے heads کی، پھر پرائم منسٹر کی in the end meeting ہوئی تھی so, a lot of their suggestions were taken on board لیکن جو small and medium chambers ہیں جو ہمارا دکاندار طبقہ ہے جو ہماری cottage industries ہیں اُن کی طرف سے ایک request آئی ہے کہ ہماری کچھ آراء کو بھی on board لیا جائے so جو Cabinet Members بیٹھے ہوئے ہیں میری اُن سے یہ request ہو گی کہ اُن کی یہ چیز آپ لوگ ضرور on board لیں جو خیبر پختونخوا میں especially پشاور میں جو صرافہ associationہے اُن کو tax collection میں اور payment کے issues میں کافی مسائل ہیں تو وہ بات میں Floor of the Houseپہ اجاگر کرنا چاہتی ہوں کہ جو لوگ اب tax net کا حصہ بننا چاہتے ہیں، جو اپنے business کو black سے white کرنا چاہتے ہیں، ease of business کرنے کا ایک طریقے کار ہونا چاہیئے اور I think ان communities کے ساتھ بھی engageکیا جانا چاہیئے۔ پشاور دنیا کا second most ancient living city ہے۔after Istanbul اگر آپ WHO کے head office جنیوا میں پشاور کا نام لیں تو وہ پشاور کو نہیں پہچانیں گے۔ لیکن وہ رشید گڑی یا کٹوط ان علاقوں کو پہچانیں گے جو پولیو کے hotbedsہیں، پشاور میں آج تک پتہ نہیں کس time کا ایک pipe ہے جو کہ sewerage pipe اور water pipe اکٹھا useہو رہا ہے تو I will request کہ the Federal Government should as a case of urgency پشاور کے پانی کی supply کے issue کو please take up کیجئے۔ جن لوگوں کو ہم پہ مسلط کر دیا گیا ہے یہ ان کے بس کی بات نہیں ہے، بارہ سال ان کے مکمل ہو گئے، 13ویں سال میں وہ آ گئے ہیں، نہ وہاں پہ پینے کا پانی صاف ہوا ہے نہ وہاں پہ sanitationکا کوئی سسٹم بنایا ہے نہ ہی polio programme effectivelyچل سکا ہے۔ یہ جو علاقے میں آپ کو کہہ رہی ہوں ان سب میں پولیو وائرس موجود ہے اور یہ بھی ایک idea float کیا جا رہا ہے WHO کی طرف سے جو لوگ ان علاقوں کے رہائشی ہیں ان کے visasکے اوپر پابندی لگے کیونکہ آپ کو پتہ یہ مہلک بیماریاں ہیں دنیا میں people are very scared of them. Mr. Speaker! Another thing that I would like to bring to your notice is that especially southern خیبر پختونخوا جو دہشتگردی کی زد میں ہے ہمیں بتائیں کہ یہ جو لوگ ہم پر تنقید کر کے گئے ہیں۔

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمر ہارون بلور:I am just winding up Mr. Speaker!آخری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس دہشتگردی میں، خیبر پختونخوا پولیس نے بہت قربانیاں دی ہیںCTD کے development کے لیے پولیس کے پاسarmed vehicles نہیں ہیں، ہماری پولیس کے پاس دہشتگرد کے ساتھ لڑنے کے لیےequipment's نہیں ہیں،ان کے پاس وہ training نہیں ہے،نہ وہcensors ہیں نہ ہمارے شہروں میں کیمرے لگے ہوئے ہیں،urgent basisپہ اگر کوئی provision ہم نکال سکے تو خیبر پختونخوا پولیس کو اس دہشتگردی سے روک سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید عبدالقادر گیلانی صاحب۔

سید عبدالقادر گیلانی: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے موقع دیا۔آج حکومت کا تیسرا بجٹ پیش ہونے جارہا ہے۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر نے کرسی صدارت خالی فرمائی اور میڈم چیئرپرسن محترمہ نزہت صادق کرسیٔ صدارت پر متمئکن ہوئی)

سید عبدالقادر گیلانی: جو کہ بجٹ lay ہو چکا ہے اور کچھ دنوں میں ابھی پاس بھی ہو جائے گا اور ہم پارلیمنٹیریز یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم اس بجٹ کو پڑھیں اور پھر اس پر اپنی تجویز دیں۔سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب ہم سکول میں پڑھتے تھے اور پاکستان سٹڈیز کی کتاب کا جو پہلا لیکچر ہمیں ملا سکول میں وہ یہ تھا کہ Pakistan is agro based economy which is 70 percent of the countryتو آج میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو اتنے بھونڈے طریقے سےurbanization ہو رہی ہے اس ملک میں جس کے اوپر کوئیpolicy frame نہیں کی گئی کیا اب ہم ستر فیصد زراعت کے رہ گئے ہیں یا اس سے کم ہو گئے ہیں۔

اب آپ یہ دیکھیں کہ 70 percent ہم زراعت پر انحصار کرتے ہیں باقی پاکستان کا تو مجھے نہیں پتہ، میں آپ کو ملتان کی مثال دیتا ہوں کہ mangoکا36000 ایکڑ prime land bulldoze کر دیا ہے اور وہ ضائع ہو گیا ہے۔ societies کی، وہاں پر اب plotting ہو رہی ہے اور لوگوں نے کاروبار بنالیا ہے کہ ادھر society بنادو، زمین کاٹو، بیچو، آگے نکل جاؤ۔

تو اب ملتان ضلع میں بھی ہمارا agriculture affect ہوا ہے کیونکہ ہمیں اب چاہیئے ایسی policy بنانی چاہیئے کہ جب آبادی بڑھتی ہے تو آپ کا شہر بڑھتا ہے تو آپ اس کو vertical بڑھائیں، یہ policy بنائیں نہ کہ جو آپ کا agriculture area ہے، جو آپ کا green area ہے، اس کو آپ brown میں لے آئیں اور اس کو آپ municipal کی zone میں لے آئیں۔یہ ہمارے مستقبل کے agriculture کو نقصان دے گا۔

اب یہاں پر ہم نے budget کی کتابوں میں دیکھا کہ اس Government نے چار سو سات ارب روپے کی subsidy دی ہے fertilizer کی مد میں زمینداروں کو۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کیونکہ Planning and Development کی Standing Committee کو بھی Chair کرتا ہوں، Standing Committee کو، تو وہاں پر جب بھی ہم projects کی اور PSDP کی باتیں کرتے ہیں تو جو وزارت ہے Planning کی وہ یہی رونا روتی رہتی ہے کہ جی ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، ہم PSDP cuts لگا رہے ہیں اور NFC کے بعد اٹھارہویں ترمیم کے بعد سارا مال جو ہے وہ صوبوں کے پاس ہے۔

تو اگر ایسی بات ہے تو 407 ارب سننے میں اچھا لگتا ہے کہ جی زمینداروں کو آپ subsidy دے رہے ہیں، پڑھنے میں بھی اچھا لگتا ہے۔ جب عمل درآمد ہوگا تو اصل بات تب پتہ چلے گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ subsidy صوبوں کو دینی چاہیئے کیونکہ agriculture is a provincial subject ہے۔

چلیں اگر وفاق نے دے دیا ہے، رکھ دیا ہے اتنی بڑی amount، میں چاہتا ہوں کہ یہ ensure کریں، یہ make sure کریں کہ وہ غریب کسان جو چھوٹا زمیندار ہے اس تک کسی نہ کسی شکل میں یہ 407 ارب پہنچے کیونکہ ہوتا کیا ہے کہ بہت بڑا mafia ہے جو یہ کھاد factories ہیں اور جو middlemen ہیں، مثلاً پینتیس سو روپے کی کھاد کی بوری ہے اس پر آپ نے پانچ سو روپے subsidy دے دی تو وہ کیا کریں گے، stock کر لیں گے، store کر لیں گے، black میں بیچیں گے تو فائدہ کس کو ہوگا؟ وہ factory مالکان کو اور middle-men جو brokers ہوتے ہیں، اور عام کسان پھر رل جائے گا۔

کوئی ایسا mechanism بن جائے جیسے Benazir Income Support Card ہے، اس کے اوپر کوئی ایسا زمینداروں کو card مل جائے جس پر ان کو fertilizer کی بھی subsidy ملے اور ان کو diesel کی بھی subsidy ملے۔ ساتھ ہی تین سو ارب روپے حکومت نے قرضہ دیا ہے چھوٹے زمینداروں کو کہ وہ اپنے tube wells کو solarize کریں، solar پر لے کر جائیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں قرضہ دینے کے حق میں نہیں ہوں۔ ہمارا جو کاشتکار ہے، ہمارا جو زمیندار ہے، وہ خود کفیل ہونا چاہیئے، وہ independent ہونا چاہیئے۔ ویسے ہی ہم زمیندار سارا سال ادھار پر ہوتے ہیں، ہم نے لوگوں کے پیسے دینے ہوتے ہیں۔ تو already جن کے کندھوں پہ اتنا وزن ہے۔ آپ زمیداروں کے اوپر اور قرضہ ڈال رہے ہیں، وہ قرضے کی جگہ آپ ان کو سبسڈی دے کے ان کو direct ان کے ہاتھ میں پیسے دے دیں کسی model کے through تاکہ ان کا زمیندارہ سسٹم چلنا چاہیئے۔ تو یہ loan جو دیا ہے اس کو بھی اگر سبسڈی پہ convert کریں تو that is better.

دوسری بات یہ ہے کہ جو سندھ کے اور پنجاب کے mango اور vegetable growers ہیں وہ اس time بہت تنگ ہیں کیونکہ ایران war کے بعد جو Strait of Hurmoz بند ہے۔ تو ہمارا جو vegetable اور mango export ہوتا تھا، ایران جاتا تھا

باقی Gulf countries میں جاتا تھا وہ stand still پہ آگیا ہے۔ تو پہلے آپ اگر export کو encourage کرتے ہیں تو پھر آپ کوئی export policy بھی بنائیں تا کہ جن کے یہ perishable Items ہوتے ہیں۔ اگر یہ timely export نہیں ہوتے تو یہیں خراب ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے اور بہت نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تو اس طرح سے محترمہ سپیکر صاحبہ! ہم اب آپ نے ایک چھوٹے زمیندار کو encourage کیا کہ آپ اپنے ٹیوب ویل کو solar پہ لے کر آئیں۔ جب اس پہ آپ نے سبسڈی بھی دی اور solar پہ جب convert ہو گئے تو Rs. 29 per unit charge ہو رہا تھا۔ تو اب net metering کی net billing کی جو پالیسی بنائی ہے اس میں چھوٹا زمیندار پھر رگڑے میں آگیا۔ پہلے آپ encourage کرتے ہیں پھر آپ discourage کرتے ہیں۔ اب سولر پہ پہلے جو اس کے ساتھ inverter ہوتا ہے اس پہ zero tax تھا۔ اب آپ نے solar کے inverter پہ بھی 4% tax لگا دیا ہے۔ تو اس کو بھی ہم oppose کرتے ہیں اس کو own نہیں کرتے۔

محترمہ سپیکر صاحبہ! اب wheat کی بات کرتے ہیں۔ کہ مجھے جو وزیر اعلیٰ ہیں پنجاب کی، ان کی مجھے ذہن کی سمجھ نہیں آرہی کہ جہاں پہ زمیندارہ ویسے ہی cost effective نہیں رہا۔ لوگوں نے کاٹن grow کرنا بند کر دیا ہے۔ کاٹن کا area convert ہو گیا sugar area میں اور ابھی ایک ہی چیز ہے۔ ہمارا جو ملک ہے پھر میں کہہ رہا ہوں ہم agricultural economy ہیں۔ تو ہم نہ کوئی IT میں expert ہیں، نہ ہماری کوئی ایسی industries ہیں کہ جس سے ہم کما رہے ہیں، نہ ہمارا کوئی tourism ہے لندن کی طرح کہ جہاں ہماری transport ایسی زبردست ہو کہ ہم اس سے کما رہے ہوں۔ ہم صرف اگاتے ہیں، ہم جو اگاتے ہیں ہم اسی پہ کماتے ہیں اور اسی پہ ہمارا ملک چلتا ہے۔ کاٹن پہ disappointment ہوئی ہے لوگوں نے grow کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اب آپ نے آج سے چار سال پہلے چار ہزار ریٹ تھا گندم کا۔ اس کو آپ نے اب اس مہنگائی کے دور میں آپ نے اس کو 3500 کر دیا ہے جبکہ مجھے یاد ہے یوسف رضا گیلانی صاحب وزیر اعظم تھے 2008 والا time تھا 400 روپے ریٹ تھا گندم کا اس کو ایک سال بڑھا کے 625 کیا اور اس کے بعد 900 کیا اور ریکارڈ تھا wheat کا کہ ہم نے export کیا تھا اور اب کیا ہو گا جب یہ cost effective نہیں رہے گی تو لوگ یہ اگانی بھی بند کر دیں گے۔ پھر کیا ہو گا؟ پھر ہم import کریں گے۔ جب import کریں گے تو flight of capital ہو گا۔ تو آپ یہ زمینداروں کے ساتھ جبکہ ہمارا ملک ہے ہی زمینداروں کے سر پہ، تو ان کو encourage کرنے کے بجائے ہم ان کو اتنا کیوں discourage کر رہے ہیں۔

تو اس چیز پہ اس پہ غور بھی کرنا چاہیئے، سوچنا بھی چاہیئے اور plus water shortage ویسے تو سندھ میں زیادہ ہے، پنجاب میں بھی ہے۔ اب دریائے چناب کا رخ انڈیا موڑ رہا ہے۔ تو ابھی extreme weathers ہیں۔ آگے floods آئیں گے اور water کی storage کے لیے کوئی پالیسی بنائیں کہ ہم نے اپنا پانی بچانا کیسے ہے؟ اور اب جو climate change ہو رہا ہے۔ اب ہر فصل کا جو مہینہ ہے وہ بھی change ہوتا جائے گا۔ تو اس کے اوپر ہمیں پہلے پالیسی بنا لینی چاہیئے۔ ایک ادارہ ہے Plant Protection کا۔ اس کا Head office

کراچی میں ہے میرے خیال میں وہ آتا ہے Food Security کے under۔ ادھر اس محکمے کے اندر بہت زیادہ بے ضابطگیاں ہیں۔ Irregularities ہیں۔ اس کو streamline کریں، اس کو سیدھا کریں، ان کو پالیسی دیں کہ ہم نے پانی کو کیسے بچانا ہے؟ اور ہم نے زمیندار کو چھوٹے کسان، مزدور اور ہاری کو خوشحال کیسے کرنا ہے۔

دوسری بات یہ ہے it is not my subject لیکن یہ میرے پہ فرض ہے کہ میں جب Planning and Development کی Standing Committee Chair کر رہا تھا تو جو Steel Mills ہیں، steel industry ہے۔ وہاں سے مجھے ایک letter آیا جس پہ ان کے ایک، اب Government نے ایک پالیسی بنائی ہے کہ جو steel industry ہے۔ ان کا جو سیلز ٹیکس ہے، جو Government لیتی ہے۔ وہ ان کی electricity کے bills میں ڈالیں۔ ایک تجویز ہے کہ جی direct charge نہ کریں جو بجلی کا بل ہے اس کے اندر آپ ہمیں ہمارا سیلز ٹیکس جو ہے ہم سے وصول کریں۔ اب جو steel mills کے جو بڑے ہوں گے، جو بڑے steel mills والے ہوں گے ایک دو انہوں نے یہ تجویز ڈلوادی ہو گی۔ لیکن آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ پاکستان میں ڈیڑھ سو steel mills ہیں۔ چھوٹی، medium، بڑی اور ان کی تین associations ہیں۔ ایک association کا نام ہے PALSP دوسری جو association ہے اس کو بولتے ہیں All Pakistan Melters Association اور تیسری جو ہے وہ ہے All Pakistan Rerolling Association۔ ان تینوں associations کی reservation ہیں کہ ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا، ہمیں on board نہیں لیا گیا۔ 18% تو ہم port پہ ویسے ہی ٹیکس دیتے ہیں۔ اب انہوں نے 30 روپے per unit ہمیں add کر دیا ہے۔ اس میں فائدہ صرف بڑے steel owners کو ہو گا، steel mills والوں کو ہو گا۔ کیونکہ ان کا آدھا load تو ویسے ہی solar power plants پہ ہے، coal پہ ہے، solar سے وہ اپنا بجلی produce کرتے ہیں۔ تو ان کے جو میٹر کے بل ہوں گے ان میں وہ کتنا دے دیں گے 30 روپے کے حساب سے۔

للہٰذا اس پالیسی سے آپ کے چھوٹے جو steel mills والے اور medium والے ان کو آپ ختم کر رہے ہیں۔ تو للہٰذا اس پہ نظر ثانی کریں اور یہ پرانا جو طریقہ کار ہے ٹیکس کا وہ کریں گے۔ یہ نیا experiment یا formula ہمیں نہیں کرنا چاہیئے۔ اس سے اس ملک کی steel industry کو نقصان ہو گا۔ یہ بات آپ کے سامنے رکھنا میرا فرض تھا کیونکہ یہ میری responsibility ہے کہ کوئی بات اگر میرے پاس آتی ہے وہ اس House تک پہنچانا، آپ تک پہنچانا میرے فرض میں ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ پہلا سال، دوسرا سال اور آج تیسرا سال میں ایک ہی بات کرتا ہوں۔ اب مجھے نہیں پتہ کہ اٹھائیسویں ترمیم آئے گی یا نہیں آئے گی اور rumours جو ہیں وہ ہم یہ سن رہے ہیں کہ صوبوں کے حوالے سے 12 units بنائے جائیں۔ جس میں میری پارٹی میں بھی اختلاف ہے اور پارٹی کے لوگوں نے بھی اختلاف کیا ہو گا۔ ان کی اپنی اپنی رائے ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ اب اس کو لمبا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں سے آواز اٹھتی ہے عوام کی، خلق خدا کی۔ جہاں عوام کی demand ہے وہ دو جگہ سے ہے۔ ایک جنوبی پنجاب سے ہے اور ایک ہزارہ سے

ہے۔ تو جو مانگ رہے ہیں، بھیک مانگ رہے ہیں کہ ہمیں ہمارا حق دیں، ہمیں ہمارا صوبہ دیں، آپ ان کو دیں۔ جو normal طریقے سے چل رہے ہیں جن کا issue نہیں ہے آپ ان کو کیوں کہہ رہے ہیں کہ آپ کا بھی صوبہ بنے گا۔

تو ہم جنوبی پنجاب کا مطالبہ پھر رکھتے ہیں اگر کبھی ایسی کوئی ترمیم آئے تو اس میں south کو اس کا right دیا جائے۔ اس کو independent state بنادی جائے۔ ہم ملک علیٰحدہ کرنے کی بات نہیں کرتے، ہم صوبے کی بات کرتے ہیں۔ 15 کروڑ کی آبادی کا صوبہ ہے اور اب districts بھی بڑھ گئے ہیں۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارا provincial حق جو ہے وہ ہمیں ملنا چاہیئے اور پچھلے سال بھی میں نے یہ گزارش کی تھی کہ پی ٹی آئی کے دور میں establish ہوا تھا South Secretariat جو چھوٹے موٹے ہمارے معاملات ہوتے تھے ہمیں لاہور جانے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی وہ South Punjab کے سیکریٹریٹ میں حل ہو جاتے تھے۔ اب پھر انہوں نے centralize کر دیا ہے، واپس لے کے چلے گئے ہیں لاہور میں ساری powers اور ہمیں ایک ایک چھوٹے کام کے لیے بھی ایک غریب کو پیٹرول بھی مہنگا ہے وہ جاتا ہے لاہور، وہاں دھکے کھاتا ہے اور پھر واپس آجاتا ہے۔

تو گزارش یہ ہے حکومت وقت سے اور تمام اتحادی جماعتوں سے کہ رحم کریں، رحم کی اپیل ہے، ہمیں ہمارا حق دیں، ہمیں ہمارا صوبہ دیں۔ شکریہ۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ محترمہ غزالہ انجم صاحبہ۔

محترمہ غزالہ انجم: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ میڈم سپیکر صاحبہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اس ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گی صرف تین منٹ میں بات کرنا چاہوں گی۔

میڈم سپیکر صاحبہ میرا تعلق پاکستان کے انتہائی دور افتادہ علاقے جو کہ دنیا کے سب سے زیادہ دشوار گزار پہاڑی سلسلے کوہ ہندوکش range میں ہے۔ جہاں پر دو اضلاع ہیں، upper اور lower چترال، میں وہاں سے تعلق رکھتی ہوں۔ آج میں اس ایوان میں اپنے colleagues کے سامنے پہلی مرتبہ پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے انتہائی خوشی اور فخر محسوس کر رہی ہوں۔ میڈم چیئرپرسن! فخر اس بات پر ہے کہ وزیراعظم شہباز شریف صاحب اور فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کی قیادت میں پاکستان نے جس بلندی اور کامیابی کو حاصل کیا ہے وہ ہم سب کیلئے فخر کی بات ہے۔ آج میں اس ایوان میں اپنے علاقے کے متعلق اور بجٹ میں جو کچھ ہماری حکومت نے میرے علاقے کو دیا ہے اس کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔ کل یہاں پر میں اپنے معزز و معتبر جو اپوزیشن کے colleagues ہیں ان کی باتیں سن رہی تھی جس میں وہ مسلسل یہ کہہ رہے تھے کہ اس بجٹ میں کے پی کو کچھ نہیں دیا گیا۔ میڈم چیئرپرسن! اگر ہم ماضی پر نظر دوڑائیں تو جب میرے قائد میاں نواز شریف صاحب 2013 میں وزیراعظم بنے تو انہوں نے چترال کیلئے دو اہم projects جو چترالیوں کیلئے زندگی و موت کا سبب تھے، ایک تو لواری ٹنل اور دوسرا Golen Gol Hydropower Project جن کا تخمینہ تقریباً 28 اور 31 ارب روپے کے قریب تھا۔ انہوں نے ہزار مخالفت کے باوجود وہ دونوں

projects چترالیوں کو دے دیئے اوران projects کو مکمل کرنے کیلئے میرے قائد نواز شریف صاحب نے اور میرے صوبائی مشیر اور وفاقی وزیرانجینئرامیر مقام صاحب نے خصوصی دلچسپی دکھائی۔

اسی طرح میرے colleagues جو opposition benches میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ کے پی کو ہمیشہ نظرانداز کیا جاتا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی مسلم لیگ (ن) کی حکومت بر سر اقتدار میں آئی انہوں نے ہمیشہ خیبر پختونخوا کو قومی ترقی کے دھارے میں لا کر کھڑا کیا۔ہزارہ موٹروے، پشاور اسلام آباد موٹروے ہو یالواری ٹنل ہو آج ان بڑے بڑے منصوبوں کے سبب ہمارا سفر آسان ہو گیا ہے۔آپ چترال سے لے کر شہر اقتدار اسلام آباد by road آئیں تو ہر ضلع میں، ہر مقام پر آپ کو پاکستان مسلم لیگ(ن)اور میرے قائد نواز شریف صاحب کے مکمل کئے ہوئے projects دیکھنے کو ملیں گے۔

آپ مجھے بتائیں جو صوبائی حکومت 13 سال سے اس صوبے پر بر سر اقتدار ہے، وہ ایک mega project نہیں لا سکے۔اب بھی ان کے پاس کوئی mega project ہے جس پر انہوں نے کام کا آغاز کیا ہو لیکن الحمد للہ ہماری حکومت نے، وہاں پر جتنے بھی وفاقی ادارے ہیں ان اداروں کے توسط سے وفاق نے وہاں پر اپنا کام شروع کرر کھا ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت چترال شندور روڈ ہے جس کیلئے خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ میڈم سپیکر صاحبہ چترال کیلئے میرے وزیر اعظم شہباز شریف نے دانش سکول کے قیام کا اعلان کیا ہے جس پر زور وشور سے کام جاری ہے۔ Upper Chitral کیلئے art of the state hospital کا اعلان کیا گیا ہے جو کہ بڑی خوش آئند بات ہے۔حتیٰ کہ ہزارہ ڈویژن کو بھی دانش سکول دے دیا گیا ہے۔آپ مجھے بتائیں کے پی کی حکومت نے کوئی ایسا project جو عوامی project ہو اور وہ لگایا ہو۔دُکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ جب اسماعیلی خطے کے روحانی پیشوا Rahim Agha Khan چترال تشریف لے آئے تو ان کی میزبانی کیلئے CM کے پی وہاں نہ آئے، بجائے اس کے کہ وہ اس پسماندہ اور مجبور ضلع کی بات کرتے جہاں سے ان کو 3 نمائندے دیئے گئے ہیں۔انہوں نے الٹا کیا کیا، انہوں نے رحیم آغا خان سے پشاور کیلئے ہسپتال مانگ لیا یہ ہے صوبائی حکومت کا کارنامہ کے پچھلے 13 سالوں سے بر سر اقتدار ہونے کے باوجود وہ ایک ہسپتال نہیں بنا سکتے، ایک کالج، ایک یونیورسٹی نہیں بنا سکے۔

اس بار بجٹ میں میں خصوصی طور پر وزیر اعظم شہباز شریف اور ان کی ٹیم کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ایک بار پھر چترال کو ترجیحی بنیادوں پر رکھا۔نہ صرف چترال بلکہ خیبر پختونخوا کیلئے انہوں نے بڑے منصوبے یہاں پر رکھے۔جیسے کہ Chakdara to Chitral Highway, Mohmand Dam ہو یا دوسرے منصوبے ہوں وہ اس بجٹ میں شامل کئے گئے ہیں۔

انہوں نے Golen Hydel Project کے علاوہ چترال کیلئے میرے قائد چترال یونیورسٹی کو اس وقت خطیر رقم دی تھی جس کے سبب چترال یونیورسٹی میں آج بھی طلبہ مستفید ہو رہے ہیں۔الحمد للہ اس بجٹ میں بھی چترال یونیورسٹی کو نظرانداز نہیں کیا گیا ہے اور 40 کروڑ رقم زیر تعمیر عمارت کیلئے مختص کر دی گئی ہے۔میں اس معزز ایوان کے توسط سے وزیر اعظم شہباز شریف صاحب سے درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ چترال کے

دور افتادہ اور پسماندہ ضلع، جہاں پر ہمیشہ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے سرپرستی کی، ہمیشہ ہم پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے آئے ہیں تو اسی طرح چترال یونیورسٹی کیلئے علیحدہ سے endowment fund قائم کیا جائے تاکہ چترال کے میرے قابل اور ذہین بچے نہ صرف تعلیمی میدان میں بلکہ تحقیقی میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا سکیں۔

میڈم چیئرپرسن! اس کے ساتھ ساتھ میں اس ایوان کے توسط سے وزیراعظم شہباز شریف صاحب کو ایک درخواست پیش کرنا چاہتی ہوں۔ میرے قائدین اور حکومت کی چترال جیسے پسماندہ اور دور افتادہ بنیادی ضروریات سے محروم علاقے کیلئے جو محبتیں انہوں نے ہم پر نچھاور کی ہیں وہ تاریخ کا حصہ ہیں۔ اس امید کے تحت ہم لوگ یہاں پر یہ مطالبہ بلکہ یہ درخواست میں وفاقی حکومت کو پیش کرنا چاہتی ہوں کہ چترال سے گرم چشمہ روڈ، گورگل روڈ اور کیلاش ویلی روڈ، یہ نہ صرف دفاعی طور پر بلکہ سیاحتی لحاظ سے بھی انتہائی اہم علاقے ہیں۔ یہ صوبائی حکومت کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ ان کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے۔ حتیٰ کہ صوبائی حکومت نے ایک لنک روڈ 2010 سے، اس کو بزنگ روڈ کہتے ہیں وہ تاریخی روڈ ہے اور ہر روز اس علاقے کے لوگ سڑکوں پر آتے ہیں وہ تک یہ مکمل نہیں کر سکیں ہیں۔ آج میرے چترال کا نام، جنہوں نے پی ٹی آئی کو 3 نمائندے دیئے تھے، اپنے نمائندوں سے مایوس ہو کر امید بھری نظروں سے وزیراعظم کی طرف دیکھ رہے ہیں اور وزیراعظم شہباز شریف ان منصوبوں کیلئے بھی خطیر رقم مختص کریں گے تاکہ وہاں پسماندگی دور ہو سکے۔

میڈم چیئرپرسن! اس کے باوجود کے صوبے میں تبدیلی سرکار براجمان ہے جو وفاق کے ہر کام میں روڑے اٹکانے اور عدم تعاون کی ٹھان کر بیٹھے ہوئے ہیں اس کے باوجود وفاقی بجٹ میں اس محروم صوبے کے مسائل کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ جس وقت میں نے آپ سے تذکرہ کیا، چکدرہ سے چترال روڈ ہے، مہمند روڈ ہے اور ایسے کئی چھوٹے بڑے ترقیاتی ڈیم شامل ہیں جو کے پی کی عوام کیلئے ایک نیا سورج طلوع ہونے کی نوید ہے۔ میں اپنے علاقے چترال اور اپنے صوبے خیبر پختونخوا کو اس وفاقی بجٹ میں سرفہرست رکھنے پر ایک بار پھر اس پارلیمان کے ذریعے اپنے وزیراعظم کا اور اپنی حکومت کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں اور یہ امید کرتی ہوں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ ہماری وفاقی حکومت چترال ریجن کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جن علاقوں کا میں نے تذکرہ کیا، چترال سے گرم چشمہ روڈ، کیلاش ویلی روڈ اور بروگل روڈ ان کیلئے بھی خطیر رقم مختص کرے گی تاکہ وہاں کی عوام کی محرومیوں کا ازالہ ہو سکے۔ میڈم چیئرپرسن صاحبہ بہت شکریہ۔ پاکستان زندہ باد۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ جناب نوید عامر جیوا صاحب، lobby میں ہیں؟ محترمہ ہمہ چغتائی صاحبہ، وہ موجود ہیں۔

محترمہ ہماء اختر چغتائی: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ (عربی)۔

Honourable Chairperson! Emminent Members of this august House; it gives me great pleasure to share and celebrate the budget 2026-27 as presented by our esteemed government. Under the most challenging geopolitical and security situation, confronting the people of the world, especially the MENA, South Asian

and European regions. The situation continues to pose complex challenges to the lives and livelihoods of the people, including Pakistan. Iran-Israel conflict continues to impact the geo-economic situation with constraints on the Strait of Hormuz; around 20 percent of global oil supplies stand choked and severe disruption in regional trade that includes trade conducted by Pakistan as well as some of the esteemed Members have also said. This has brought down global GDP consequently escalating inflation. This has as well immensely affected Pakistan's economy. Pakistan is no exception and with all the challenges that we are facing in Pakistan internally and externally presentation of this budget is highly commendable. At this point in time we need to salute the visionary and strategic role of our heroic political and defence leadership including honourable Prime Minister of Pakistan, Mr. Shehbaz Sharif, honourable Deputy Prime Minister, Mr. Ishaq Dar, the Foreign Minister, and esteemed honourable Field Marshal General Hafiz Syed Asim Munir in their efforts to neutralize the geo-economic and security situation of the country as well as of the region. They have stood in defence against all the fitna, all the sharr, as a formidable wall, the Bunyan-un-Mursus, as it is known. I extend salutations to the brave shuhada who continue to lay their lives in the line of their duty and to all the ghazis whose unstoppable love and passion to protect and guard this land is exemplary.

Madam Chairperson, success of Bunyan-un-Mursus, Marka-e-Haq, as a result of joint efforts of the political leadership, the honourable Prime Minister, the honourable Great Field Marshal and Deputy Prime Minister, Mr. Ishaq Dar, has leveraged the image of Pakistan to the unprecedented heights around the globe. The distinguished performance of our defence forces during military operations at the western and eastern fronts, especially during the last three years, cannot be celebrated enough by the grace of Almighty Allah. Pakistan's strategic and tactical performance and strategic diplomacy has led the whole world to believe in us. And our strategic diplomacy has also held us high in respect amongst the community of nations.

Madam Chairperson, the significant mediation role given to our leadership to de-escalate the Iran-Israel war, the role offered to our country to defend the sacred land of Kingdom of Saudi Arabia and much more is indeed by the grace of

Almighty Allah. Pakistan is no more isolated diplomatically as is being claimed by some of our colleagues over here from the opposition.

It has led us to raise the self-esteem of the people and we have seen that the past poor policies of previous governments have been vindicated. I therefore highly commend our magic team of the government and our honourable Field Marshal for their relentless efforts in putting the default-prone country on improved, stable economic track and for successfully dealing with the internal and external security challenges with full faith, conviction, determination and commitment.

Here I cannot help recall a verse from the Holy Quran that states, they planned, but they overlooked the fact that Allah is the best planner.

Under the circumstances with the given situation, this budget could not have been better. Despite barriers and narratives, kudos to the finance team of our government which has made this budget as one of the best as it could be possible. Relief given on taxation to the salaried-class, to the exporters and businesses, to the property transactors and housing sector, to the youth, women's basic social security needs, contracptives and granting better funds for health, education and defence forces was much awaited.

The government is mindful about the corruption, its menace within various organizations that bleeds the economy. It is being rooted out through appropriate structural reforms and broadening the tax net that includes many sectors including retailers. This will stimulate economic activity and attract businesses and confidence among investors.

We are steering out of difficult times, so while much is being achieved, much more will be achieved, Insha Allah, with our futuristic policies and the track that we are on now.

Madam Speaker, with the aforementioned measures proposed in the Budget of 2026, for me, the abbreviation of Pakistan Muslim League.Nawaz, which is PML(N), embodies vision of our government. And for me, it stands for P for progressive, M for magnanimous, L for leading and N for nation.

May Allah Almighty continue to protect and guide our leadership for a strong, empowered country. Pakistan Zindabad.

میڈم چیئرپرسن: امین شکریہ۔ڈاکٹر شائستہ خان صاحبہ۔

محترمہ شائستہ خان: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔آپ کا بہت شکریہ۔آج میں ایوان میں سب سے پہلے یہ کہوں گی کہ جس صوبے کی میں ترجمانی کر رہی ہوں،افسوس ہے کہ اس صوبے پر براجمان لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس صوبے کی ترقی کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں، وہ آج اپنی ایک بھی seat پر براجمان نظر نہیں آرہے۔اور مجھے افسوس ہے کہ جس وفاقی Budget پر انہوں نے تنقید کی،کاش وہ اپنی بھی تنقید سننے کے لیے آج یہاں پر براجمان ہوتے،وہ جو quorum point out کرتے ہیں صرف business کو تکلیف پہنچانے کے لیے،لوگوں کی مسائل حل نہ کروانے کے لیے۔اور آج جب تنقید کا وقت ہے تو وہ خود اپنی seats پر موجود نہیں ہیں۔

میں خاص طور پر 2026-27 کے اس Budget پر وفاقی حکومت کو، میاں شہباز شریف صاحب کو اور ان کی تمام معاشی ٹیم کو خراجِ عقیدت اور خراجِ تحسین پیش کروں گی کہ ان مشکل حالات میں، کہ جب مشرقِ وسطیٰ ایک pressure میں ہے، انہوں نے ایک اتنا اچھا Budget پیش کیا جس میں کسان، مزدور، غریب عوام اور خاص طور پر خواتین کا سوچا گیا۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ ایک ایسا وژن رکھنے والا لیڈر ہی ایسے فیصلے کرتا ہے۔یہ Budget صرف اعداد و شمار کا Budget نہیں، یہ پاکستان کو معاشی خود مختاری، قومی سلامتی اور پائیدار ترقی کی طرف لے جانے کا ایک road map ہے۔

جناب سپیکر! ہماری سیاست کی بنیاد تعمیر، ترقی، خدمت اور قومی وقار پر قائم ہے اور اس سیاسی اور ترقیاتی فکر کے معمار ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف ہیں۔ان کے لیے شعر کہنا چاہوں گی:

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر،
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

میاں محمد نواز شریف نے ہمیشہ اپنی جماعت اور حکومت کو ایک واضح وژن دیا۔ پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے کے ساتھ ساتھ معاشی قوت بنایا، شہروں کو صوبوں کو motorways سے جوڑا، توانائی کے بحران پر قابو پایا اور صنعت کا پہیہ چلایا۔

Motorways، توانائی کے بڑے منصوبے، CPEC جو کہ خاص طور پر خیبر پختونخوا کے لیے ایک بہت بڑا تحفہ ہے، جدید مواصلاتی نظام اور معاشی ترقی کا سفر میاں محمد نواز شریف کی دور اندیش قیادت کی پہچان ہے۔ حکومت انہی کے وژن سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔ان کی سیاسی بصیرت نے جماعت کو ہمیشہ یہ سبق دیا کہ حکومت اقتدار کا نام نہیں بلکہ عوام کی خدمت، ملکی تعمیر اور آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ بنانے کی ذمہ داری ہے۔جناب سپیکر! وزیر اعظم میاں محمد شہباز شریف نے میاں محمد نواز شریف کے ترقیاتی وژن کی نگرانی کو عملی نتائج میں تبدیل کیا ہے۔ Shehbaz Speed کا مطلب صرف تیزی نہیں، اس کا مطلب ہے منصوبے کی بروقت تکمیل، مسلسل نگرانی، قومی خزانے کا ذمہ دارانہ استعمال اور عوام کو فوری فائدہ پہنچانا۔

چراغِ عزم جلائے ہیں، سفر کو رواں رکھا ہے
شہباز شریف کی قیادت نے وطن کا مان رکھا ہے
ترقی، خوشحالی اور استحکام کا ہے یہ پیغام،
مضبوط ہوگا پاکستان اور روشن ہوگا ہر مقام

جناب سپیکر! میں نے جب یہاں ابھی تنقید سنی تو بڑا ہی افسوس ہوا اپوزیشن کی طرف سے۔ میرا تعلق بھی ہزارہ ڈویژن سے ہے اور پورے ہزارہ ڈویژن میں صرف ایک Teaching hospital ہے جہاں کوئی Cardiac Unit تک موجود نہیں۔ ڈسٹرکٹ ہری پور کی بات کریں تو ڈسٹرکٹ ہری پور میں ایک ہسپتال بنا ہے کی بات کریں تو وہاں جو ایک hospital بنا ہے اس hospital میں صرف "referred to Abbottabad" کی پرچی دی جاتی ہے اور Abbottabad جاتے جاتے مریض اپنا دم توڑ جاتا ہے اور اگر وہ Abbottabad پہنچ جاتا ہے تو وہاں پر bed نہ ہونے وجہ سے وہ باہر galleries میں انتظار کرتا ہے۔ شاید وہ موت کا انتظار کرتا ہے یا اپنی زندگی کی امید کی کرن کا انتظار کرتا ہے کہ کوئی مجھے bed مل جائے اور میرا یہاں پہ treatment ہو سکے۔ وہاں کچھ نہ ہو تو وہ مریض وہاں سے پھر Federal میں PIMS hospital بھیجا جاتا ہے تاکہ اس کا یہاں پہ treatment ہو سکے۔ افسوس، اس پورے صوبے میں کوئی burn hospital نہیں ہے۔ حطار کا واقعہ رونما ہوا تو مریضوں کو referred کیا گیا Punjab ، میں کیونکہ وہاں پہ کوئی بھی ابتدائی طبّی سہولیات موجود نہیں تھیں۔

یہ لوگ جو آج Opposition Benches پہ بیٹھ کر Maryam Nawaz کے جہاز پر تنقید کر رہے تھے، تو کل شفیع جان جب TikTok بنا کر اپنی زلفوں کو لہرا رہا تھا تو کیا وہ ان کو نظر نہیں آتا؟ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ Sohail Afridi جب اپنی protocol کی گاڑیوں میں پھرتا ہے تو کسی کو یہ نظر نہیں آتا کہ وہ قومی خزانے سے petrol use کر رہا ہے؟ چلیں وہ تو CM ہے، CM کا بھائی Afridi بھی protocol کی پانچ پانچ گاڑیوں سے پورے صوبے میں دندناتا پھرتا ہے، کیا اس وقت ان کو مہنگا petrol نظر نہیں آتا؟ کیا قومی خزانہ نظر نہیں آتا؟ لیکن افسوس movementstreet میں ایک ہی نعرہ لگایا جاتا ہے، "نیازی کو رہا کرو، عمران کو رہا کرو"، اور خیبر پختونخوا کی عوام بھی نعرہ لگاتی ہے، "خیبر پختونخوا کو رہا کرو، ان غلامی کی زنجیروں سے رہا کرو۔"

اس کے ساتھ ساتھ ایک بات کرتی چلوں کہ 67% ہمارے نوجوان نسل کے لیے جو PM Youth Programme کا vision Prime Minister نے launch کیا ہوا ہے، ہم اس کے لیے بہت خوش ہیں کہ اس کے ذریعے خیبر پختونخوا کو بھی فائدہ ملتا ہے۔ نہیں تو خیبر پختونخوا کے نوجوان کو کبھی قلم چھوڑ احتجاج میں شامل کیا جاتا ہے اور اس کے بجائے اگر Shehbaz Sharif صاحب کا vision دیکھا جائے تو وہ skill programme کا حصہ بنانا چاہتے ہیں یا ہونہار طلبہ کو scholarships دینا چاہتے ہیں۔ ہم ان کے ہاتھوں میں petrol bombs نہیں دینا چاہتے بلکہ ان کو Freelancing ، AI اور IT کی تربیت دینا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں جلسوں اور دھرنوں کا حصہ

نہیں بنانا چاہتے، ہم انہیں pink buses ، electric buses دینا چاہتے ہیں۔ ہم انہیں international scholarships دینا چاہتے ہیں، youth loan schemes دینا چاہتے ہیں، agriculture graduates بنانا چاہتے ہیں۔ میں یہی کہوں گی کہ خیبر پختونخوا کے لوگ اب آزادی چاہتے ہیں۔

میں قومی اسمبلی کی رکن اور ایک doctor بھی ہوں۔ میں pink tax کو 0% کرنے پر خراجِ تحسین پیش کروں گی اور contraceptive pills پہ بھی جو tax % 0 کیا ہے، یہ بھی ایک بہت اہم قدم ہے۔ اس کے ساتھ Cancer کی medicines پہ بھی 0% کیا گیا ہے، میرے خیال میں یہ بہت بڑا قدم ہے۔

کچھ دیر پہلے ایک بات ہوئی کہ ہم نے Health Card سے بہت زیادہ فائدے پہنچائے، health کی بات میں کرنے کے ساتھ ساتھ میں parallel way پہ بھی چلنا چاہوں گی۔ تو health cards میں اس قسم کی بدعنوانیاں ہوئیں کہ ایک چھوٹی سی جگہ بونیر ہے، وہاں پہ جو بھی patient آتا تھا diffuse abdominal pain کے ساتھ، اس کی appendectomy کر دی جاتی تھی۔ اس مد میں انہوں نے یہ کیا کہ ایک مریض کی چار چار دفعہ appendectomy کر دی۔ انہیں سمجھ نہیں آئی کہ ہم اس حد تک کی corruption میں جا رہے ہیں کہ ہم ایک مریض کی چار دفعہ appendectomy کر رہے ہیں، حالانکہ ایک ہی دفعہ بندے کی appendectomy ہوتی ہے۔

اگر آپ ان کے کوہستان corruption cases کھولیں، اگر infrastructure کی یہ بات کرتے ہیں تو school کی چار دیواری نہیں، بچوں کے لیے پینے کا صاف پانی وہاں موجود نہیں۔ universities کی بات کریں تو Agriculture University آج تک کوئی دیکھنے کو ملی نہیں ہے۔ Cancer Hospital اتنا upgraded ہے نہیں۔ ان کے بانی اگر Lahore میں Cancer Hospital بنا سکتے ہیں تو why not خیبر پختونخوا میں بھی اتنا بڑا Cancer Hospital بنائیں تاکہ ہم Punjab کا رخ نہ کریں۔ ان ننھے منے معصوم بچے جن کے دل کے operation ہوتے ہیں، congenital heart disease کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہم Madam Maryam Nawaz کو یہ سفارش کر رہے ہوتے ہیں کہ Madam اس بچے کو Punjab میں بھیجا جائے اور اس کا فری آپریشن کیا جائے۔ آیا کیا خیبر پختونخوا کے بچے کا علاج خیبر پختونخوا کی دھرتی پر نہیں ہو سکتا؟

یہ GB کے elections میں کہہ رہے تھے کہ انہوں نے دکھانے کے لیے اعلان کر دیئے ہیں۔ یہ CPEC تو پورا مکمل ہونا ہے، یہ CPEC China تک جائے گا اور ان شاءاللہ پورا ہو کے نظر آئے گا۔ ہم جھوٹے وعدے ان کی طرح نہیں کرتے۔ انہوں نے تو 200 dams کے جھوٹے وعدے کر کے کیے اور جو آج تک کہیں بھی نظر نہیں آ سکے۔

اس کے ساتھ میں خاص طور پر یہ کہتی چلوں کہ بنیان المرصوص کا ایک سال پورا ہوا ہے تو اپنی فوجی قوت کو، Field Marshal General Asim Munir صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کروں گی اور جتنے بھی ہمارے شہداء ہیں، کیونکہ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات

ہے۔خاص کرکے ان کو بھی اس موقع پر ہم یاد کرتے ہیں کہ آج ہمارا سر فخر سے بلند ہے اور آج ہم international platforms پر پاکستان کا سبز ہلالی پرچم اور سبز passport اپنی عزت کے ساتھ ہر جگہ پر ہم لے کر کھڑے ہیں۔

ہمارے ڈیفنس منسٹر خواجہ آصف صاحب نے فراخدلی اور اچھے vision کے ساتھ decisions لیے اور وہ فیصلے ہمارے حق میں بہت اچھے ثابت ہوئے۔

جناب سپیکر! اپنے صوبے کی بات کروں گی جہاں پہ ہزارہ کی motorway کا تحفہ ہمیں Mian Nawaz Sharif صاحب نے دیا اور اب CPEC complete ہونے جارہا ہے۔میں کہوں گی کہ ابھی بھی Mian Muhammad Nawaz Sharif جیسے vision کو Mian Shehbaz Sharif صاحب لے کر چل رہے ہیں۔میں یہ بھی کہوں گی کہ ہمیں Hazara Division کے لیے ایک اچھا hospital چاہیئے، ہمیں وہاں پہ ایک اچھا burn unit چاہیئے، کیونکہ ہماری حکومت تو fail ہو چکی ہے، اس کی bad governance سب کے سامنے آچکی ہے۔میں اس platform کے توسط سے یہی التجا کروں گی کہ ہمارے صوبے کے اوپر بھی نظرِ ثانی کی جائے۔بہت شکریہ، آپ نے مجھے وقت دیا۔آخر میں یہی کہنا چاہوں گی کہ صوبہ ہزارہ ہمارا حق ہے اور آج اس platform سے اپنے صوبہ ہزارہ کا حق بھی مانگ کر جاؤں گی۔سب سے پہلے ہمارا پاکستان ہے۔پاکستان زندہ باد۔

میڈم چیئرپرسن: بہت شکریہ۔کوئی honourable Member speech کرنا چاہتے ہیں Budget پہ تو بتا دیجیئے۔عامر ڈوگر صاحب اپنی پارٹی کی طرف سے کوئی نام دینا چاہتے ہیں تو بتا دیں۔گلناز صاحبہ، آپ بات کرنا چاہتی ہیں؟

Madam Chairperson: The House is adjourned to meet again on Monday, the 15th June, 2026, at 11:00 a.m.

(The House was adjourned to meet again on Monday, the 15th June, 2026, at 11:00 a.m.)